پیر حسام الدین امیرا کدل کشمیر
دی کشمیر ناول ایجنسی
نام مصنف
نمبر کتاب ۳۲۸ قیمت
پبلشر
پیر حسام الدین جنرل مرچنٹ امیرا کدل کشمیر
NO Cover Page
18

ہری بابو نے دل میں کہا - کہ رستہ تنہا ہے کیسا - چلو اسے چل کر پہنچا آئیں - وہ یہ سوچ کر لڑکی سے بولے - چلو میں چل کر تمہیں گھر تک پہنچا آؤں -

لڑکی - آپ کی بڑی مہربانی - مجھے شاید رستہ تمام رات نہ ملے اور میں بھٹکتی پھروں -

اب ہری بابو نے ایک ٹانگہ والے کو آواز دی اور ٹانگہ پر بیٹھ گئے - لڑکی کو پاس بٹھایا - اور کوچوان کو کالی دیوی کی سڑک پر چلنے کو کہا - اور لڑکی سے باتیں کرنے لگے -

بابو - تمہارا کیا نام ہے -

لڑکی - جانکی -

بابو - اور تمہارے باپو کا نام -

لڑکی - میرے باپو کا نام کدریا بابو تھا - مگر وہ مر چکے ہیں -

بابو - مر چکے ہیں! تو تم اپنی اماں کے پاس رہتی ہو -

لڑکی - نہیں - چچا کے پاس - کیونکہ اماں تو باپو سے بھی پہلے مر چکی ہیں مجھے اُن کا مرنا یاد بھی نہیں -

بابو - اور تمہاری اس بہن کا کیا نام ہے - جن کے ساتھ تم تماشا دیکھنے آئی تھیں -

لڑکی - سیتا - !

بابو - وہ تمہاری سگی بہن ہے -

لڑکی - نہیں - چچا کی بیٹی -

بابو - اپنی چچا کی بیٹی جنکے پاس تم رہتی ہو -

لڑکی - جی ہاں -

بابو - سیتا - تمہارے چچا کے پاس رہتی ہیں - کیا اُن کا علیحدہ مکان نہیں

ہے۔

لڑکی۔ نہیں!

بابو۔ نہیں۔

لڑکی۔ جی ہاں۔ کیونکہ ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی۔ مگر۔

بابو۔ مگر۔

لڑکی۔ سُنا جاتا ہے۔ کہ ایک بابو سے اُن کی نسبت ہوئی۔ پر وہ۔

بابو۔ پر وہ! ہاں ہاں کہو۔ آگے کیا کہنا چاہتی ہو۔ رُک کیوں گئیں۔

لڑکی۔ مجھے ٹھیک خبر نہیں۔ مگر میں نے انہیں مدت سے نہیں دیکھا۔

ہری بابو جوان آدمی تھے۔ اُن کی عمر پچیس سال کے قریب تھی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر زندہ دل آدمی تھے۔ اب تک کسی کو دل نہیں دیا تھا۔

سیتا کا ذکر آیا۔ تو انہوں نے دل میں کہا۔ کہ شاید وہ لڑکی خوبصورت ہو۔ مگر جب جانکی نے کہا۔ کہ سیتا کی نسبت ہو گئی ہے۔ تو انہیں قدرے مایوسی ہوئی۔ تاہم بات کا سراغ نکالنے کے لئے جانکی سے بولے جن بابو سے سیتا کی نسبت ہوئی تھی شاید وہ کہیں باہر چلے گئے۔

جانکی۔ (ذرا گھبرا کر) نہیں بابو۔ وہ شاید مر۔

تانگہ کالی دیوی کی سڑک پر جا پہنچا تھا۔ لڑکی نے ایک بلند حویلی کے سامنے رکوایا۔ اور اُتر پڑی۔ پھر ہری بابو بھی اُترے۔ اور تانگہ والے سے بولے۔ تم ٹھہرو۔ میں ابھی چلتا ہوں۔ مگر اُس نے کہا۔ کہ بابو جی معاف کیجئے۔ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ مجھے ٹھیک بارہ بجے ریلوے اسٹیشن پر پہنچنا ہے۔ بہر حال ہری بابو نے اُسے کرایہ دیکر رخصت کیا۔

لڑکی اُس حویلی کی طرف گئی۔ ایک منٹ اُس کے دروازہ پر ٹھیری پھر واپس آ کر ہری بابو سے بولی۔ میں بھول گئی۔ یہ ہمارا مکان نہیں ہے

چلئے آگے چلئے - اب آگے کا رستہ مجھے یاد ہے۔

جانکی آگے آگے اور ہری بابو اس کے پیچھے چلے - یہ کئی جگہوں سے گذرے - آگے ایک چوک آیا - یہ چوراہا تھا - اب لڑکی ایک اور گلی میں داخل ہوئی - حتےٰ کہ وہ ایک اونچی حویلی کے سامنے جا کھڑی ہوئی لڑکی اندر داخل ہوئی - ہری بابو واپسی کا ارادہ کرنے لگے - مگر ان کا دل کچھ اور کہتا تھا - یعنی وہ سیتا کے حسن سے آنکھیں سینکنے کا مشتاق تھا - آخر ان کی دعا قبول ہوئی - لیکن اس کی قیمت جو انہیں ادا کرنی پڑی وہ ایسی تھی - کہ دنیا میں کسی نے ادا نہیں کی۔

بہرحال لڑکی اندر سے واپس آئی - اور بولی - بابو اندر چلئے - چچا جان آپ سے ملنا چاہتے ہیں -

بابو اندر چلے - مکان عمدہ اور فراخ تھا - مکان نہیں عظیم الشان حویلی تھی - نہایت بلند گویا آسمان سے سرگوشیاں کر رہی تھی۔

لڑکی - بابو کو ایک بڑے کمرے میں لے گئی - جہاں ایک بڈھا عینک لگائے کرسی پر بیٹھا تھا - ہری بابو نے اس کی طرف دیکھا - ان کی آنکھوں سے حیرت ظاہر ہوئی - پھر دل میں بولے -

یہ وہی شخص ہے - جسے میں آج ہی گاڑی پر سوار جاتے دیکھ چکا ہوں - اس وقت اس کی شکل صورت نے میرے دل پر گہرا اثر کیا تھا مگر مجھے اس وقت اس سے ملاقات کی امید نہ تھی۔

ہری بابو نے دیکھا - کہ بوڑھے کی عمر تک بھگ ساٹھ سال کی ہے - سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید اور الجھے ہوئے - ان میں مدت سے کنگھا نہیں ہوا - اس کا جسم مٹا کٹا اور مضبوط معلوم ہوتا تھا - مگر چہرے پر کسی قدر زردی تھی - آنکھیں کلاں ، ناک بلند کاسۂ سر ابھرا ہوا - ہاتھوں کا رنگ بھی زردی مائل تھا - لیکن جب

بات نے ہری بابو کو زیادہ حیران کیا۔ وہ اُس کے بڑھے ہوئے ناخن تھے۔ یہ نوکدار تراشے گئے تھے۔ گویا کسی شکاری جانور کے پنجے تھے۔ لباس عمدہ تھا۔

وہ بوڑھا ہری بابو کو دیکھ کر اخلاق سے بولا۔ معاف کیجئے۔ اس شریر لڑکی کی وجہ سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ تشریف رکھئے۔ یہ کہہ کر وہ جانکی کو پیار کرنے لگا۔ پھر بولا جاؤ بیٹا اب جاکر آرام کرو۔ رام جانے کب سے ماری ماری پھر رہی ہو۔ تھک گئی ہوگی۔ چونکہ آج یہ تمہارا پہلا قصور ہے۔ اس لئے معاف کرتا ہوں۔

لڑکی شاید اس کا نفی میں جواب دینا چاہتی تھی۔ مگر بڈھے نے اُس کا مُنہ بند کر دیا۔ اور اُسے جبراً وہاں سے رخصت کر دیا۔

اب بوڑھا، ہری بابو کی طرف متوجہ ہوا۔

بوڑھا۔ آپ کا اسم شریف۔

ہری بابو۔ میرا نام ہریشچندر ہے۔

بوڑھا۔ خوب! اس لڑکی نے آج آپ کو بڑی تکلیف دی۔ بڑی شریر ہے۔ مگر یہ شرارت اُس نے آج ہی کی۔

ہری بابو۔ نہیں جناب۔ تکلیف کیسی یہ عین راحت ہے۔ بات یہ ہے کہ کم عمر بچے ذرا آزادی پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ بوڑھوں کی مدد کے کس قدر محتاج ہیں۔ گویا اُن کی نو عمری اُن کی محکومیت کے خلاف جدوجہد کرتی ہے۔

بوڑھا۔ بہت خوب! لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ بعض نوجوان بھی اپنی قوت کا اصل سے زیادہ اندازہ کرتے ہیں۔

ان الفاظ میں زور اور کسی قدر تلخی تھی۔

ہری بابو۔ جی ہاں۔ بعض اوقات بوڑھوں کا تجربہ، نوجوانوں کی جسمانی

قوت کو مغلوب کر لیا کرتا ہے۔

یہ سُنکر بوڑھے۔ نے ہری بابو کے چہرہ پر ایک معنی خیز نظر ڈالی اور مسکرا کر بولا۔ ہمیشہ تو ایسا نہیں ہوتا۔ تاہم اگر کوئی شخص اپنی عمر احتیاط سے گذارے۔ تو ممکن ہے۔ کہ علم اور تجربہ، بڑھاپے کی کمزوری کی تلافی کر دے۔

ہری بابو محسوس کرتا تھا۔ کہ بوڑھے میں کوئی خاص طاقت ہے۔ جو مجھے اُس کی طرف کھینچ رہی ہے۔ گویا میں اُس کا محکوم ہوں۔ اُس کی تقریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہری بابو دل میں بولے۔ اس نے دن میں بھی مجھے ضرور دیکھا تھا۔ اور اب دوبارہ ہمارا ملنا اس کی امید کے خلاف نہیں۔ اس کی نظروں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر وہ مجھے مغالطہ دینا چاہتا ہے۔ گویا ہم پہلے ملے ہی نہیں۔ یہ ہری بابو پر اس شان سے نگاہیں ڈال رہا تھا۔ گویا وہ بالکل اجنبی ہے۔ اور اسے پہلے نہیں دیکھا بوڑھے میں گویا جذب مقناطیسی تھا۔ یا وہ مسمریزم کا عامل تھا۔ کہ ہری بابو کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہری بابو کے دل میں ایک خاص قسم کا خوف تھا۔ جو یہ یہاں آتے ہی پیدا ہو گیا تھا۔ اور اندر سے آواز آ رہی تھی۔ کہ چلو یہاں سے جلد چلو۔ خیریت اسی میں ہے۔ لیکن اس کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔

ہری بابو بولے۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

بوڑھا۔ ایں اس قدر جلد! ممکن ہے کہ آپ کو کوئی ضروری کام ہو۔ لیکن سب جانتے ہیں۔ کہ آنا مہمان کے اختیار میں ہے۔ اور واپسی میزبان کے اختیار میں ہوتی ہے۔

یہ کہتے کہتے بوڑھے نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر سگرٹ کیس

نکالا۔ پھر اس نے دو سگرٹ نکالے، ایک خود لیا۔ ایک ہری بابو کو
دیا۔ دیا سلائی جلا کر ان کا سگرٹ بھی خود جلایا۔
اس کے بعد بولا۔ آپ کو فی الحقیقت بڑی تکلیف ہوئی۔ جانکی
بڑی شوخ دیدہ ہے۔ ہاں یہ آپ کو کہاں ملی تھی۔
ہری بابو۔ جناب تکلیف کیسی میرے لئے عین راحت تھی۔ بچوں کی
باتیں بڑی پیاری ہوتی ہیں۔ اور مجھے تو ان سے خاص دلچسپی ہے
بوڑھا۔ ہاں۔
ہری بابو۔ جانکی کسی قدر شوخ تو ہے۔ مگر ذہین اور تمیز دار بھی ہے
یہ مجھے سینما کے باہر ملی تھی۔ وہ کچھ زیادہ پریشان نہ تھی۔ اس
نے بالکل سادگی اور بھولے پن سے مجھ سے راستہ پوچھا۔ اور
میرے دل نے کہا۔ کہ چلو اسے چل کر پہنچا آؤں۔ شاید وہ تمام
رات بھٹکتی پھرے۔ مگر یہ میری مزید خوش قسمتی ہے کہ اس
سلسلہ میں آپ ایسے با اخلاق بزرگ سے نیاز حاصل ہوا۔ امید
ہے کہ جناب مجھے جلد نہیں بھول جائیں گے۔
بوڑھا۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کہ آپ بھی مجھے جلد نہیں بھولیں گے
جس جگہ بوڑھا بیٹھا تھا۔ وہاں ایک دروازہ بند تھا۔ پس بوڑھے
نے اسے ہاتھ سے تھپ تھپایا۔ دروازہ معاً کھلا۔ اور اس میں سے
ایک ہٹا کٹا۔ لمبا۔ تڑنگا سیاہ فام آدمی نکلا۔ اس کی عمر تیس اور چالیس
کے درمیان ہوگی۔ لیکن اس کا چہرہ ایک حد تک خوفناک تھا لباس
اور وضع قطع سے خدمت گار معلوم ہوتا تھا۔
اس کے دونوں ہاتھوں میں ایک کشتی تھی۔ اور اس میں چاء کی
دو چھوٹی چھوٹی پیالیاں رکھی تھیں۔ نوکر سامنے آکر کھڑا ہوگیا میزبان نے
ایک پیالی اٹھا کر مہمان کو دی۔ دوسری خود خالی کی۔ دونوں پیالیاں

کشتی میں رکھ دی گئیں۔ نوکر سر تسلیم خم کرکے برتن لے کر چلا گیا اور دروازہ بدستور بند کر گیا۔

ہری بابو۔ آپ کا نوکر بڑا چست اور اطاعت گذار معلوم ہوتا ہے

بوڑھا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ وہ ہوشیار ہے۔ پڑھا لکھا بھی ہے۔ بنگالی کے علاوہ کچھ انگریزی بھی جانتا ہے۔ میرے بڑے کام کا ہے۔

اس خوشگوار گفتگو کے باوجود ہری بابو کا دل دھڑک رہا تھا جس کی وجہ وہ خود بھی نہیں جانتے تھے۔

اب بوڑھے نے پھر دروازہ تھپ تھپایا۔ وہی نوکر نکل کر آیا اور اس نے کرسیاں وغیرہ درست کیں۔

بوڑھے نے سوال کیا۔ کیا لڑکی آ گئی۔ وفادار نوکر نے اثبات میں جواب دیا۔ اور سر جھکا کر چلا گیا۔

بوڑھا۔ تو اسے یہاں بھیجدو۔ (ہری بابو سے) میری بیٹی سینا آج ایک شادی کی دعوت میں گئی تھی۔

دو منٹ بعد وہی دروازہ کھلا۔ لیکن اب کے اس کے اندر سے کالا کلوٹا۔ نوکر نہیں نکلا۔ بلکہ آفتاب قیامت برآمد ہوا۔ ہری بابو دل پکڑ کے رہ گئے۔

ایک سراپا ناز لڑکی برآمد ہوئی۔ اس کی عمر اٹھارہ انیس سال ہوگی رنگ گورا چٹا سیاہ بال کمر تک پہنچے ہوئے۔ آنکھیں معمول سے بڑی اور دلکش۔ اعضا گویا سانچہ میں ڈھلے۔ اطوار دلکش۔ ادائیں دلفریب۔

ان تمام باتوں نے ہری بابو کے دل میں نہایت گہرا زخم ڈال دیا۔

ہری بابو نے دل میں کہا۔ کہ حسین تو بہتیرے دیکھے۔ بہتوں سے واسطہ پڑا۔ عیش بھی کچھ کم نہیں کئے۔ لیکن دل آج تک کسی کا نہیں ہوا۔

مگر آہ آج یہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور وہ ہے بھی حسن کا کامل نمونہ۔
آنے والی حسینہ جو دراصل سیتا تھی۔ ادا سے بولی۔ جانکی بھی
جاگ رہی ہے۔ اُس نے بابو کے آنے کا حال بتایا۔ آپ کو بڑی تکلیف
ہوئی۔

بوڑھا۔ ہاں یہ اس کی زندگی کا پہلا واقعہ ہے۔
سیتا نے ایک نظر ہری بابو پر ڈالی۔ پھر اُس کی حالت بدل گئی۔ گویا
وہ ڈر گئی۔ ہری بابو کو اس بات کی بڑی حیرت ہوئی۔
لیکن یہ بوڑھے کے خاص اشارات کا اثر تھا۔
اب بوڑھے نے پھر دروازہ پر دستک دی۔ نوکر آموجود ہوا۔ بوڑھے
نے اُسے حکم دیا کہ سیتا کے لئے تھوڑی چاء لاؤ۔

سیتا۔ (ڈر کر) نہیں ابا نہیں۔ میں نہیں پیوں گی۔!
یہ کہہ کر وہ گویا خوف کھا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

بوڑھا۔ نہیں خوابگاہ جانے سے پہلے تمہیں تھوڑی چاء ضرور پینی پڑیگی
یہ تمہیں مفید ہوگی۔
ہری بابو نے دل میں کہا کہ یہ بوڑھا تو جبر سے کام لے رہا ہے۔

سیتا۔ نہیں اس سے فائدہ نہ ہوگا۔ مجھے خواہ نخواہ جاگنا پڑیگا۔
اب اُس کا چہرہ مردہ کی مانند سفید تھا۔

بوڑھا۔ نہیں۔ منگوا چکا ہوں۔ اس لئے تمہیں ضرور پینی پڑیگی۔

ہری بابو۔ (دل میں) یہ عجیب زبردستی ہے۔ اور یہ انکار بھی عجیب ہے
خدا جانے کیا معاملہ ہے۔

اب بوڑھا سیتا کو گھور رہا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی آنکھیں
اس وقت خوفناک تھیں۔ اس واسطے سیتا جو اس باختہ ہو رہی تھی۔ اس
کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ پھر بولی۔ مجھے چاء کی بالکل ضرورت نہیں

ہے۔ یہ مجھے نقصان کرتی ہے۔ چاء میرے مزاج کو موافق نہیں۔ یہ بات آپ بھی بخوبی جانتے ہیں۔

بوڑھا۔ چاء کبھی کبھی نقصان دہ بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر ہمیشہ نہیں دیکھو ابھی آپ نے بھی پی ہے۔

یہ سُنکر سینتا کو بڑی حیرت ہوئی۔ اور اُس نے فوراً ہری بابو سے سوال کیا۔ کہ کیا آپ نے بھی چاء پی ہے۔

اب بوڑھا، غریب حسینہ کو گھور رہا تھا۔ پھر وہ بولا۔ ہاں بابو اور میں ابھو ابھی پی چکے ہیں۔ بڑے مزے کی چاء ہے۔ کیوں ہری بابو۔

ہری بابو۔ بےشبہ۔ بڑی خوش ذائقہ چاء تھی۔

اب سینتا نے ہری بابو کے چہرہ پر ایک معنی خیز نگاہ ڈالی۔ اور بولی

سینتا۔ مجھے اس موئے ہرداسے سخت نفرت ہے۔

بوڑھا۔ بیٹی۔ ہری ایسا معتبر آدمی کہاں ملتا ہے۔

سینتا۔ جی ہاں۔ آپ کا یہ اعتباری نوکر ہے۔ اور آپ کے کام کا بھی ہے

ابھی اثنا میں ہری آ پہنچا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک طشتری تھی۔ اور اس پر ایک چاء کی پیالی۔ وہ سینتا کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ بوڑھا اسے گھور رہا تھا۔

بوڑھے نے نوکر سے سوال کیا۔ کیا یہ ابھی تازہ بنائی ہے۔ نوکر نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔

سینتا۔ لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

تاہم یہ کہہ کے اُس نے طشتری سے پیالی اُٹھالی۔ اور اب بوڑھا اور اُس کا نوکر دونوں اُسے غصہ سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے ہری بابو اپنے دل میں کہنے لگا۔ کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ چاء کے اندر ضرور کوئی نقصان دہ چیز ڈالی گئی ہے۔ یہی وجہ اس عورت کے

خوف کی ہے۔ ہری بابو کو اس کی سخت حیرت تھی۔ اور سیتا اس کی طرف کچھ عجیب انداز سے دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ ان سے کچھ امداد طلب کر رہی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی۔ مگر خوف سے نہیں کہہ سکتی تھی۔ نوکر خالی پیالی بیجانے کے انتظار میں کھڑا تھا۔

سیتا پھر بولی۔ میں ہرگز نہیں ہونگی۔

یہ سنکر بوڑھا مارے غصہ کے کانپنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ جھنا کر بولا۔ کیا تجھ میں حکم عدولی کی طاقت ہے؟ کیا تجھے انکار انجام کا خیال نہیں۔؟ کیا بھول گئی۔ کہ پہلے کیا ہوا تھا۔؟

اب تو سیتا کو تاب نہ رہی۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ اور وہ اپنے باپ کے قدموں پر گر پڑی۔ وہ نوکر کی طرف بھی خوشامدانہ انداز سے دیکھ رہی تھی۔ بولی۔

مجھے معاف کردو۔ رحم کرو۔ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ ہرگز نہ ہوگا۔

بوڑھا غرا کر بولا۔ نہیں نہیں تجھے یہ کام کرنا پڑے گا۔

اب ہری بابو سے ضبط نہ ہو سکا۔ چنانچہ وہ بول اٹھا۔ جناب آپ خواہ مخواہ کیوں زبردستی کر رہے ہیں۔ اگر اس کا دل پینے کو نہیں چاہتا تو آپ کیوں مجبور کرتے ہیں۔

بوڑھے نے جواب دیا۔ میں اس کی سرکشی کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں یہ بڑی ضدی ہو گئی ہے۔ اس عمر کو دیکھو اور پھر اس کی ضد کو۔ حالانکہ یہ اپنی ضد کے خوفناک نتیجہ سے آگاہ ہے۔

ہری بابو۔ مگر آپ اسے مجبور کیوں کر رہے ہیں۔ اگر نہیں پیتی تو نہ سہی کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ اور وہ آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔

بوڑھا۔ (گھور کر) میں اپنے معاملات میں مداخلت پسند نہیں کرتا اس لئے آپ کا خاموش رہنا ہی اچھا ہے۔

یہ سُنکر ہری بابو نے دل میں بڑے پیچ و تاب کھائے۔

بوڑھا سینتا سے مخاطب ہوا۔ پیو۔ جلد پیو۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ تمہاری بات ابھی ہری بابو سے کہہ دونگا۔

سیتا کے مُنہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔ نہیں بابو نہیں۔ میں ابھی پئے لیتی ہوں۔ اس وقت اُس کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔

پھر بولی۔ اچھا پیتی ہوں۔ آپ چُپ رہیں۔

بوڑھا۔ اچھا پیو۔ جلد پیو۔

ہری بابو۔ سینتا۔ چائے نہیں پیئے گی۔ سینتا اس میں کوئی خطرہ ہے سینتا ذرا بتاؤ۔ تو کیا معاملہ ہے۔

یہ سُنکر بوڑھے نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔ ہاں ہاں ضرور بیان کرو۔ بڑی مزیدار کہانی ہے۔ اب بڈھا سینتا کو تیز تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ ہری بابو بولا۔ کیا تم مجھے یہ بات نہیں بتاؤ گی۔

سینتا۔ نہیں بتا سکتی۔ آہ نہیں بتا سکتی۔

بوڑھا۔ پیو جی جلد پیو۔

سینتا۔ ہاں اب تو بلا توقف پینی ہوگی۔

ہری بابو۔ نہیں تم نہ پیو۔ لاؤ مجھے دو۔ میں پیوں خواہ زہر ہی کیوں نہ ہو۔

سینتا۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔

یہ کہہ کر اُس نے ایک ہی سانس میں چاء کی پیالی خالی کر دی۔ اور اُسے نوکر لے کر وہاں سے چلا گیا۔

یہ دیکھ کر ہری بابو کو کچھ کم حیرت نہیں ہوئی۔

اب سینتا کو کچھ غم یا فکر نہ تھا۔ بلکہ وہ ہنس ہنس کر اطمینان سے باتیں کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر ہری بابو کو اور بھی تعجب ہوا۔ دل میں بولے

تو کیا یہ محض جنگ زرگری ہی تھی۔ باپ بیٹیوں کے بھپٹے؟ تماہیں نے ناحق پاؤ ڈالا۔ بوڑھا کبھی اپنی بیٹی کی طرف دیکھتا تھا۔ اور کبھی ہری بابو کی طرف۔ ان کے دل میں ایک طرح کا خوف پیدا ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ ناواقف تھے۔ وہ بار بار اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے۔ مگر پھر سیتیا کی پیاری پیاری باتیں اور حسن دلکش اُنہیں روک لیتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ اُن کے دل میں ایک گونہ خوف بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ گویا کوئی خوفناک واقعہ پیش آنے والا ہے

بوڑھے نے سلسلۂ کلام شروع کر دیا۔ مگر ہری بابو کی آرزو یہ تھی۔ کہ سیتیا بھی اُن سے باتیں کئے جائے۔ ویسے بوڑھے کی باتیں عالمانہ اور دانشمندانہ تھیں۔ اور ظرافت کا پہلو لئے ہوئے وہ ادیب کی طرح سے علم ادب پر بھی بے تکلفی سے بحث کر رہا تھا۔ اور بعض نتیجہ خیز اشعار اپنے مہمان کو سنا رہا تھا

لیکن اب جو ہری بابو دیکھتے ہیں۔ تو سیتیا کی حالت میں خوفناک انقلاب پاتے ہیں۔ بالکل سنگ مرمر کا بُت بنی ہوئی۔ چہرہ پر سرخی کا نشان تک نہیں آنکھیں پھٹی ہوئیں۔ ہاتھ پاؤں بالکل ساکت!

یہ دیکھ کر ہری بابو کے منہ سے دفعتاً نکلا۔ ارے۔ یہ کیا۔ اسے یہ کیا ہو گیا۔ بوڑھے نے اطمینان کے لہجہ میں بے پروائی سے جواب دیا۔ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ اس کی حالت عموماً ایسی ہی ہو جایا کرتی ہے۔ ابھی ٹھیک ہو جائیگی۔

اب سیتیا ٹکٹکی باندھے ہری بابو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ مگر اُس سے بولا نہیں جاتا۔ وہ خوفزدہ نظر آتی تھی۔ گویا وہ نیم بے ہوش تھی۔

ہری بابو بگڑ کر بولے۔ بڑے میاں یہ آپ کی اُس چاء کا اثر ہے شاید وہ اسی واسطے پینا نہیں چاہتی تھی۔ اُس نے جواب دیا۔ نہیں اسے اس قسم

کا دورہ ہوا کرتا ہے۔ یہ مرض اسے عرصہ سے ہے۔ چادر اس کی دوا ہے
یہ ابھی اچھی ہوئی جاتی ہے۔

اب بڈھا اُٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ ہری بابو نے سینتیا کے ہاتھ کو چھو کر دیکھا تو وہ گویا برف کا ٹکڑا تھا۔ حیران ہو کر بولے۔ اُف ظالم۔ سینتیا میں تمہاری کیا امداد کر سکتا ہوں۔!

سینتیا بول نہ سکی۔ تاہم ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ مسکرانے کی کوشش کرتی ہے۔ بہر حال اُس نے بڑی مشکل سے اپنا سر بہ طریق انکار ہلایا۔

اب ہری واپس آیا۔ ہری بابو اُس سے بولے۔ یہ بڑا ستم ہے نہایت بے رحمی ہے۔

بوڑھا۔ میں نے ڈاکٹر کی رائے سے یہ دوا دی۔ کیا میں کوئی مُضر شے اپنی بیٹی کو دے سکتا ہوں۔ آپ کا خیال بالکل غلط ہے۔

ہری بابو۔ مگر دیکھئے اس کا کیا حال ہو گیا۔

بوڑھا۔ اور اگر اسے یہ دوا نہ دی جاتی۔ تو مارے درد کے لوٹتی پھرتی۔ اب دیکھئے وہ مسکرا رہی ہے۔

سینتیا اب واقعی مسکرا رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں ہاہا قہقہے لگانے لگی مگر اُس کا سانس جلد جلد چل رہا تھا۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ لیکن ایک منٹ بعد مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہو گئی۔

ہری بابو حیران تھے۔ اُن کے دل میں طرح طرح کے خیال پیدا ہو رہے تھے۔ انہوں نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا مگر بالآخر یہ فیصلہ کیا۔ کہ میں اُس وقت تک یہاں بیٹھا رہونگا۔ جب تک سینتیا نہ اُٹھے گی۔ اور یہ راز مجھے معلوم نہ ہو گا۔

بوڑھا میزبان بولا۔ غالباً آپ کو تصاویر کا شوق ہو گا۔ دوسری منزل میں چند تصاویر صنعت کا اعلےٰ نمونہ ہیں۔ کیا آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

ہری بابو انکار نہ کر سکے۔ اور اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے۔ حالانکہ اُن کا ضمیر اُن کو روک رہا تھا۔

ہری بابو ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چلے۔ وہ زینہ پر چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچا۔ ہری بابو کو بدبو آنے لگی۔ گویا گندھک جلائی جا رہی ہے۔ بابو کو خفیف سا دردِ سر ہونے لگا۔ سانس تنگی سے آنے لگا۔ جی متلانے لگا۔ یہاں ڈاکٹر کا ہٹا کٹا نوکر موجود تھا۔ اب ڈاکٹر پھر سیڑھیوں پر چڑھا اور تیسری منزل پر جا پہنچا۔ یہ تصویر خانہ تھا۔ پہلے تاریک تھا۔ مگر ڈاکٹر نے بٹن دبا کر بجلی کی روشنی کی۔ اور وہ بقعۂ نور بن گیا۔ دیوار پر بڑی بڑی تصویریں نصب تھیں۔ اُن میں سے بعض قدِ آدم اور روغنی تھیں۔

ڈاکٹر نے ایک تصویر اُٹھائی۔ یہ ایک جوان عورت کی تھی۔ اُسے بوسہ دیا اور بولا۔ اے مقدس تصویر۔ اور پھر اُسے رکھ دیا۔ ہری بابو اس کی اس حرکت کا مطلب کچھ نہیں سمجھے۔

مگر یہ تصویریں خاص قسم کی تھیں۔ یعنی انسان کے عالمِ نزع کی نہایت خوفناک دم گھٹ گھٹ کے نکلنے کے مکروہ نظارے تھے۔ بعض نہایت مضحکہ خیز تھیں۔ ہری بابو یہ دیکھ کر نقشِ دیوار بنکر رہ گئے۔ تاہم صنعت کی تعریف بے ساختہ اور بے ارادہ اُن کے منہ سے نکلی۔ کیونکہ یہ اصل کی ہو بہو نقل نظر آ رہی تھیں۔ وہ بولے۔ مصور کے کاریگر۔ اور باکمال ہونے میں کلام نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نہایت خوفناک آدمی ہے۔ اور خاص قسم کا دیوانہ۔ انسانی تکلیف کو اس نے تماشہ سمجھا۔

یہ سُنکر ڈاکٹر مسکرایا۔ اور بولا۔ بیشک مصور واقعی مجنوں تھا اُس نے اپنی خوبصورت بیوی کو ہلاک کیا۔ اس لئے اُسے پاگل خانے پہنچایا گیا۔ وہ برہما کا رہنے والا تھا۔

ہری بابو ایک ایک تصویر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے ایک نوخیز حسین عورت کی تصویر دیکھی۔ جو نہایت نازک اندام تھی۔ ایک ہٹا کٹا آدمی اُس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ اور وہ عالم نزع میں تھی۔

ہری بابو کے دل میں چند سوالات پیدا ہوئے۔ کیا یہ بڈھا نوریہی تو وہ خوفناک مصوّر نہیں؟ بے شک یہی یہ تصویر ستیہ کی ہے۔ اس بڈھے نے ضرور اپنی بیوی کو مار ڈالا ہوگا۔

ان خیالوں نے اُسے لرزہ براندام کر دیا۔ اس وقت دھماکے کی آواز ہوئی پھر کمرہ میں نیلے رنگ کی روشنی پھیل گئی۔ پھر آواز۔ اور پھر نیلی روشنی پھیلی اور یہ تین بار ہوا۔

ہری بابو نے ڈاکٹر سے کچھ کہنا چاہا۔ مگر دیکھا تو وہ یہاں موجود ہی نہ تھا۔ وہ چپکے سے چل دیا تھا۔ ہری بابو دروازہ کی طرف چلے۔ اس پر سیاہ رنگ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ اُسے لپک کر اُٹھایا۔ اور دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا۔ وہ مضبوط بند اور مقفل تھا۔ اب تو وہ حیران رہ گئے ہیں کیا وہ پاگل مجھے قید کر کے چلا گیا۔

اب ہری بابو بے چین تھے۔ انہوں نے دروازہ کو خوب پیٹا۔ مگر خیر نہ باشد۔ اب یہاں سے کیسے رہائی ہو۔ مکان تیسری منزل پر، روشندان پر چڑھنا محال۔ اگر یہ ممکن بھی ہو۔ تو نیچے کودنے کا نتیجہ معلوم۔ ایک ایک ہڈی چور چور ہو جائے۔

انگیٹھی کے قریب ایک بجلی کا بٹن لگا ہوا تھا۔ ہری بابو نے کچھ سوچ کر اُسے دبایا۔ لیکن اُس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کمرہ بالکل تاریک ہو گیا۔ ہری بابو نے ٹٹولنا شروع کیا۔ اور بٹن پا کر اُسے زور سے دبایا۔ اس وقت ایک سوئی سی اُن کی انگلی میں چبھی۔ لیکن اس سے تکلیف اس قدر ہوئی۔ کہ گویا ہاتھ توپ سے اُڑ گیا۔ بے انتہا درد اور کسک ہونے لگی۔ ہری بابو

نے جیب سے دیا سلائی نکال کر روشنی کرنی چاہی - مگر جیب میں بکس نہ تھا - اب تو اُن کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا - آج کے تمام واقعات رہ رہ کر اُن کی آنکھوں کے سامنے آنے لگے - اور انہیں یقین ہو گیا - کہ ظالم مصور یہ خود بڈھا ہی ہے - یہی اپنی بیوی کا قاتل - اور سفاک انسان ہے - اس نے سیتا کا گلا اپنے نوکر سے گھٹوایا - اور پھر اس کی تصویر لی لیکن اس واقعہ کے بعد وہ زندہ کیسے رہی - اس کی اُسے اور زیادہ حیرت تھی -

شاید اُسے بالکل بے دم نہ کیا ہو - ذرا سی جان باقی رکھی ہو - اور پھر ادویہ کے ذریعہ اُسے تندرست کر دیا ہو - بہر حال یہ انسان نہایت خوفناک ہے - اور دیکھئے میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے - اس خیال سے ہری بابو کانپ اُٹھا -

خیر اُس نے بڑی مشکل سے اپنے حواس درست کئے - ادھر اُدھر ٹٹولنے لگا - اس اثنا میں اُس کا ہاتھ ایک تصویر پر پڑا - جو قدِ آدم تھی - وہ ہاتھ کے پڑنے سے پیچھے ہٹ گئی - ایسا معلوم ہوا - کہ گویا کھڑکی کھلی بابو دوڑ کر اس کے اندر داخل ہوا - اُس کے دل میں امید کی ایک شعاع پیدا ہوئی - شاید نکلنے کا کوئی راستہ مل جائے - بہر حال وہ ہزار و امید کے ساتھ آگے بڑھا - لیکن دفعتہً اس کے پاؤں نے کسی چیز سے ٹھوکر کھائی -

اب اس نے اُس شے کو جھک کر ٹٹولا - اس کا ہاتھ غالباً کسی ریشمی کپڑے پر پڑا - زیادہ ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی عورت کے کپڑے ہیں - کپڑوں کے نیچے کوئی سخت سی شے تھی - ہری بابو کو جلد معلوم ہو گیا - کہ وہ کسی عورت کی لاش ہے - اور یہ دیکھ کر اُس کی چیخ نکل گئی - دو منٹ بعد وہ سنبھلا - اُس نے اپنے حواس درست کئے - ٹٹولا - ایک زنجیر

اُس کے ہاتھ میں آئی۔ جس میں ایک تعویذ یا ہولڈلی پڑی ہوئی تھی۔ ہری بابو نے اُسے کھولنا چاہا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔

اُس کے حواس نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔ بلکہ اُس کی غنودگی دم بدم بڑھنے لگی۔ حتےٰ کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣
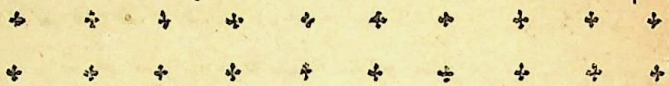
ہری بابو کے حواس رفتہ رفتہ درست ہوئے۔ انہوں نے دل میں کہا۔ کہ شاید میں نے کوئی خوفناک خواب دیکھا ہے۔ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ اپنی حالت کا احساس کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کمرہ برقی لمپ سے روشن ہے۔ ڈاکٹر کا ہٹا کٹا نوکر بھی موجود تھا۔ جو ہری بابو کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

بابو کی حالت یہ تھی۔ کہ اب اُن کے حواس بالکل درست تھے۔ وہ سب کچھ دیکھتے اور سُنتے تھے۔ مگر نہ ہل جل سکتے تھے۔ اور نہ بول سکتے تھے۔ اُٹھنے کی کوشش کی۔ تو ہل بھی نہ سکے۔ دل کبھی زور زور سے دھڑکنے لگتا تھا۔ اور کبھی حرکت رُک جاتی تھی۔ گویا عنقریب موت واقع ہونے والی ہے۔ بابو نے محسوس کیا۔ کہ گویا اس کا عالم نزع ہے جان کنی کی نوبت ہے۔

اب ڈاکٹر بھی آ پہنچا تھا۔ وہ تصویر بنانے کے پردہ کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس کے دہنے ہاتھ میں بالوں کا قلم اور بائیں میں قلمدان تھا جس کے اندر رنگ کی چھوٹی چھوٹی پیالیاں تھیں۔

اب وہ بار بار ہری بابو کی شکل دیکھ کر تصویر بنانے لگا۔ نوکر اب تک ہری بابو کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور ہری بابو دل میں کہہ رہے تھے کہ اب میرا زندہ رہنا محال ہے۔ اُن کی نگاہیں بار بار تصویر پر جاتی

تھی۔ جو مردوں۔ عورتوں۔ جوانوں۔ بوڑھوں۔ اور بچوں کی عالم نزع کی
تھیں۔ اور ایک سے ایک زیادہ خوفناک تھی۔

ہری بابو کے قریب ہی سامنے ایک قد آدم شیشہ لگا ہوا تھا۔
اور وہ اس میں اپنے چہرہ کے تغیرات دیکھ رہے تھے۔ چہرہ لحظہ بہ لحظہ
خوفناک علامات کا اظہار کر رہا تھا۔

رفتہ رفتہ ہری بابو کی حالت نازک ہونے لگی۔ دل کی حرکت نہایت
خفیف ہو گئی۔ نوکر نے جو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس حالت کو سمجھا۔ اور
اُس نے ایک اسفنج ہری بابو کو سنگھایا۔ جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ از سر نو
جان میں جان آنے لگی۔ چنانچہ دل طبعی حالت میں حرکت کرنے لگا۔

ہری بابو کی حالت پھر نازک ہونے لگی۔ اور نوکر نے انہیں پھر
اسفنج سنگھایا۔ اور اُسے تین بار یہی عمل کرنا پڑا۔

ہری بابو کے حواس ایک حد تک درست تھے۔ چنانچہ انہیں آج
رات کے تمام واقعات رفتہ رفتہ یاد آ رہے تھے۔ گمراہ لڑکی کا ملنا۔
اُسے پہچانے آنا۔ بوڑھے سے ملاقات۔ اس کا اخلاق۔ ستیا سے ملاقات
پھر اُسے زبردستی چائے پلایا جانا۔ تصویر خانہ۔ غرض کہ اُسے سب
کچھ یاد آ گیا۔ ستیا کی محبت اب تک اُس کے دل میں موجود تھی۔

پھر اُس نے دل میں کہا۔ کہ یہ لوگ اس طریق سے بڑا ظلم کر رہے
ہیں۔ قتل انسانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ کاش پولس اور حکومت کو
ان مظالم کی اطلاع ہو جائے۔ اور وہ اس ظالم آقا اور اُس کے
نوکر کو پھانسی پر لٹکائیں۔

بوڑھا ایک قدم آگے بڑھا۔ اور اُس نے اپنے شکار کو غور سے دیکھا
پھر تصویر کی طرف دیکھا۔ گویا دونوں کا مقابلہ کیا۔ پھر تصویر کو مکمل
کرنے لگا۔ پھر دو تین قدم پیچھے ہٹ کر دیکھا۔ اور پھر تصویر کی کچھ

اصلاح کی۔ اس وقت اس کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔ گویا تصویر خاطر خواہ بن چکی۔ اور مکمل ہو چکی تھی۔

وہ زہری سے بولا۔ کام ختم ہے۔ کل دوسرے بوجھ کا انتظام کرنا ہو گا۔ ہری نے سمجھ کر سر ہلایا۔

ہری بابو کی حالت نازک ہو رہی۔ اور وہ سمجھ رہے تھے۔ کہ ابھی مجھے پھر اسفنج سنگھایا جائے گا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ دونوں صیاد چل دیئے۔ اور جانے سے پہلے بجلی بجھا دی۔ گویا غریب ہری بابو کو مرنے کے لئے اس کی قسمت پر چھوڑ دیا۔ اللہ رے سنگدلی۔ سچ ہے۔ افریقہ کی رات اس قدر خوفناک نہیں۔ جس قدر کہ لندن ایسے متمدن شہر کی رات جہاں تہذیب کا دور دورہ ہے۔

باب دوم

خواب نما

ہری بابو ایک ہسپتال کے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ قریب ہی ڈاکٹر۔ کمپونڈر اور نرس بیٹھی ہے۔ ایک پولس مین بھی موجود ہے۔

مگر یہ یہاں کیونکر آئے؟

پولس نے انہیں سڑک پر پڑا پایا۔ اور وہ انہیں شرابی سمجھ کر تھانے لے گیا۔ مگر جب اُن کی حالت نازک دیکھی۔ تو ہسپتال لے آیا۔ ڈاکٹر ہمدردی سے اُس کی تیمارداری کر رہا ہے۔ چنانچہ اب انہیں ہوش آچلا ہے

ڈاکٹر نے ہری بابو سے سوال کیا۔ کیا حال ہے۔ بولو۔ پھر وہ پولس مین سے مخاطب ہوا۔ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ شراب زیادہ پی گئی ہے۔ مگر اب میرا خیال بدل گیا ہے۔

ہری بابو کے لئے بولنا سخت دشوار تھا۔ مگر آخر کوشش کرکے بولے

"زہر"

ڈاکٹر (چونک کر) ہیں! زہر کیا آپ کو زہر دیا گیا۔ کس نے دیا۔

ہری۔ کیا کہوں۔ مجھ سے تو بولا نہیں جاتا۔ مگر میں یہاں کیسے آیا؟ میں تو . . . .

یہ سن کر کانسٹبل بولا۔ آپ کالی کوٹھی کے سامنے سڑک پر پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت ساڑھے چار بجے تھے۔ ایک دو فقیر وہاں موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہاں موٹر کار آئی۔ اور آپ کو ڈالا گیا۔ لیکن میں نے آپ کو شرابی سمجھا۔

ہری بابو۔ موٹر کی بات صحیح ہو گی۔

اس کے بعد ڈاکٹر نے مریض کو دوا پلائی۔

کانسٹبل۔ اس فقیر سے موٹر کا کچھ پتہ نشان مل سکتا ہے۔ شاید نمبر بھی معلوم ہو جائے۔

ڈاکٹر۔ ہاں ہاں تم جا کر پتہ لگاؤ۔ مگر جلدی کی ضرورت ہے۔

ہری۔ بھئی۔ ضرور جاؤ۔ مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہیں۔ مگر مجھے ایک قتل کا سراغ ملا ہے۔

قتل کے لفظ سے ڈاکٹر اور کانسٹبل دونوں چونک پڑے

ہری۔ اول اس شخص کو تلاش کرو۔ جس نے مجھے موٹر سے اترتے دیکھا پھر ہم سب مل کر مجرموں کا پتہ لگائیں گے۔ اگر اب حوالدار صاحب تو جلدی کرنی چاہئے۔ یہ سن کر کانسٹبل چلا گیا۔

ڈاکٹر۔ ہاں اب آپ اپنی داستان سنائیے۔

ہری بابو۔ میرا تمام بدن گویا ناکارہ ہو گیا تھا۔ مگر ہوش تھا۔ دیکھتا تھا۔ مگر بول نہیں سکتا تھا۔ نہ حس و حرکت کر سکتا تھا۔ میری

حالت تھی - دل کی حرکت بار بار بند ہونے لگتی تھی - گویا میں سکرات موت میں مبتلا تھا -

ڈاکٹر کچھ سوچکر بولا - آپ بول نہ سکتے تھے - تمام بدن سرد اور بے حس و حرکت تھا - حلق خشک تھا - دم گھٹا جاتا تھا - درد سخت تھا - حواس درست مگر خوف طاری تھا -

ہری بابو - بالکل یہی علامات تھے -

اس کے بعد ڈاکٹر نے ایک اور دوا تیار کرکے پلائی - مگر اُس سے اُسے اطمینان نہ ہوا - بلکہ وہ ایک پچکاری لایا - اور اُس میں دوا بھری - اور اس کی سوئی کی مانند نوک ہری بابو کے بازو میں بھونک کر وہ اندر داخل کی - اور بولا - بس اب آپ ابھی اچھے ہو جائیں گے -

ہری بابو - تو آپ کی رائے میں بھی مجھے زہر دیا گیا -

ڈاکٹر نے اثبات میں جواب دیا - اور یہ بھی کہا کہ خوفناک قسم کا زہر آپ کو دیا گیا - موت میں بس بال برابر فرق رہ گیا - زندہ رہنا آپ کا حیرت انگیز ہے - مگر زہر دیا آپ کو کس ظالم نے - اس زہر تک عام آدمیوں کی رسائی ناممکن ہے - زہر دینے والا معمولی علم کا آدمی نہیں ہے - بلکہ تجربہ کار ڈاکٹر ہے -

ہری بابو - جناب ڈاکٹر صاحب - وہ شخص آفت کا پرکالہ ہے - شیطان کا بھی اُستاد ہے -

اب ہری بابو ہوشیار ہو گئے تھے - اس لئے انہوں نے اپنی تمام سرگذشت ڈاکٹر کو سنائی - مگر ڈاکٹر کو یقین نہ آیا - بلکہ اُسے خواب پریشان سمجھے - اُن کی نگاہیں زبان حال سے یہی کہہ رہی تھیں -

جب ہری بابو نے اُن تصاویر - اور مردہ عورت کے ہاتھ لگنے کا واقعہ سنایا تو ڈاکٹر سے ضبط نہ ہوسکا - چنانچہ وہ متانت سے بولا -

بابو یہ کوئی واقعہ ہے۔ یا ٹیگور کی کوئی کہانی! بابو مجھے کہانیاں زیادہ پسند نہیں ہیں۔ میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ ہاں یہ تو کہئیے۔ کہ آپ کی تعریف کیا ہے۔ آپ کا اسم مبارک!

مریض۔ میرا نام ہری بابو ہے۔ اور میں کوٹھی نمبر ۱۲۴ ریلوے روڈ میں رہتا ہوں۔

ڈاکٹر یہ سنکر چونک پڑا۔ بولا۔ میں تو سمجھا تھا۔ کہ آپ بدبیک سٹریٹ کے رہنے والے ہیں۔

ہری بابو نے ڈاکٹر کی یہ بات حیرت سے سنی۔ انہیں اس بات پر بھی کچھ کم تعجب نہ تھا۔ کہ وہ اُن کی سرگذشت کو فرضی کہانی سمجھتا ہے۔ لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ ہری بابو کا ادنےٰ درجہ کا لباس اِن کے متعلق یہی باور کرا رہا تھا۔

آخر ہری بابو کی توجہ اپنے لباس کی جانب ہوئی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہائیں یہ کیا پھر قیمتی لباس کہاں گیا ہے یہ چیتھڑے میرے بدن پر کہاں سے آئے۔ آہ! یہ بھی اُس بوڑھے کم بخت کا ایک ہتکھنڈا ہے اُس نے غربت کے پردہ میں میری شخصیت کو چھپایا۔ اور اس طرح پولس اور عدالت کو دہوکا دیا۔ اُف رے تیری عیاری۔ یہ سوچکر۔ ہری بابو نے ڈاکٹر سے کہا۔ جناب میرا لباس تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر۔ پھر تو آپ ضرور بدمعاش اور چالاک چوروں کے پھندے میں پھنس گئے۔

ہری بابو۔ ڈاکٹر صاحب ایک مہربانی کیجے۔ کوٹھی نمبر ۱۲۴ ریلوے روڈ میں میرے نوکر چکرورتی کو ٹیلیفون کیجئے۔ کہ وہ ہسپتال میں میرے لئے کپڑے لے آئے۔

ٹیلیفون کر دیا گیا۔ اور ڈاکٹر کا شبہ ایک حد تک دور ہو گیا۔ اور وہ معذرت خواہ ہوا۔ ہری بابو نے کہا کہ آپ کا اس میں کیا قصور میری حالت ہی ایسی تھی۔ میرے لباس سے یہی معلوم ہوتا تھا۔

ڈاکٹر کو کچھ کچھ ہری بابو کی داستان کا یقین آ چلا۔ چنانچہ وہ بولے۔ آپ کو مردہ سمجھ کر سڑک پر ڈال دیا گیا۔ بس یہی امر آپ کی زندگی کا باعث ہوا۔ ہاں آپ کو مکان تو معلوم ہے۔ پس اُس کا پتہ ملجانا کیا دشوار ہے۔

ہری بابو۔ جی ہاں۔ کوٹھی نمبر ۳۷ کالی دیوی روڈ۔ ذرا آپ نوٹ کر لیجئے۔ خدانخواستہ میں بھول نہ جاؤں۔ ڈاکٹر نے یہ پتہ لکھ لیا۔

ڈاکٹر۔ آپ یہ مقدمہ پولس کے سپرد کر دیجئے۔ وہ بہت جلد سُراغ نکال لے گی۔

ہری بابو۔ میں خود اس خوفناک انسان کا سُراغ نکالنا چاہتا ہوں میں اُس سے سخت انتقام لینے کا آرزومند ہوں۔ مجھے کوٹھی کا پتہ معلوم ہے۔ میں جلد مجرم کو پکڑ لونگا۔

یہ بات ہری بابو نے اس لئے کہی۔ کہ پولیس کی تحقیقات میں سیتا بھی پبلک میں آتی تھی۔ اور وہ یہ پسند نہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اس کی زُلف گرہ گیر میں اسیر ہو چکے تھے۔ اور اُس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ اگرچہ شادی کرنے پر وہ بوجوہ فی الحال آمادہ نہ تھے۔

اب ہری بابو کا نوکر اُن کے کپڑے لے کر آ پہنچا۔ اور انہیں اس حالت میں دیکھ کر سخت حیران ہوا۔ مگر آقا نے اُس کی تسلی کر دی۔ ڈاکٹر نے بھی اس کی تائید کی۔ اور نوکر واپس چلا گیا۔

نوکر کے چلے جانے کے بعد کانسٹبل بھی واپس آ گیا۔ اُس کے ساتھ

ایک شخص تھا۔ یعنی موقعہ کا گواہ۔ یہ جوان آدمی تھا۔ مگر پتلا دبلا اور چھچھڑوں لگتا۔

اس شخص نے بیان کیا۔ کہ میں سڑک کی پٹڑی کے قریب ہی کھڑا تھا۔ میں نے ایک موٹر کار آتے دیکھی۔ مجھ سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر موٹر کار رکی۔ ایک آدمی کو اس میں سے نکالا گیا۔ اور وہ آپ پھٹے مجھے یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی۔ میرا ایک دوست میرے پاس کھڑا تھا۔ میں نے اسے اشارہ سے یہ واقعہ دکھایا۔ موٹر کے دو آدمیوں نے آپ کو مشکل سے نکالا۔ ان میں سے ایک عورت تھی۔ جو خاصی حسین تھی۔ ان دونوں نے آپ کو پٹڑی پر لٹا دیا۔ اور اس کے بعد موٹر فوراً چل دی۔

اس کے بعد کانسٹبل آیا۔ اور آپ کو بدمست سمجھ کر وہاں سے اٹھا لے گیا۔

ہری لال نے نتیجہ نکالا کہ اسے موٹر میں ڈال کر لانے والی سبیتا ہی تھی۔

گواہ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میرے اسی دوست کا بیان ہے کہ وہی موٹر ایک روز پہلے بھی یہاں آئی تھی۔ اور ایک عورت کی لاش ڈالی گئی تھی۔ یہ کوئی دو ہفتے کی بات ہے۔ کانسٹبل نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ مقتولہ کے جسم پر چھری یا پستول وغیرہ کے ہتھیار کا نشان نہ تھا

ہری بابو کے دریافت کرنے پر گواہ نے کہا۔ کہ موٹر دونوں بار ایک ہی تھی۔ اس کا رنگ بھورا تھا۔ ڈرائیور ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا۔ اور اس کے ساتھ مٹا کٹا خوب موٹا آدمی۔

اس کے بعد طے ہوا۔ کہ اس شخص کے دوست کو بلانا چاہیئے۔ چنانچہ کانسٹبل اسے ساتھ لے کر اس کو تلاش کرنے کے لئے چلا گیا۔

لیکن کانسٹبل ناکام واپس آیا۔ اور مطلوبہ شخص نہیں ملا۔
اب ہری بابو اچھے تھے۔ وہ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرکے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اس فقیر کو اپنے مکان کا پتہ بتا کر اس سے کہا۔ کہ مجھ سے آکر ضرور ملو۔ تمہیں فائدہ ہوگا۔ اور اس نے وعدہ کیا

باب سوم

ہری بابو کی تفتیش

ہری بابو اپنے مکان پر آگئے۔ سیتا انہیں رہ رہ کر یاد آرہی ہے کیونکہ یہ اپنا دل اس کی نذر کر چکے ہیں۔ وہ تیسرے روز معلومہ پتے پر گئے۔ یعنی اس مکان میں جہاں جاکر جانکی رکی تھی۔ یعنی جہاں گاڑی سے اتری تھی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ وہاں کوئی اور شریف آدمی رہتے ہیں۔ اس واقعہ سے انہوں نے بالکل لاعلمی ظاہر کی۔

زہر کا کچھ کچھ اثر اب بھی باقی تھا۔ یعنی ہری بابو کی طبیعت میں ماندگی اور سستی موجود تھی۔ مگر ڈاکٹر کی دوا برابر استعمال کر رہے تھے۔ خفیف سا دردِ سر بھی رہتا تھا۔ اور خیالات پریشان۔ اب ان کو مصور کی گرفتاری، نیز اپنی معشوقہ کی تلاش کی دھن لگی ہوئی تھی۔
وہ آخر الذکر خیال کی وجہ سے خود براہ راست تحقیقات کرنا چاہتے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ پولس مداخلت نہ کرے۔ کیونکہ پولس سیتا کی رعایت کرنے والی نہ تھی۔

گواہ کے ساتھ اس کا لنگڑا دوست آیا۔ اور ہری بابو نے اس سے خوب جرح قدح کی۔ بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ جن کا بیان حسب موقعہ آئے گا۔ اس کے دو گھنٹے بعد ہری بابو پھر اپنے مطلوبہ

میں چل دیئے۔
انہیں جس جگہ جانکی ملی تھی۔ یعنی تھیٹر کے قریب۔ وہ وہاں سے
اُس سمت کو روانہ ہوئے۔ جدھر وہ کرایہ کی گاڑی پر گئے تھے۔ اور
اب وہ کالی دیوی کی سڑک پر جا رہے تھے۔
ہری بابو ہر مکان کو گھور گھور کر دیکھتے تھے۔ آنے جانے والی گاڑیوں
اور موٹر کاروں اور اُن کے سواروں کو گہری نظر سے دیکھتے تھے۔ مگر
بے سود۔ ڈاکٹر یا مصوّر کو تلاش کیا۔ مگر اُس کا بھی بالکل سراغ نہ ملا
معلوم ہوا کہ نام فرضی اور غلط بتایا گیا۔ الغرض اُن کو آج بھی ناکام
اور بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ لیکن جب یہ واپس آ رہے تھے۔ تو
ایک خاص واقعہ پیش آیا۔
انہوں نے دیکھا۔ کہ سامنے سے ایک موٹر آ رہی ہے۔ اُس کا رنگ
بھورا تھا۔ جیسا کہ فقیر اور اُس کے لنگڑے دوست نے بتایا تھا۔ یہ
دیکھ کر اُن کی توجہ اُس طرف منعطف ہوئی۔ اُس کے اندر ایک بوڑھا
آدمی بیٹھا تھا۔ اس سے ہری بابو کی چار آنکھیں ہوئیں۔ کچھ شک نہیں
کہ یہ ڈاکٹر یعنی خوفناک مصوّر ہی تھا۔ یہ دیکھتے ہی ہری بابو موٹر کے
تعاقب میں روانہ ہوئے۔ لیکن پیدل آدمی موٹر کی رفتار کا کیا مقابلہ
کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک ہی منٹ میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔
لیکن اب ہری بابو کو ایک کرایہ کی موٹر سڑک پر جاتی مل گئی۔ اور یہ
ڈاکٹر کی موٹر کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ڈرائیور کو انعام واکرام
دینے کا وعدہ کیا۔ اور اب یہ موٹر خطرناک رفتار سے جا رہی تھی۔ یعنی اس
کی چال قانون کی مقرر کردہ چال سے بھی تیز تھی۔ موٹر ہوا سے باتیں
کر رہی تھی۔ روپیہ میں بڑی طاقت ہے۔ یہ سب کچھ انعام کے لالچ
سے ہو رہا تھا۔

اب تعاقب کرنے والی موٹر یک دوراہہ پر جا رہی تھی - اور یہاں یہ معلوم کرنا مشکل تھا - کہ پہلی موٹر کدھر گئی ہے - کچھ آگے گئے - مگر سراغ نہ ملا - موٹر دوراہے پر واپس لائی گئی - دوسرے راستہ پر دوڑائی مگر ڈاکٹر کی موٹر کا پتہ نہ لگنا تھا - کہ نہ لگا - ہری بابو کو حد سے زیادہ افسوس ہوا - کیونکہ آج تو آیا ہوا شکار گویا پنجہ سے نکل گیا تھا -

ہری بابو نے موٹر ڈرائیور کو اُدھر چلنے کی ہدایت کی - جہاں اُس نے پہلی بار حریف کی موٹر دیکھی تھی - یہ مکان بلندی پر تھا - ہری بابو وہاں جا پہنچے - کنڈی کھٹکھٹائی - مگر انہوں نے معلوم کر لیا - کہ ڈاکٹر کا وہ مکان نہیں ہے - جہاں مُسے موت کا مزہ چکھایا گیا تھا -

ایک منٹ بعد اندر سے ایک عورت نکلی - جو بظاہر خادمہ معلوم ہوتی تھی - ہری بابو بولے - میں ڈاکٹر گمبوس سے ملنا چاہتا ہوں - وہ بھوری موٹر پر ابھی یہاں آئے ہیں - مگر خادمہ نے ڈاکٹر کے یہاں آنے سے انکار کیا

بابو - مگر میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا - ابھی ابھی کی تو بات ہے -

خادمہ - نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی - میرے آقا باہر ہیں - اور اُن کی غیر حاضری میں یہاں کوئی نہیں آنا جانا -

بابو عجیب شش و پنج میں تھے - انہوں نے پانچ روپیہ کا ایک نوٹ نکال کر خادمہ کی نذر کیا - اور کہا کہ سچ سچ بات بتا دو - ہم تمہیں اور بھی انعام دیں گے -

مگر خادمہ نے کہا - کہ میں نے جو کچھ عرض کیا - وہ بالکل سچ ہے - آپ میری بات کا یقین کریں -

ہری بابو ناکام واپس ہوئے - پھر انہوں نے جا کر ڈاکٹر سے ملاقات کی - اپنی تلاش جستجو اور ناکامی کا اُن سے ذکر کیا - اور پھر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے - جب وہ مکان پر پہنچے - تو نوکر نے اُن کو اطلاع کی - کہ

ایک جوان اور خوبصورت عورت یہاں آئی تھی - اور ایک گھنٹہ تک آپ کا انتظار کرتی رہی - اور پھر خط چھوڑ کر چلی گئی -

ہری بابو نے گھبرا کر وہ خط پڑھا - اُس کا مضمون حسب ذیل تھا -

جناب من - میں ایک سخت ضرورت سے آپ سے ملنے آپ کے مکان پر آئی - کامل گھنٹے تک انتظار کیا - مگر آپ نہ آئے - میں زیادہ نہیں ٹھہر سکتی - جلد باہر جانے والی ہوں - کیا آپ مجھے کل شام ۶ بجے نرسنگھ پور گئے پل کے پاس مل سکتے ہیں - باہر باہر اس طرح سے آئیے کہ اُس گاؤں کا کوئی آدمی آپ کو دیکھنے نہ پائے - پل کے پاس میرا انتظار کیجئے - ایک میل ورے موٹر چھوڑ دیجے - اور میرے پاس پیدل پہنچئے - ایک نہایت ضروری کام ہے - اگر آپ وقت پر نہ پہنچے - تو یہ موقعہ پھر ہاتھ نہ آئیگا تاکید اکید ہے - آپ کی سیتنا -

اس خط نے ہری بابو کو شش و پنج میں ڈال دیا - انہیں اپنی غیر حاضری کا بھی کچھ کم افسوس نہ ہوا -

اب قابل غور سوال یہ تھا - کہ وہ سیتنا کے پاس جائیں - یا نہیں اس میں کچھ دھوکا اور خطرہ تو نہیں - عشق کہتا تھا - کہ پر لگا کر اُڑ چلو مگر احتیاط اور دور اندیشی دامن کشاں تھی -

ہری بابو کے دل میں بہت سے سوالات پیدا ہو رہے تھے - ایسا کونسا ضروری کام ہے - جس کے لئے سیتنا نے اُسے طلب کیا ہے - اُسے میرا مکان اور پتہ کیسے معلوم ہوا - اور اگر وہ معاون جُرم تھی - تو ایسی بے خوفی سے میرے مکان میں کیسے آگئی - اور پھر اب مجھے بلاتی ہے -

الغرض وہ عجب شش و پنج میں تھے - مگر بالآخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا - کہ ہرچہ بادا باد - نرسنگھ پور جا کر سیتنا سے ضرور ملنا چاہیئے - جذبہ

عشق میں بڑی طاقت ہے۔ یا یوں کہئے۔ کہ حسن کی کشش نہایت زبردست ہے۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

کے مقولہ کے مطابق رات بڑی بے چینی سے گذری۔ آنکھ بہت کم لگی۔ کئی بار چونکے۔ سیتا کو بار بار خواب میں دیکھا۔ اور خوفناک مقتول کو بھی خدا خدا کر کے دامن شب چاک چاک ہوا۔ اور وہ علی الصباح منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے۔ مگر دل میں خوف تھا۔ کہ دیکھئے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ نہ جاتے یہ امر اختیاری تھا۔ لیکن کوئی مخفی قوت اُن کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔

باب چہارم

معشوق سے ملاقات

ہری بابو شام کے چھ بجے منزل مقصود پر پہنچے۔ پل، نرسنگھ دار سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ جگہ بالکل سنسان تھی۔ وہاں ایک آدمی بھی چلتا پھرتا نظر نہ آتا تھا۔ سیتا کا کچھ پتہ نہ تھا۔ بابو کو ایک ایک منٹ گذارنا مشکل ہو رہا تھا۔ کبھی کبھی اُن کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ دوسرا جال تو نہیں۔ اُنہیں یہ بھی خیال آتا تھا۔ کہ شاید یہ خط جعلی ہو۔ یعنی ڈاکٹر نے سیتا کے نام سے لکھا ہو۔

بابو اسی خیال میں تھے۔ کہ تاریکی میں سے کچھ آہٹ سی ہوئی۔ یہ اُدھر دیکھنے لگے۔ ہری بابو ہوشیار ہو گئے۔ کوئی آدمی انہیں اپنی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ پھر معلوم ہوا کہ کوئی عورت ہے۔ خیال کہ وہ بالکل اکیلا

کے پاس آکھڑی ہوئی۔ اور بولی۔ ہری بابو آپ آ گئے۔ آپ نے بڑی تکلیف کی۔

یہ عورت سیتا کے سوا کوئی اور نہ تھی۔

پھر سیتا بولی۔ مجھے آپ کے ایسی بھیانک جگہ آنے کی امید نہ تھی۔ خیر یہاں باتیں کرنے کا موقع نہیں۔ شاید کوئی دشمن پل کے نیچے کھڑا ہو چلئے اُس ٹیلے کے اوپر چلکر باتیں کریں۔

وہ دونوں ٹیلے کی طرف چلے۔ اور اُس پر چڑھ گئے۔

سیتا۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ کسی نے آتے ہوئے دیکھا تو نہیں۔

ہری۔ آپ یہ کیا کہتی ہیں۔ یہ میرے لئے عین راحت ہے۔ اتفاق سے راستہ میں میری کسی سے مڈھ بھیڑ نہیں ہوئی۔

سیتا۔ یہ اچھا ہی ہوا۔

ہری۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ غریب خانہ پر تکلیف فرما گئیں۔ اور میں بدنصیب نہ مل سکا۔ ورنہ وہیں ملاقات ہو جاتی۔

سیتا۔ میں آپ کے مکان پر کامل ایک گھنٹہ انتظار کرتی رہی۔ اور زیادہ دیر اس وجہ سے نہ ٹھہر سکی۔ کہ ریل کا وقت ہو چکا تھا۔ مگر آپ سے ملنا بھی ضروری تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی۔ معاف کیجئے۔ اب میں آپ سے ایک التجا کرتی ہوں

ہری بابو۔ ارشاد۔

سیتا۔ نہیں میں کچھ نہیں کہتی۔

ہری بابو۔ واہ! ایشور کے لئے صاف صاف کہو۔ کہ کیا معاملہ ہے میں نہیں جانتا کہ مجھ پر اس قدر ظلم کیوں کیا گیا۔ اس کی غرض و غایت کیا تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو میرے ساتھ ہمدردی ہے۔ اور آپ نے مجھے اُس روز بچانے کی کوشش کی تھی۔ اس لئے میں آپ

کا شکر گذار رہوں۔ لیکن وہ واقعہ اب تک میرے لئے راز بنا ہوا ہے۔ خدا کے لئے اس سے پردہ اٹھایئے۔

سیتنا (افسوس کرکے) کیونکہ جو کچھ ہونے والا تھا۔ اُس کا آپ کو خواب میں بھی خیال نہیں آسکتا تھا۔ اور میں سب کچھ جانتی تھی۔

ہری بابو۔ اگر مجھے ذرا بھی شبہ ہو جاتا۔ تو میں جانکی کو بیچانے ہرگز نہ جاتا۔ خدا ہی جانے کہ میرے ساتھ اس قدر بے رحمی کا برتاؤ کیوں کیا گیا۔

سیتنا۔ اس کی وجہ کو پہنچنا ناممکن ہے۔ آپ کے لئے جال ایک ماہ سے بچھایا جا رہا تھا۔ والد صاحب کی تدابیر نہایت پیچیدہ ہوتی ہیں۔ اُن کا سمجھنا مشکل ہے۔

ہری بابو۔ لیکن میں نے اُن کا کچھ نہیں بگاڑا۔ بلکہ میری تو اُن کے ساتھ واقفیت بھی نہیں ہے۔ پھر آخر یہ ظلم مجھ پر کیوں ہوا؟ البتہ ایک ہزار روپیہ کا چک میری جیب میں تھا۔ لیکن اُس کا روپیہ اُن کو نہیں مل سکتا۔

سیتنا۔ روپیہ کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ روپیہ خود اُن کے پاس بہت ہے۔

ہری بابو۔ پھر آخر کیا غرض تھی۔

سیتنا۔ صرف آپ کی جان لینا۔

ہری بابو۔ مگر میرا قصور۔

سیتنا۔ یہ میں خود نہیں جانتی۔ البتہ آپ کے پھانسنے کی کوئی ایک مہینے سے سازش ہو رہی تھی۔ اگر مجھے آپ کا پتہ معلوم ہوتا۔ تو میں ضرور آپ کو اطلاع دے دیتی۔

ہری بابو۔ شکریہ! معلوم ہوا کہ آپ میری دشمن نہیں۔ بلکہ خیرخواہ

ہری۔ میں یہ سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔

سیتا۔ بیشک میں تمہاری ہی خواہ ہوں۔ لیکن تمہارے ساتھ جو کچھ سلوک ہوا کیا اس کے بعد بھی تم میرے ہو سکتے ہو۔

ہری۔ کیوں نہیں۔ میں تمہارا ہوں اور صرف تمہارا۔ آج سے نہیں اُسی دن سے۔ تمہیں پر پہلے مرتے تھے۔ تمہیں پر اب بھی مرتے ہیں۔ مگر اب خدا کے لئے اس راز کو بے نقاب کرو۔

لیکن سیتا خاموش تھی۔ شاید وہ واقعہ کی اصلیت بتانا نہیں چاہتی اور وقت کو ٹال رہی تھی۔ ہری بابو کو اس سے سخت رنج ہوا۔ اور بولے

ہری بابو۔ پیاری آدھی بات کہنا اور آدھی چھپا جانا۔ یہ بات مشتبہ ہے۔ موجودہ حالت میں ہماری صفائی ضروری ہے۔

سیتا۔ آہ آپ مجھ سے بدگمان ہوئے جاتے ہیں۔ مگر مجبوری ہے۔ ورنہ میں آپ سے کوئی بات مخفی نہیں رکھتی۔

ہری بابو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم مجبور ہو۔

سیتا۔ بابو یقین کیجئے۔ کہ اس خاموشی ہی سے میری عزت اور جان سلامت ہے۔ ورنہ دونوں کو خطرہ ہے۔

یہ سُنکر بابو سوچنے لگے۔ اور دو لمحہ بعد بولے۔ پھر خاموشی کی تاکید غالباً تمہارے باپ ہی کی طرف سے ہوگی۔

سیتا۔ آپ درست کہتے ہیں۔

ہری بابو۔ اگر تم مجھے یہ بات بتا دو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے باپ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آخر باپ ہی ہیں۔

سیتا۔ آہ آپ اُن کو نہیں جانتے۔ میں ایک حرف اُن کے خلاف زبان سے نہیں نکال سکتی۔

ہری بابو - کوئی وجہ نہیں - کہ کوئی بیٹی باپ سے اس قدر ڈرے -
سیتا - باپ! اُف! ایسا ظالم باپ خدا کسی کو نہ دے - ہاں میں کل آپ سے مدد لینے کے واسطے آپ کے مکان پر گئی تھی -
ہری بابو - میں تمہاری مدد کے لئے ہر طرح سے حاضر ہوں - مگر تمہاری ان باتوں سے سخت حیران ہوں - تم سے مجھے رحم آتا ہے - لیکن تم بھی تمام بات مجھ سے صاف صاف کہہ ڈالو -
سیتا - آہ آپ کو میرے حالات معلوم نہیں - آپ نہیں جانتے - کہ موت میرے سر پر منڈلا رہی ہے - اور اس کے سوا میری نجات کا اور کوئی رستہ بھی نہیں ہے -
ہری بابو - تم اس قدر ڈرتی کیوں ہو - ہاں اُس روز جب مجھے دام بلا میں پھنسایا گیا - تو تم ہی مجھے موٹر کی پٹڑی پر ڈال آئی تھیں - یہ مجھے معلوم ہو چکا ہے -
سیتا - (گھبرا کر) یہ آپ کیا کہتے ہیں - کہ میں موٹر سے ڈال گئی تھی -
ہری بابو - یہ ایک شاہد عینی نے بیان کیا - اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے -
سیتا - کیا پولس کو بھی یہ معلوم ہو گیا -
ہری بابو - ہاں پولس کو بھی کچھ نہ کچھ معلوم ہے - ایک کمسن عورت کی نعش کے بارہ میں بھی سخت تحقیقات کی جا رہی ہے - اُس کو بھی جانکی اپنے ساتھ لے گئی تھی - اُس وقت سے - وہ لڑکی غایب ہے -
سیتا - سنکر تھر تھر کانپنے لگی -
سیتا - آہ - آج سب کچھ پولس کو معلوم ہو گیا - وہ مجھے تلاش کر رہی ہے - اور جلد گرفتار کرے گی - بس موت!

ہری۔ سیتا نادان نہ بنو۔ میں تمہیں بے گناہ جانتا ہوں۔ کیونکہ تم
نے جو کچھ کیا۔ مجبوری سے کیا۔ اس لئے میں تمہاری مدد ہر طرح سے
کرنے کو تیار ہوں۔ اور اپنے رسوخ سے تمہیں صاف بچا لونگا
مگر شرط یہ ہے۔ کہ تم اپنے باپ کا کچا چٹھا مجھے بتا دو۔ ورنہ میں
مجبور ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتا۔
سیتا۔ آپ کی خواہش ہے۔ کہ میں اپنے باپ سے دغا کروں۔ لیکن یہ
ناممکن ہے۔ کیونکہ پھر میں اُس کے انتقام سے نہیں بچ سکتی۔
ہری۔ جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ اگر میں پولس سے جا کر کہہ دوں۔ تو کیا
تمہارے باپ گرفتار نہیں ہو جائیں گے!
سیتا۔ نہیں نہیں بابو یہ غضب نہ کرنا۔ میں تم سے اس بات کی قسم
لے کر رہونگی۔ تمہیں اپنی عزت کی قسم کھانی پڑے گی۔
وہ یہ کہہ کر ہاتھ جوڑنے لگی۔ اور ہری بابو کے قدموں میں گر پڑی
مگر انہوں نے اُسے اُٹھا لیا۔ اور ایک منٹ بعد بولے۔
ہری بابو۔ میں تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا۔ تم ایسے مردود باپ
کو بچانے کی ناحق کوشش کرتی ہو۔
سیتا۔ بابو۔ اس کے کئی سبب ہیں۔ جن کو میں بتا نہیں سکتی۔ آپ بھی
خاموش رہئے۔ ورنہ میری خیر نہیں۔ میری جان اور عزت خطرہ
میں پڑ جائے گی۔ اس لئے آپ مجھ سے عہد کریں۔ کہ اس معاملہ
متعلق ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالیں گے!
ہری بابو۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔
سیتا۔ کیوں۔
ہری بابو۔ کیونکہ مجرم کو سزا دلانا میرا فرض ہے۔
سیتا۔ تو کیا آپ مجھے مصیبت میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور آپ کو میں

بربادی کی پروا نہیں۔

ہری بابو اس بات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

اب خاصی رات ہو گئی تھی۔ اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

ہری بابو شش و پنج میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف عشق کا جذبہ اور دوسری جانب انتقامی خیالات جوش زن تھے۔ آخر کار وہ بڑے غور و خوض کے بعد بولے۔

ہری بابو۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ اور اسے بنا ہنے کی کوشش کرونگا۔ لیکن مجرم کو سزا دلانے میں میں تامل نہ کرونگا۔ اُس نے اپنی دانست میں تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ اس کے علاوہ اُس نے بیشمار انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ہے۔ پس ایسے ظالم شخص کو اُس کی بداعمالیوں کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ ہاں اور سنو۔ اُس روز جب مجھے دام میں پھنسایا گیا۔ تو وہاں میں نے ایک تصویر کی آڑ میں ایک عورت کی لاش دیکھی۔

سینا۔ عورت کی لاش! یہ ناممکن ہے۔

ہری۔ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھا۔ یہ ایک کوٹھڑی کے اندر تھی۔ دروازہ کی بجائے ایک قد آدم تصویر رکھی ہوئی۔

سینتا۔ نہیں یہ تمہارا وہم ہی وہم ہے۔

ہری۔ نہیں امر واقعہ ہے۔ مجھے اُس کا بالکل یقین ہے۔ لاش کوٹھڑی میں تصویر کے پیچھے تھی۔ اور عورت کی۔

سینتا۔ اور تم نے وہ کوٹھڑی بھی دیکھ لی۔

ہری۔ ہاں میں اتفاقیہ ٹٹولتا ہوا اُدھر جا نکلا۔ میرا ہاتھ تصویر پر پڑا۔ اور وہ پیچھے ہٹ گئی۔ میں اندر چلا گیا۔ اور لاش کو میں نے

وہاں پایا۔
سیتنا۔ مجھے وہاں کے حالات بہت کچھ معلوم ہیں۔ لیکن کسی عورت کا وہاں قتل ہونا ایک ناممکن امر ہے۔
ہیری۔ اچھا اور سنو۔ مجھے ایک بات اور یاد آئی۔ نعش کے گلے میں ایک مستطیل تعویذ تھا۔ وہ باریک زنجیر سے بندھا ہوا اس کی گردن میں لٹکا ہوا تھا۔ تعویذ کوئی ایک انچ لمبا اور نصف انچ چوڑا تھا۔ اور شاید پتھر کا تھا جس پر کچھ کندہ ہوا بھی تھا۔
سیتنا۔ کچھ کندہ تھا۔
ہیری۔ ہاں مجھے یہ بات اچھی طرح سے یاد ہے۔
یہ سُنکر سیتنا کچھ سوچنے لگی۔ اور بے اختیار ہو کر بولی۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔ وہ ایسے وقت کیوں آنے لگی تھی۔
ہیری (جلدی سے) کون۔
سیتنا۔ (ہوشیار ہو کر) کوئی نہیں۔ یونہی کسی کا خیال آگیا تھا۔
ہیری۔ خیر ایک جرم معلوم ہے۔ اور مجھے پولیس میں اطلاع دینی پڑیگی
سیتنا۔ آپ کی مرضی۔ آہ آپ کو ایک مصیبت زدہ عورت کی پرواہ نہیں! افسوس!
ہیری۔ مجھے تمہارے ساتھ ہمدردی ہے۔ لیکن مجھ سے یہ توقع نہ رکھو۔ کہ میں خوفناک مجرموں کے جرم چھپاؤنگا۔ لہری بھی بڑا بدذات ہے۔
سیتنا۔ بیشک لہری بھی بڑا سنگدل ہے۔
ہیری۔ تمہاری رائے میں وہ کس عورت کی نعش ہوگی۔
سیتنا آہ سرد بھر کر خاموش ہو گئی۔
ہیری۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم اس بدنصیب عورت

واقف ہو۔ تعویذ کو تم نے پہچان بھی لیا۔

سیتا۔ (کانپ کر) میرا خیال تھا ۔ ۔ ۔ نہیں غلط! یہ ناممکن ہے۔

ہری۔ شاید تم نے وہ تعویذ کسی لڑکی کے گلے میں دیکھا ہے۔

سیتا کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر پھر رُک گئی۔

مگر ایک منٹ بعد بولی۔ آہ یہ ظلم ہے۔ اور نفرت انگیز ظلم۔

ہری۔ اچھا تم اُس عورت کا نام بتا دو۔ باقی تحقیقات میں خود کر لونگا

سیتا۔ (آمادہ ہو کر) بشرطیکہ تم پولس کو اس کی اطلاع نہ دو۔

ہری۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔

سیتا۔ غالباً وہ لیلا تھی۔ اُس کی عمر پندرہ سولہ سال سے زیادہ نہ تھی۔

وہ کالی پہاڑی پر اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔

ہری۔ ہیں۔ کالی پہاڑی پر۔

سیتا۔ جی ہاں! مگر آپ کو اس قدر حیرت کیوں ہوئی۔

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہری بابو نے خوفناک مصور کو اسی جگہ سے میور سے موٹر میں آتے دیکھا تھا۔

وہ یہ سیتا کو بتانے والے تھے۔ مگر کچھ سوچ کر انہوں نے بات ٹال دی۔ اور بولے۔ میرے ایک دوست کالی پہاڑی پر رہتے ہیں۔ اُن سے تحقیقات میں بہت مدد ملے گی۔

سیتا۔ آپ ضرور تحقیقات کیجے۔ اور مجھے بھی خبر دینا کہ کیا لیلا زندہ ہے

ہری۔ لیلا۔ ضرور تمہاری سہیلی ہے۔ لو۔ اب زیادہ پردہ پوشی نہ کرو صاف صاف کہہ دو۔

سیتا۔ ہاں میری سہیلی ہے۔ اسی واسطے تو کہتی ہوں۔ کہ وہ وہاں بیٹھ آئی۔

واقف تھی۔
ہیری۔ کیوں نہ آتی۔ کیا وہ تمہارے باپ کے کرتوت سے واقف تھی۔
سینتیا۔ ممکن تو ہے۔
ہیری۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اُسے افشائے راز کے خوف سے تمہارے باپ نے قتل کیا۔
یہ سُنکر سینتا کانپنے لگی۔
ہیری۔ تم نے لیلا کو کتنے عرصہ سے نہیں دیکھا۔
سینتا۔ کوئی دو ہفتہ ہوئے ہیں۔ اُس کے مکان پر گئی تھی۔
ہیری۔ شاید تمہارے باپ بھی وہاں جاتے ہوں۔
سینتا۔ (زور دیکر) ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اس نام سے کسی سے نہیں ملتے۔
ہیری۔ تو شاید اُن کے دو نام ہیں۔
سینتا۔ آہ میرے مُنہ سے کیا نکل گیا۔
ہیری۔ اچھا دوسرا نام بتاؤ۔
مگر سینتا نے باوجود اصرار کے دوسرا نام نہیں بتایا۔ اور زور دینے پر کہنے لگی۔ کہ میں سخت مجبور ہوں۔ لیکن شاید چند روز بعد آپ کو یہ راز بتا سکوں۔
ہیری۔ خیر تم نہ بتاؤ۔ پولس اس مکان کی تلاشی لے کر وہ لاش نکال لائے گی۔
سینتا۔ (زور دیکر) بشرطیکہ پولس کو وہ مکان مل سکے۔
ہیری۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا باپ اپنا مکان خاص چالاکیوں سے چھپاتا ہے۔ اور تم ان چالاکیوں سے واقف ہو۔
سینتا۔ یہ سچ ہے۔ اُس کی حفاظت کا خاص انتظام ہے۔ اُس کا پتہ چلنا محال ہے۔ میرے باپ کہا کرتے ہیں۔ کہ نہ پولس مجھے تلاش کر سکتی۔ اور نہ میرے مکان تک پہنچ سکتی ہے۔

ہری - کیا کہا -
سینا - یہ ناممکن ہے - کہ آپ اُس مکان کو شناخت کر سکیں - جس
میں جانکی آپ کو لے گئی تھی - میں نے میرے باپ نے آپکو مکان
کے آس پاس پھرتے دیکھا ہے - لیکن آپ پہچان نہیں سکے -
ہری - اور اگر میں تمہارا تعاقب کروں - یا تمہارے نوکر ہری کا تو - کیا
محلہ کے آدمی تمہیں یا ہری کو نہیں جانتے ہونگے -
سینا - ہری کو کوئی نہیں جانتا اور میرا تعاقب بھی بے سود ہے - یعنی
ہمارے مکان کا پتہ پھر بھی نہیں لگ سکتا -
غرضیکہ یہ سب کچھ لا حاصل ہے - میرے والد پولس سے بالکل نہیں
ڈرتے - بلکہ اُس کا مذاق اڑایا کرتے ہیں - کیونکہ اُن کا انتظام ہی کچھ اس
قسم کا ہے - اُن کا خیال ہے کہ کوئی انسان اُن کی ذات یا اُن کے
کاموں کا پتہ نہیں لگا سکتا -
ہری بابو - تو اُن کے جرائم کا سراغ نکالنا ناممکن ہے -
سینتا - کم از کم اُن کا تو یہی خیال ہے - اور میں آپ کو دوستانہ مشورہ
دیتی ہوں - کہ آپ اس خیال کو چھوڑ دیجے - کیونکہ فائدہ کی
بالکل اُمید نہیں - اور خطرہ یقینی ہے - پس جو کچھ ہوا - اُسے
بھول جائیے -
ہری بابو - اگر تم اس جھمیلے میں نہ پھنسی ہوتی - تو شاید میں اس میدان
سے پیچھے ہٹ جاتا -
سینتا - (ٹھنڈی سانس بھر کر) اگر آپ کو میرا ذرہ بھر بھی خیال ہے - تو
اس جھگڑے کو بالکل چھوڑ دیجے - مجھ پر رحم کیجے - نیز اپنی جان پر -
آہ آپ نہیں جانتے - کہ میرا باپ اور ہری کیسے خطرناک طور پر
چالاک ہیں - میں تمہاری منت کرتی ہوں - کہ اس معاملہ کو جانے

دیکھئے۔

ہری بابو۔ اچھا تو تم تمام حالات مجھے بتا دو۔ اس کے بعد میں غور کرونگا اور بہت ممکن ہے کہ میں خاموش رہنے کا فیصلہ کروں۔

سیتا۔ فرض کیجے کہ آپ نے پولس کو اطلاع دے دی۔ تو کیا صرف آپ کے بیان پر یقین کر لیا جاسے گا۔ یہ ناممکن ہے۔ اور شہادت بہم پہنچنی محال ہے۔ اسی طرح سے مکان کا ملنا ناممکن ہے۔

ہری بابو۔ (دل میں) یہ تو تقریباً صحیح ہے۔ علاوہ ازیں میرے لئے خطرہ ہے۔ میں بڈھے کے ہاتھ سے نکل آیا۔ پس اگر وہ کہیں مل بھی گیا۔ تو وہ میری جان لئے بغیر نہ رہے گا۔ تاکہ دنیا سے اپنے جرم کی شہادت مٹا سکے۔

اس کے بعد وہ سیتا سے مخاطب ہوا۔ تم میری مدد چاہتی ہو۔ پس بتاؤ۔ کہ میں تمہاری مدد کیسے کروں۔

سیتا۔ (سوچکر) آہ کیا بتاؤں۔ میں سخت ڈر رہی ہوں۔ شرم بھی میری زبان پکڑ رہی ہے۔ آہ مجھے کون پناہ دے سکتا ہے بابو آپ میری مصیبت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ میرے حالات سے واقف نہیں۔ آہ میرا بال بال گنہگار ہے۔ میری جان کا بچنا دشوار ہے۔ تاہم میں بے عزتی کا برقع اوڑھ کر تم سے امداد چاہتی ہوں شاید تمہیں میرے حال زار پر رحم آسکے۔ اور تم مجھے رسوائی سے بچالو۔

ہری بابو۔ تو بتاؤ۔ کہ میں کیونکر تمہاری مدد کروں۔

سیتا۔ کیونکر؟ اس طرح کہ آپ اپنی رائے سے اس معاملہ میں کچھ نہ کریں۔ بلکہ جو میں کہوں وہی کریں۔

ہری بابو یہ سنکر نقش دیوار ہو گیا۔ اور ایک منٹ بعد بولا۔ یہ

تم نے کیا کہا - میں تمہارا مدعا نہیں سمجھا -

سیتا - آہ! میں کن الفاظ میں اپنا مدعا ظاہر کروں - (کانپ کر) میں جو کچھ کہوں - تم اُسے مانو گے بھی تو نہیں - اور اصل حال سننے سے تم مجھ سے ضرور نفرت کرنے لگو گے - خونی عورت کی حمایت کوئی شریف آدمی کیوں کرنے لگا تھا -

ہری بابو - (استقلال سے) مگر تم نے میرے سوال کا جواب اب بھی نہیں دیا - میں پوچھتا ہوں - کہ میں تمہیں کیا مدد دوں اور کیسے ؟

سیتا - میں دیکھونگی - کہ کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو -

اس وقت ہری بابو نے ایک کھٹکا سُنا - لیکن ابھی وہ اس پر غور بھی نہ کر سکے تھے - کہ سیتا دفعتہً چلا اٹھی - پھر کسی نے ہری بابو پر زبردست حملہ کیا - اور حملہ آور اپنے دونوں زبردست ہاتھوں سے اُن کا گلا گھونٹنے لگا - اونگلیاں گردن کے گوشت میں گڑھی جاتی تھیں ہری بابو نے اپنے چھڑانے کی ہزار کوشش کی - مگر توبہ - چیخنا چاہا تو آواز بھی نہ نکل سکی - کیونکہ گلا نہایت بے رحمی سے گھونٹا جا رہا تھا - حملہ آور سٹا کٹا اور خوب موٹا تازہ تھا - اور ہری بابو نے اُسے باوجود تاریکی کے پہچان لیا - وہ لہری کے سوا اور کوئی دوسرا نہ تھا -

اب سیتا بھی لہری سے چمٹ رہی تھی - مگر وہ دونوں سے قوی تھا - لہری نے جھٹکا مار کر سیتا کو الگ ہٹا دیا - ہری بابو پر یہ نازک وقت تھا - گویا وہ موت کے پنجہ میں گرفتار تھے - دشمن اب تک گردن پکڑے ہوا تھا - اب ہری بابو کے دل میں سیتا کی طرف سے بھی بدگمانی پیدا ہو گئی تھی - شاید اُس نے اُنہیں پھنسانے کے لئے جال بچھایا - لیکن وہ بچاؤ - بچاؤ - اور پولس پولس کا شور کر رہی تھی - مگر

وہاں اُس کی فریاد سُننے والا کون تھا۔ نہ آدم نہ آدم زاد۔

ہری بابو کی طاقت دم بدم کم ہو رہی تھی۔ اور انہیں عنقریب غش آنے والا تھا۔ کہ عین اُس وقت ایک دھماکے کی آواز ہوئی۔ اور کچھ بجلی سی چمکی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لہری معہ اپنے شکار کے زمین پر آ رہا لہری کے گولی لگی تھی۔ ہری بابو کی گردن اُس کے ہاتھوں سے چھُوٹ گئی۔ اور وہ تھوڑی دیر میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر لہری بدستور زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے جسم سے خون بہ رہا تھا۔ شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ گولی سیتا نے چلائی تھی۔ طپنچہ زمین پر پڑا ہوا تھا اور سیتا سامنے خاموش کھڑی تھی۔

ہری بابو نے جیب سے دیا سلائی کا بکس نکالا۔ ایک دیا سلائی روشن کی۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ لہری کی صورت نہایت خوفناک ہو گئی ہے سیتا چلائی۔ آہ اور غضب ہوا۔ یہ میرے ہاتھ سے مر گیا۔ اُف اب کیا ہوگا۔

ہری بابو۔ مگر تم نے میری جان بچائی۔

سیتا۔ تاہم میں نے خون کیا۔ آہ اب کیا کروں۔ اب مجھے یہاں ایک منٹ بھی نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔

اب ہری بابو نے پھر دیا سلائی جلائی۔ اور لہری کو غور سے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ بائیں بغل کے نیچے گولی بیٹھی تھی۔ کپڑے خون آلودہ ہو گئے تھے۔ وہ بیہوش تھا۔ بظاہر اُس میں زندگی کی کوئی علامت نہ تھی۔ اس لئے ہری بابو اور سیتا نے سمجھا کہ وہ مر گیا۔

سیتا۔ (گھبرا کر) اب کیا کرنا چاہیئے۔

ہری بابو۔ اچھا ہوا اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اور تم اس کے پنجہ سے چھوٹ گئیں۔

سیتا - یہ تو سچ ہے ! اگر میری جان کسی طرح بچے ! میرا باپ ضرور انتقام لیگا - اور میں جہاں چھپونگی - وہیں سے ڈھونڈ نکالے گا -

ہری بابو - مگر اُسے کیسے خبر ہو سکتی ہے -

سیتا - اُسے فوراً خبر ہو جائے گی - اور وہ میری جان لے کر رہے گا -

ہری بابو - نہیں وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا - میں شہادت دونگا - کہ تم نے میری جان بچائی - میں تمہاری مدد کرونگا -

سیتا - آہ - تم اُس سے واقف نہیں - اُس کی طاقت اور عیاریوں کو نہیں جانتے - ہم دونوں کی اُن کے سامنے کچھ ہستی نہیں - وہ انسان کی جان کی قیمت مطلق نہیں سمجھتے - چیونٹی کی طرح سے مسل کر رکھ دیتے ہیں - وہ نہ قانون سے ڈرتے ہیں - نہ عدالت سے اور نہ خدا سے - اُن کے دل میں رحم ایک ذرہ برابر نہیں ہے -

ہری بابو - معلوم ہوا کہ وہ بڑے خبیث ہیں -

سیتا - مگر اب یہاں ٹھہرنا فضول ہے - نہ باتوں کا موقع ہے - مجھے کہیں چھپانے کی تدبیر کیجئے -

ہری بابو - کیا تمہارے باوا اسی گاؤں میں ہیں -

سیتا - ہاں -

ہری - اگر وہ تلاش کرتے کرتے یہاں آئے - تو کیا وہ مجھے ہی لہری کا قاتل سمجھیں گے -

سیتا - شاید اگر اب جلد چلنا چاہئے -

ہری بابو - میری موٹر گاؤں کے دوسری طرف کھڑی ہے -

سیتا - مگر گاؤں کے اندر سے گذرنا خطرناک ہے - تاہم میں اس علاقہ سے واقف ہوں - ابا اکثر ادھر آیا کرتے ہیں - اچھا اب آپ جس طرح سے ہو سکے - اپنی موٹر تک پہنچ جائیے اور آگے بائیں طرف

آگے بڑھاؤ - کوئی نصف میل کے قریب چلکر داہنے ہاتھ ایک سڑک آئے گی - بس میں بھی تمہیں وہیں مل جاؤنگی -

ہری بابو - مگر راستہ میں دریا ہے -

سیتیا - میں جہاں سے گذرونگی وہ پایاب ہے - نیز جابجا پتھر پڑے ہیں -

ہری بابو - مگر اندھیرا سخت ہے - مجھ تک کس طرح سے پہنچ سکوگی - (کچھ سوچکر اور جیب میں ہاتھ ڈال کر) لو یہ دیا سلائی کی ڈبیا لے جاؤ -

اس کے بعد سیتیا تاریکی میں غائب ہوگئی -

سیتیا کے چلے جانے کے بعد ہری بابو نے لہری کی جیبیں ٹٹولیں - چند خط ملے - اور اب ہری بابو بھی وہاں سے چل دیئے -

وہ گرتے پڑتے اپنی موٹر پر جا پہنچے - موٹر ڈرائیور بے خبر پڑا سو رہا تھا - ہری بابو کو اطمینان ہوا کہ اُس نے پستول چلنے کی آواز نہ سنی ہوگی - اُسے جگایا - اور اپنے عشق کا چھوٹا سا جھوٹا قصہ بنا کر اسے سُنایا ڈرائیور اس بات سے بہت خوش ہوا - کہ ایسے بڑے آدمی نے معاملات محبت میں اُسے اپنا رازدار بنا لیا -

اس کے بعد ہری بابو بولے کہ وہ معشوقہ جلد آنے والی ہے -

پندرہ بیس منٹ کے بعد سیتیا بھی حسب وعدہ آپہنچی - اور اُسے فوراً موٹر پر سوار کر لیا گیا - اور موٹر ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئی -

اب ان دونوں کو مختلف پہلوؤں پر باتیں کرنے کا موقعہ ملا - بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیصلہ یہ ہوا - کہ ہری بابو کلکتہ واپس لوٹ جائیں مگر سیتیا اُن کے ساتھ نہ جائے - بلکہ فی الحال وہ موضع سیم نگر چلی جائے چنانچہ

اس پر عمل درآمد کیا گیا۔

باب پنجم

کالی پہاڑی میں تفتیش

ہری بابو کو دھن لگی ہوئی تھی۔ وہ کلکتہ کے اسٹیشن پر اُترے۔ اور اپنے مکان پر جانے کی بجائے کالی پہاڑی پہنچے۔ تاکہ بیلا کے حالات معلوم کریں۔

جب اُن کی دستک پر خادمہ باہر آئی۔ تو انہوں نے اُس سے بیلا کو پوچھا۔ اور اُس نے جواب دیا کہ وہ گھر نہیں ہے۔

ہری بابو۔ میں یہاں ایک بار پہلے بھی آیا تھا۔ ایک ضروری کام ہے۔ کیا صاحب خانہ اندر ہیں۔ اور میں اُن سے مل سکتا ہوں۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا کارڈ خادمہ کے حوالے کیا۔ اور وہ اندر گئی۔ اور دو منٹ بعد واپس آکر بولی۔ اندر تشریف لے چلئے۔ اُس نے انہیں اندر لے جاکر ایک کمرہ میں بٹھا دیا۔ مگر ہری بابو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ کہ وہاں بوڑھے اور خوفناک مصوّر کی ایک تصویر لٹکی ہوئی ہے۔

چند منٹ بعد ایک معمّر عورت آئی۔ اور ہری بابو سے مخاطب ہوئی

عورت۔ بیلا گھر میں نہیں ہے۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ اُسے کیوں پوچھتے ہیں۔ کیا کام ہے۔

ہری بابو۔ تو بیلا کہاں ہے۔

عورت۔ رام جانے۔ ایک ہفتہ سے اس کا پتہ نہیں۔ ہم حیران ہیں۔

ہری۔ گیا وہ گم اور لاپتہ ہے۔

عورت - جی ہاں! وہ ایک دن بازار گئی - بس اُسی روز سے غائب ہے۔
وہ بڑی نیک اور سمجھ دار لڑکی ہے - کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔
ہری - مجھے سیتا کے ذریعہ لیلا کے کچھ حالات معلوم ہوئے تھے -
عورت - اچھا تو آپ سیتا کو جانتے ہیں - بڑی اچھی لڑکی ہے - وہ لیلا
کی سہیلی ہے اور اُس سے بڑی محبت کرتی ہے -
ہری - مجھے سیتا نے اپنے مکان کا پتہ بتایا تھا - مگر میں بھول گیا - شاید
کہیں قریب ہی رہتی ہیں - کیا آپ مجھے اُن کا پتہ بتائیں گی -
عورت - (مسکرا کر) نہیں اُن کا مکان اِدھر نہیں - وہ تو ہری باڑی کے
پرے رہتی ہیں -
ہری - سیتا سے بھی لیلا کے حالات نہیں معلوم ہوئے -
عورت - نہیں - کیونکہ وہ آجکل مکان پر نہیں ہے -
ہری - (تصویر کی طرف اشارہ کر کے) اور یہ تصویر کس بزرگ کی ہے
عورت - یہ لیلا باہر سے لائی تھی - میں نے پوچھا بھی - مگر اُس نے نہیں
بتایا -
ہری بابو - کیا میں اسے اتار کر دیکھ سکتا ہوں -
عورت - بڑی خوشی سے -

ہری بابو نے تصویر اُتاری - اُسے غور سے دیکھا - پھر چوکھٹے شیشے
سے علیحدہ کی - اُس کی پشت پر فوٹوگرافر کا نام لکھا ہوا تھا - پس وہ اُسے
دل ہی دل میں دُہرانے لگے - عورت نے ایک سوال کے جواب میں کہا -
کہ میں صاحب تصویر کو نہیں جانتی -

ہری بابو دل میں بولے - یہ عجیب بات ہے - کہ لیلا نے مصوّر کا نام
چھپایا - آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے -

اب ہری بابو نے یقین کر لیا کہ ضرور لیلا ہی بے رحم مصوّر کے مظا

بہت شکار ہوئی۔ بہرحال ہری بابو وہاں سے چل دئے۔ اور موٹر پر سوار ہو کر مصوّر کے نئے سراغ پر چلے۔ خنئے کہ ہری پارٹی جا پہنچے۔ اور ایک مکان میں داخل ہوئے۔ اور وہاں انہوں نے سیتا کو دریافت کیا۔

ایک بوڑھی عورت بولی۔ پہلے وہ یہیں رہتی تھی۔ مگر تین ماہ سے کہیں چلی گئی۔ بڑھیا اُس کی بڑی تعریف کرتی تھی۔

ہری بابو۔ تو وہ آپ ہی کے پاس رہتی اور کھاتی پیتی تھی۔

بڑھیا۔ جی ہاں! مگر وہ زیادہ تر شہر رہتی تھی۔ اور رات کو یہیں آجایا کرتی تھی۔

ہری بابو۔ شہر میں کس کے ہاں جاتی تھی۔

بڑھیا۔ کالی بابو سے اُس کی نسبت ہوئی تھی۔ وہ بھی کئی بار یہاں آئے بڑے خوش مزاج آدمی ہیں۔ وہ موٹر کے کارخانہ میں نوکر ہیں۔

ہری بابو۔ اور آپ سیتا کے باپ کو بھی جانتی ہیں۔

بڑھیا۔ (گھور کر) ہاں! وہ یہیں تو رہتے ہیں۔

ہری۔ یہاں کہاں یہاں! مجھے اُن سے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ آپ انہیں جلد میری اطلاع دے دیجئے۔

بڑھیا۔ وہ یہاں نہیں۔ باہر گئے ہیں۔ لیکن شام تک آجائیں گے اُن کا تار آیا ہے۔

ہری۔ (حیران ہو کر) اچھا تو مجھے اُن کا شام تک انتظار کرنا پڑا۔ خیر دو تو بج ہی چکے ہیں۔ یہاں ٹھہرنے میں آپ کو تو دوں۔ اور

بڑھیا۔ نہیں۔

ہری۔ سیتا کے باپ نے عجب مزاج پایا ہے۔ اپنے رنگ کا نہیں۔ ایسا ہیں۔ اُن کے مزاج میں کسی قدر وحشت بھی ہے۔ اور مجھے بھی اول کا نوکر ہری بھی عجیب آدمی ہے۔

عورت ۔ ہاں لہری بھی یہیں رہتا ہے ۔ ڈاکٹر کا بڑا خیر خواہ ہے ۔
ہری بابو کو بڑی خوشی تھی ۔ کہ انہوں نے ڈاکٹر کا ٹھکانا معلوم کر لیا
اور اس کے خوفناک نوکر کا بھی مسکن معلوم ہو گیا ۔ انہوں نے اپنی جیب
ٹٹول کر دیکھی ۔ بھرا ہوا پستول موجود تھا ۔ یہ دیکھ کر یک گونہ اطمینان
ہوا ۔ مگر پھر ایک گھڑی بعد اس کے دل میں خوف سما گیا ۔ کہ دیکھئے
ڈاکٹر کیا کرتا ہے ۔

عورت کی زبانی ہری بابو کو یہ بھی معلوم ہوا ۔ کہ ڈاکٹر زیادہ تر
باہر رہتا ہے ۔ جیسے بے اطلاع جاتا ہے ۔ ویسے ہی واپس بھی آجاتا ہے
اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں آتا جاتا ہے ۔
عورت نے یہ بھی بتایا ۔ کہ باپ بیٹیوں میں کچھ جھگڑا بھی ہو گیا تھا ۔ اسی
بات پر وہ یہاں سے چلی گئی ۔ وہ کہتی تھی کہ اب میں اپنے باپ کے پاس
نہیں رہونگی ۔

یہ معلوم کر کے ہری بابو کی بدگمانی رفع ہوئی ۔ اور اس نے دل میں
کہا ۔ کہ سیتا مجھ سے دھوکہ نہیں کر رہی ہے ۔ بلکہ وہ میری ہمدرد اور
وفادار ہے ۔

ہری بابو ۔ اور اب سیتا کہاں رہتی ہے ۔
عورت ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ وہ مجھے بتا کر نہیں گئی ۔ شاید وہ اپنا مسکن
باپ سے چھپانا چاہتی تھی ۔

کہ میں نے اتنا میں کچھ کھٹکا ہوا ۔ صاحب خانہ بولی ۔ لو وہ آرہے ہیں ۔
ہری لال دو رہ گیا ۔ پھر معقول ہال میں ہوتا ہوا اس مقام پر پہنچا
چھپایا ۔ بابو اس کو انتظار کر رہے تھے ۔ اور اب وہ ہوشیار ہو کر
اب لئے تیار کھڑے تھے ۔

اب ڈاکٹر سامنے کھڑا ہوا ۔ ہری بابو کو گھور رہا تھا ۔ گویا اُن

کو آنکھوں سے کھا جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر کہہ نہیں سکتا۔ اُس کے چہرہ سے کسی قدر حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔ کیونکہ دفعتہً مقابلہ ہوا تھا۔ جس کی اُسے امید نہ تھی۔ ڈاکٹر آج زیادہ خوفناک نظر آرہا تھا۔ اُس کے ناخن ویسے ہی بڑھے تھے جیسے پہلے روز ہری نے دیکھے تھے۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ یہ دیکھ کر بڑھیا حیران تھی۔ خیر کہ وہ وہاں سے چلی گئی۔

ہری بابو دل کڑا کر کے بولے۔ شاید یہ ملاقات آپ زیادہ پسند نہیں کرتے۔

ڈاکٹر۔ (مسکراتے ہوئے) یہ سچ ہے۔ شاید آپ نے مجھے پہلے کہیں دیکھا ہو۔ مگر میں محروم رہا۔

ہری بابو۔ خوب! کیا خوب! آپ مجھ کو شناخت نہیں کرتے! کیوں نہ ہو! آپ کو کہنا بھی یہی چاہئے۔ لیکن میں آپ سے اُس رات کی بابت جواب طلب کرتا ہوں۔ جب آپ نے اپنے نوکر ہری کی مدد سے نہایت خونخواری کے ساتھ میری جان لینے کی کوشش کی۔!

مصوّر۔ کیا۔ کیا آپ کو کچھ شبہ ہے۔ یا وہم۔

ہری بابو۔ کیا خوب گویا آپ اس خوفناک واقعہ کو بھول گئے۔ اور اپنا وہ خوفناک تصویروں والا مکان بھی فراموش کر دیا۔

مصوّر۔ تصویروں والا مکان کیسا۔ میں تو یہیں رہتا ہوں۔ اور مدتوں سے۔

ہری بابو۔ حضرت! یہ معاملہ اس طرح سے ٹلنے والا نہیں۔ لیلا کے قتل کا واقعہ بھی مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ آپ تو مجھے بھی اول منزل تک پہنچانا چاہتے تھے۔

مصوّر۔ آپ کو نئی قسم کی دیوانگی ہے۔ آپ ہیں کون؟ ذرا اپنی تعریف تو بیان فرمایئے۔

ہری بابو۔ میرا نام آپ خوب جانتے ہیں۔! اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں قتل عمداً کے الزام میں آپ کو پولس اور عدالت کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔

مصوّر۔ (آرام کرسی پر اطمینان سے لیٹ کر اور ایک قہقہہ لگا کر) یہ خوب دل لگی ہے۔

ہری۔ دل لگی کے بھروسے نہ رہئیے۔ پولس آپ کے تعاقب میں ہے تحقیقات ہو رہی ہے۔ آپ کے حالات بہت کچھ معلوم ہو چکے ہیں۔ آپ کی عجیب وغریب تصاویر کا راز افشا ہونے کو ہے۔ وہ جانکنی کے ذریعہ شکار کرانے کا راز اب چھپائے نہیں چھپ سکے گا۔

مصوّر۔ تو کیا میں پولس سے ڈرتا ہوں۔! خاص کر آپ ایسے فاطرالعقل کی شہادت سے۔ نہیں معلوم آپ کیا خواب پریشان دیکھ کر آئے ہیں۔

ہری۔ تو آپ کے نزدیک کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

مصوّر۔ میں تمہاری صورت سے بالکل آشنا نہیں۔ تم مجھ پر خون کا الزام لگاتے ہو!

(ہنس کر) کیا خوب! اچھا کچھ اور درافشانی فرمایئے۔

ہری۔ میں آپ کا وہ مرقع خانہ بھی دیکھ چکا ہوں۔ جہاں عالم نزع کی تصویریں لی جاتی ہیں۔

مصوّر۔ کہے جاؤ۔ یہ داستان اس قدر دلچسپ ہے۔ جس قدر اصلیت سے دور۔ مگر دوسرے وقت پر اٹھا رکھئے۔ کیونکہ

مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔ بہتر ہو کہ آپ جاکر پولس کو بلا لائیں۔ اور وہ بجائے مجھے گرفتار کرنے کے آپ کو پاگل خانہ بھجوائے

ہری بابو۔ (غصہ سے) بس! ابھی ضرور آپ کو عدالت کے سپرد کرونگا پھر آپ کو آٹے دال کا حال معلوم ہو جائے گا۔

اس کمرہ میں ٹیلیفون لگا ہوا تھا۔ ہری بابو نے ارادہ کیا۔ کہ وہ قریب کی پولس کو اطلاع دے کر ڈاکٹر کو گرفتار کرا دے۔ وہ اس خیال سے آگے بڑھے۔ مگر بوڑھا تاڑ گیا۔ چنانچہ وہ جھپٹ کر ٹیلیفون کے آگے آ کھڑا ہوا۔ اور غرا کر بولا۔ یہ تو کہو۔ کہ تم اطلاع کے بغیر میرے کمرہ میں کیوں گھس آئے۔ مداخلت بے جا کی کیونکر جرأت ہوئی۔

ہری بابو۔ مجھے اس کا حق تھا۔ آپ اور آپ کا بے رحم نوکر میری اپنی دانست میں مجھے مار چکے تھے۔ مگر میں زندہ موجود ہوں۔ یقین کیجیے کہ خدا نے محض تمہاری سزا دہی کے لئے مجھے دوبارہ زندگی بخشی۔

مصور۔ واللہ کیسی دلچسپ داستان ہے۔ ہاں ذرا مکرر۔ آپ کیا الزام مجھ پر لگاتے ہیں۔ ذرا ارشاد تو ہو۔

ہری۔ اب یہ داستان آپ کو فوجداری عدالت میں سنائی جائیگی۔

مصور۔ بھئی مجھے ستانے سے فائدہ! میں بہت بھوکا ہوں۔ جیسے کہ پہلے کہہ چکا ہوں۔ ایک لمبا سفر کر کے آرہا ہوں۔

ہری۔ میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو بتا چکا۔

اب ہری ٹیلیفون کی طرف بڑھے۔ مگر بوڑھا فوراً سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا۔ اب آپ میرے ٹیلیفون سے دل لگی کرنے چلے ہیں۔ بس رحم کیجئے۔ اس کے حال پر۔

ہری۔ میں جناب کی آمد کی اطلاع پولس کو دینا چاہتا ہوں۔ نیز جناب کے دولت خانہ کی۔ مگر ابھی اس خونی مکان کی نشان دہی باقی ہے

جہاں جناب اپنے ہاتھوں میں خون کی مہندی لگایا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر۔ وہ مکان کونسا۔ آپ ضرور دیوانے ہیں۔

ہری۔ میں یا آپ۔ مکان وہی جہاں آپ لوگوں کو کشمکش نزع میں مبتلا کرکے اُن کی تصویریں لیا کرتے ہیں۔ آہ بیلا تو ابھی نوخیز کلی تھی۔

اس نام نے ڈاکٹر کے چہرہ پر خفیف سا تغیر کیا۔ مگر پھر وہ فوراً سنبھل گیا۔ اور بولا۔ سب کچھ غلط! غلط۔ میں مصور ہرگز نہیں۔ آپ کو یقیناً مغالطہ ہوا۔ آپ مجھے کوئی اور آدمی سمجھتے رہے ہیں۔ خوفناک غلط فہمی۔

ہری۔ آپ کا نام . . . . ہے۔ اور آپ کی صاحبزادی کا نام سیتا کیا آپ اُن سے بھی انکار کرتے ہیں۔

ڈاکٹر۔ کوئی وجہ انکار نہیں۔

ہری۔ اور سیتا کہاں ہے۔

ڈاکٹر۔ میں نہیں جانتا۔ میرا اُس سے جھگڑا ہو گیا۔

ہری۔ یہ سچ معلوم ہوتا ہے۔ مگر کیا مضائقہ! بہرحال میں جناب سے واقف ہوں۔ اور اس قدر تو ضروری واقف ہوں۔ کہ آپ کو ایک قاتل کی حیثیت سے عدالت کے دروازہ تک پہنچا دوں۔

مصور۔ (مسکرا کر) شاید سیتا نے آپ سے کچھ کہا ہے۔ وہی نالائق فتنہ پردازیاں کرتی پھر رہی ہے۔ اُسے ایک نئی قسم کا جنون ہے ہذیان بکتی ہے۔

ہری۔ اور وہ آپ کے لائق اور وفادار نوکر لہری کہاں ہیں۔ جو سیتا کے لئے زہریلی چائے بنا کر لایا تھا۔ اور اُسے زبردستی پلائی گئی تھی۔

ڈاکٹر باتیں کر رہا تھا۔ او بے پروائی سے مگر خوب ہوشیار تھا۔ ہری بابو دل ہی دل میں ڈر رہے تھے۔ کہ دیکھئے وہ کیا کرے۔ یہ دل

ہیں کہہ رہے تھے - کہ اگر میں پستول جیب سے نکالتا ہوں - تو ممکن ہے
کہ یہ یہاں سے کھسک جائے - اور پھر کبھی اس کا پتہ نہ لگے - اب ہری
بابو دروازہ روکے اور مستو ٹیلیفون روکے کھڑا تھا - ہری بابو اپنے
غصہ کو بڑی مشکل سے ضبط کر رہے تھے - مگر بڈھا تحمل کی کامل تصویر
بنا ہوا تھا -

ہری بابو - کیا آپ اس قدر بیگناہوں کے قتل کے بعد بھی اپنے آپ
کو محفوظ سمجھتے ہیں -

بوڑھا - بس خاموش ہو جائیے - میں اور کچھ نہیں سُن سکتا - !

وہ یہ کہہ کر دروازہ کی طرف بڑھا - ہٹیئے اب میں جاتا ہوں -

ہری - شاید آپ کا پروگرام بدل گیا - آپ تو انکار کرتے تھے - پھر
جانے کی کیا ضرورت !

بوڑھا - میں اب بھی انکار کرتا ہوں - آپ پولس کو بلائیے -

ہری - مگر پھر آپ کی رسید کہاں ملے گی - یہ تو محض حسن اتفاق تھا - کہ
اس وقت حضرت سلامت سے ملاقات ہو گئی -

بوڑھا - شیطنت سیتا کی معلوم ہوتی ہے - ہاں اُسی کی فتنہ پردازی
ہے - اُس کا شر ہے -

ہری - اجی جناب قصہ کہانی نہیں - بلکہ امر واقعہ ہے - پولس آپ کی
تمام کارگذاریاں معلوم کر چکی اور آپ کی فکر میں ہے -

بوڑھا - ہاں یہ کہانی گھڑ کر تمہیں سنائی گئی ہے - اور تم نے اُس پر یقین
کر لیا ہے - لیکن میں اسے کچھ نہیں سمجھتا -

ہری - جناب یہ میری آپ بیتی ہے - فرضی فسانہ نہیں ہے - آپ
نے مجھے چھوٹی جانکی کے ذریعہ اپنے گھر بلایا - چاء پلائی - پھر
خونی مکان میں بند کر دیا - میں ٹین کے اندر زہر بھی پچکاری سے

نیم مردہ ہوا۔ آپ نے لہری کی مدد سے میری عالم نزع کی تصویر کھینچی۔ اور اس طرح سے اپنا دل خوش کیا۔ جو سنگ دلی کی انتہا ہے۔ دنیا میں آپ کا ہمسر خونخوار کوئی نہ ہوگا۔

بوڑھا۔ خوب! مگر جناب کو یہ خواب پریشان کب نظر آیا۔ بدہضمی کا نتیجہ ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ یا شاید کابوس کا اثر ہو۔

ہری بابو۔ حضرت یہ نہ خواب پریشان ہے۔ اور نہ کابوس! واقعہ ہے اور امر واقعہ۔ آپ کا وفادار لہری تو مجھے مردہ سمجھ چکا تھا۔ مگر اس سے پیشتر ہوش و حواس کی حالت میں میں نے ایک لڑکی کی نعش دیکھی۔ جس کا نام لیلا ہے۔ اُس کے گھر والوں کو اب تک اُس کے مرنے کا حال نہیں معلوم۔

بوڑھا۔ لغو سراسر لغو! دیکھو اگر اب کے ایسا بہتان میرے سر لگایا تو گلا گھوٹ دونگا۔

یہ کہہ کر وہ تیار ہی ہوگیا۔

ہری بابو۔ جس طرح لہری نے میرا گلا گھونٹا تھا۔

بوڑھا۔ (چونک کر) اچھا یہ بات! مجھے پہلے ہی شک تھا۔ تو لہری کے آپ ہی قاتل ہیں۔ اب آپ پولس کو بلایئے۔ تاکہ وہ آپ کو لہری کے قاتل کی حیثیت سے گرفتار کرکے لے جائے۔

ہری بابو کو افسوس ہوا کہ اُس نے لہری کا ذکر کیوں کیا۔ اب بوڑھے کی بن آئی تھی۔

حالت نازک ہے۔ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ کہیں خود ہی گرفتار نہ ہو جاؤں۔ یہ سوچکر انہوں نے دروازہ میں قفل لگا دینے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ کیونکہ اس طرح بڈھے کے بھاگ جانے کا اندیشہ تھا۔ ٹیلیفون بھی بوڑھے نے روکا ہوا تھا۔

بوڑھا دو منٹ بعد بولا۔ معلوم ہوا۔ کہ سیتا کو بھی تم ہی لے گئے ہو وہ میری دشمن ہے۔ تو میں بھی اُس کے خون کا پیاسا ہوں۔ مگر اُسے یا مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں آپ پھنس جائیں گے۔ چاہے آپ رام بابو سے جاکر پوچھ لیں۔

ہری بابو۔ رام بابو کو کیا خبر۔

بوڑھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اگر مقدمہ عدالت میں گیا۔ تو مزہ آجائے گا۔

ہری بابو۔ آپ کی جو تعریف سُنی تھی۔ میں نے کچھ زیادہ ہی پایا۔ آپ باپ ہوکر اپنی بیٹی کو یعنی حقیقی اولاد کو پھانسی دلانا چاہتے ہیں۔ لعنت العنت! ہاں میں تو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ وہ لہری کا گلا گھونٹنا اور آپ کا تماشہ دیکھنا۔ توبہ۔ توبہ سنگدلی کی حد ہو گئی۔

بوڑھا۔ جب وہ میرے گرفتار کرانے کی فکر میں ہے۔ تو مجھے بھی سب کچھ جائز ہے۔ میں اُسے کئی بار تنبیہ کر چکا ہوں۔ وہی کرونگا۔ جو کہہ چکا ہوں۔

ہری۔ آخر آپ کیا کرینگے۔

بوڑھا۔ کرونگا کیا۔ تمام واقعہ من وعن بیان کر دونگا۔ آپ کچھ نہ بنا سکیں گے بس رام بابو کی شہادت پر فیصلہ ہے۔

ہری بابو۔ مگر رام بابو کون ہیں؟

بوڑھا۔ وہ بھی سیتا سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ اور جوش رقابت سے پاگل۔ بن گئے تھے۔ مگر اب اُن کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور اس کے واقعہ کے بعد ہونا ہی یہ تھا۔

ہری بابو۔ مگر وہ واقعہ کیا ہے۔

بوڑھا۔ وہی جو ہوا۔
ہری بابو۔ کیا ہوا۔ کچھ کہئے تو۔
بوڑھا۔ میں ابھی اپنی زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا۔ سیتا کا مقدمہ عدالت
میں جانے دیجئے۔ پھر آپ کو سیتا کی کارگذاریاں بخوبی معلوم ہو
جائینگی۔ شرمناک۔ خوفناک۔
ہری بابو۔ تو سیتا نے کیا جرم کیا ہے۔
بوڑھا۔ ایک نہایت سنگین جرم۔ جسے یا میں جانتا ہوں۔ یا رام بابو
ہری اُس سے واقف نہ تھا۔ اُسے بس شبہ ہی شبہ تھا۔
ہری بابو دل میں بولے۔ یہ "تھا" کہتا ہے؟۔ کیا لہری مر گیا؟
(بوڑھے سے مخاطب ہوا) یہ تو کہئے۔ کہ وہ جرم کس قسم کا ہے۔
بوڑھا۔ (مسکرا کر) میں اپنی پیاری بیٹی کا راز کیسے افشا کر سکتا ہوں۔
ہاں شاید رام بابو تمہیں بتادیں۔
ہری بابو۔ یہ سب فرضی فسانہ ہے۔ آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت
نہیں۔ آپ صرف اپنا جرم چھپانے کے لئے یہ افسانہ بازی کر رہے
ہیں۔
بوڑھا۔ خوب! اور آپ نے جو الزام مجھ پر لگائے۔ اُن کا کیا ثبوت ہے
اب بوڑھا بے پروائی سے سگرٹ سلگا کر پینے لگا۔ وہ بظاہر...
بے پروا معلوم ہوتا تھا۔ مگر خوب چوکنا اور ہوشیار تھا۔
ہری بابو کی ایک نہ چلتی تھی۔ بوڑھا۔ جوان کو تگنی کا ناچ نچا رہا تھا۔
یوں ہوشیار ہری بابو بھی تھے۔ اور موقع کی تاک میں۔
بوڑھا۔ تم میرے مکان میں بلا اجازت چلے آئے۔ مداخلت بے جا
کے مرتکب ہوئے۔ پھر مجھ پر سنگین الزام لگاتے ہو۔ میں کہہ
چکا ہوں۔ یہ سب خواب پریشان ہے میں کہتا ہوں کہ آپ جا کر۔ پولس

کو بلاؤ۔ مگر آپ ٹلتے ہی نہیں۔ پھر فیصلہ کیونکر ہو۔

ہری بابو۔ (غصہ سے) یہ واقعہ ہے۔ ضرور واقعہ ہے۔ کیا آپ نے اپنی بیٹی سیتا کو زبردستی چاء نہیں پلائی۔ اور کیا اُس کا گلا چھری سے نہیں گھٹوایا۔؟

بوڑھا۔ دنیا میں کہیں ایسا ہوتا ہے کوئی باپ بیٹی کے ساتھ ایسا سلوک کرسکتا ہے۔ آپ تو دیوانے ہیں۔ میرا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ خاموش رہئے۔ ورنہ پاگل خانے بھیجے جاؤ گے۔

ہری بابو۔ سچا ہے۔ جب عدالت میں آپ کے جرائم بیان کئے جائینگے آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

بوڑھا۔ مگر آپ کے پاس کوئی ثبوت بھی ہے۔ اور سیتا کی کہو تو اُس کا بیان ناقابل سماعت ہے۔ کیونکہ سمجھا جائے گا۔ کہ اُس نے صرف اپنے بچانے کے لئے یہ فرضی فسانہ گھڑا ہے۔ اور بس!

ہری بابو۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اچھا تو میں اب پولس کو بلاتا ہوں۔
ہری بابو ٹیلیفون کی طرف بڑھے۔ مگر بوڑھا ان پر آپڑا۔ اور بڑبڑایا۔ احمق ہو! پولس مجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ سُنو کہ تم نے ایک لفظ میرے خلاف منہ سے نکالا نہیں اور تمہاری پیاری سیتا گرفتار ہوئی نہیں اچھی محبت ہے۔ اچھا عشق ہے۔ تم سیتا کے خواستگار ہو۔ یا خون کے پیاسے۔

ہری بابو۔ تم مجرم ہو۔ تم نے مجھے زہر دیا۔ کیا یہ معمولی جرم ہے۔

بوڑھا۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں! میں تمہیں جانتا بھی نہیں۔ یہ باتیں کس جگہ کی ہیں۔ کیا اس گھر کی۔

ہری۔ نہیں یہ جرم اس مکان میں نہیں ہوا۔ وہ مکان دوسرا ہے جہاں آپ کی کاریگری کے زندہ نمونے موجود ہیں۔

بوڑھا۔ مگر وہ مکان کہاں ہے۔! جھوٹ۔ میں تو اس جگہ رہتا ہوں
ہری۔ اجی میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اس مکان کا پتہ بہت جلد لگ جائے گا۔ آپ کی خوفناک تصویریں بھی نکل آئیں گی۔ اور عدالت میں بطور شہادت پیش کی جائیں گی۔
بوڑھا۔ اچھا پہلے وہ مکان تو تلاش کرو۔ اس کے بغیر پولس تمہاری بات کا کب یقین کرنے لگی۔ اور گواہ کون سیتا؟ یعنی میری بیٹی باپ کے خلاف گواہی دیگی! کیا خوب!
ہری۔ ہاں سچی گواہی کیوں نہ دے۔
بوڑھا۔ مگر وہ فوراً پھنس جائے گی۔
ہری۔ یہ دھمکی فضول ہے۔
ہری بابو یہ کہہ کر پھر ٹیلیفون کی طرف بڑھے۔ مگر بوڑھے نے اُن کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اس اثنا میں صاحب خانہ عورت کے پاؤں کی آہٹ ہوئی۔ مگر وہ یہ جھگڑا دیکھ کر واپس لوٹ گئی۔
بوڑھا۔ تمہاری یہ دھمکیاں فضول ہیں۔ بیوقوف تم ایسا نہیں کرسکتے اچھا یہ لو۔
اب بوڑھے کا ہاتھ بلند ہوا۔ ہری بابو کے مُنہ کی طرف گیا۔ اور اُس نے کوئی سفوف سا اُن کی آنکھوں میں ڈال دیا۔ اب ہری بابو گویا بالکل اندھے تھے۔ آنکھوں میں سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ بلا کا درد تھا
بوڑھا۔ رخصت! مگر احمق آدمی ذرا زبان کو قابو میں رکھنا۔
یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔
ہری بابو بےتاب ہو رہا تھا۔ اُس نے جھپٹ کر پکڑ لینے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ حریف نکل گیا۔
ہری بابو مارے درد و کرب کے چیخ رہا تھا۔ مار ڈالا۔ خونی کو لینا

پکڑ لانا!

یہ آواز سُنکر گھر والی دوڑی - پھاٹک تک گئی - مگر بوڑھا ہوا کی طرح سے غائب ہو گیا تھا -

اس کے بعد وہ ہری بابو کے پاس آئی - اُن کی حالت دیکھی پانی لاکر آنکھیں دُھلائیں - اب معلوم ہوا - کہ بوڑھے عیار نے ہری بابو کی آنکھوں میں پسی ہوئی مرچیں جھونکیں تھیں -

ہری بابو کو سخت افسوس تھا - کہ پھنسا ہوا شکار نکل گیا - لیکن یہ بے نتیجہ تھا - چنانچہ انہوں نے اس کے مختصر حالات اُس عورت کو بتائے اور کہا کہ وہ خونی ہے - یہ سُنکر اُسے سخت حیرت ہوئی - وہ توبہ توبہ کرنے لگی - اور اُس کی رائے ہوئی - کہ وہ اب یہاں نہیں آئیگا -

بابو کوئی آدھ گھنٹے بعد اُس عورت کی امداد کا شکریہ ادا کرکے واپس چلے - اور ایک موٹر میں بیٹھ کر اپنے مکان پر پہنچے - پھر نہایت احتیاط سے آنکھیں دھوئیں - غسل کیا - کھانا کھایا - اور آرام میں مصروف ہوئے - انہیں رہ رہ کر بوڑھے کی عیاریاں یاد آرہی تھیں - واللہ غضب کا بوڑھا ہے -

باب ششم

ایک پُرانے زخم خوردہ

واقعات باب گذشتہ کے بعد ہری بابو، رام بابو کے مکان پر جا پہنچے - یہ ایک شریف اور بانکا نوجوان تھا -

جب رام بابو نے ان کی تشریف آوری کا سبب پوچھا - تو یہ بولے

ہری بابو - آپ غالباً سیتا سے واقف ہیں -

یہ سُنکر صاحب خانہ کے تیور بدل گئے - وہ ذرا ترش لہجہ میں بولا
اگر یہ سچ بھی ہو - تو آپ کو اس سے کیا تعلق -
ہری بابو - (متانت سے) زیادہ تعلق تو نہیں - البتہ اتنی بات ہے کہ
میں سیتا - اور اُن کے باواجان کے کچھ حالات خفیہ طور سے معلوم
کرنا چاہتا ہوں -
رام بابو - گویا آپ خفیہ پولس کے آدمی ہیں - مانا مگر میرے ذاتی حالات
سے آپ کی تفتیش کا کیا تعلق - ؟
ہری - آپ کے ذاتی حالات سے مجھے واقعی تعلق نہیں - لیکن کام کی
نوعیت یہ ہے کہ اُس سے آپ کو بھی تعلق ہے اور مجھے بھی - سیتا
کے حالات سے مگر ناواقف ہوں - اور آپ واقف - اس لئے میں
آپ کی معلومات سے مستفید ہونا چاہتا ہوں -
رام - (گھبراکر اور ہری بابو کو گھور کر) اپنا مطلب ذرا صاف الفاظ میں کہئے
ہری - میں جانتا ہوں کہ آپ بھی میری طرح سے سیتا کے رازدار ہیں
پس اگر آپ میرے بعض سوالات کا جواب دے سکیں - تو میں
آپ کا احسان مند ہونگا -
رام - آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں - لیکن آپ کو یقین نہ آئے گا
آپ کو کیا دُنیا کے کسی انسان کو یقین نہ آئے گا - لہذا خاموشی ہی
بہتر ہے - شاید آپ سیتا کے خواستگار ہیں ! مبارک ہو - ہم تو
بھر پائے -
ہری بابو - پھر تو آپ کو سیتا کے حالات بتا دینا چاہئیں - مگر میں اُ
کا دشمن نہیں - ہمدرد ہوں -
رام - آپ اُس کے ہمدرد ہیں - دوست ہیں - پھر تو مجھے مُنہ پر قفل
لگا لینا چاہئے - ہاں میں عورت کے خلاف کچھ نہ کہوں گا -

ہری - آہ وہ سخت مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے۔

رام - ہاں میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن بیان کرنے سے شاید نہایت نازک ہو جائے۔ تاہم اگر آپ ضد ہی کرتے ہیں۔ تو بیان کئے دیتا ہوں۔ مگر آپ کو یقین نہ آئے گا۔ خیر میں آپ کو پوری کرہا سُناتا ہوں۔

ہری - ارشاد ہو۔ میں گوش دل سے سُنونگا۔

رام بابو - آپ سیتا کے ہمدرد ہیں۔ اور واقعات اس کے خلاف۔ بہتر ہے کہ آپ نہ دریافت کریں۔

ہری بابو - یہ میں جانتا ہوں۔ مگر میرے لئے اپنے شُبہ کا رفع کرنا ضروری ہے۔ بڑا عجیب و غریب شُبہ ہے۔

رام - شُبہ! مگر کس کے متعلق۔

ہری - سیتا کے باوا جان کے متعلق۔

رام - تو جانے دیجئے۔ میں مدتوں اس خیال میں رہا ہوں۔ مگر ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا۔

ہری - وہ بوڑھا واقعی رازِ مجسّم ہے۔

رام - سیتا بھی تو شریکِ راز ہے۔

ہری - میرا بھی خیال ہے۔ میرے نزدیک وہ بوڑھا ایک دیوانہ مجرم ہے۔ مگر اُس کے ساتھ بلا کا دور اندیش اور چالاک بھی۔

رام - آپ کا تو یہ خیال ہے۔ مگر مجھ پر ایک واقعہ گذرا ہے۔ لیکن اُس کی تفصیل میں پڑنا لاحاصل ہے۔

ہری - آپ پر واقعہ گذرا ہے۔ تو مجھ پر بھی شاید اُس سے زیادہ حادثہ گذرا ہے۔ پس آپ مہربانی کر کے اپنی سرگذشت بلا تامل سُنایئے اس کی رازداری میرا فرض ہے۔ آپ بالکل نہ گبھرایئے۔ ہاں یہ

یہ سُنکر آپ کا سیتیا سے قطع تعلق کیوں ہوا۔ ؟
اگرچہ یہ سچ تھا۔ سوال کے جواب میں رام بابو ہنس کر خاموش ہو گیا۔
ہری بابو۔ میں نے سیتیا اور اس کے باپ کا مکان ڈھونڈ نکالا ہے۔
م۔ (چونک کر) کیا یہ سچ ہے۔
ہری بابو۔ یہ کل ہی کا واقعہ ہے۔ براہ کرم آپ اپنا افسانہ سنایئے زیادہ انتظار نہ کرایئے۔
رام۔ مگر آپ کیا کاروائی کرنا چاہتے ہیں۔
ہری۔ فی الحال میں نے اس کا فیصلہ نہیں کیا۔ میں آپ کی رائے لینے کا متمنی ہوں۔
رام۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ خاموش ہو رہیئے۔ وہ بوڑھا جنون کا بنا ہوا ہے۔ اُس سے عہدہ برا ہونا آسان نہیں۔ اُس کے راز کوئی نہیں معلوم کر سکتا۔
ہری۔ مگر سیتیا جانتی ہے۔
رام۔ یہ سچ ہے۔ مگر اُس کے مُنہ پر قفل لگا ہوا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے۔

ہری بابو دل میں بولے۔ سیتیا تو راز اس لئے چھپاتی ہے۔ کہ اس میں اس کے باپ کا بچاؤ ہے۔ مگر رام بابو کو بھی اُس بڈھے کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ! یہ عجب بات ہے۔
ہری۔ میں اُس عجیب و غریب بڈھے سے مل چکا۔ اور گفتگو بھی کر چکا ہوں۔ مقابلہ بھی ہو چکا ہے۔ اور اُسی کے مکان میں۔
رام (جلدی سے) کیا مقام ج میں۔
ہری۔ نہیں مقام ف میں! مگر آپ کو یہ کیسے معلوم کہ ڈاکٹر کا مکان ج میں ہے۔

رام یہ سُنکر گھبرا گیا - مگر بولا - شاید پہلے وہ وہیں رہتا تھا -

ہری - شاید آپ وہاں ابھی کبھی گئے ہوں -

اس کا رام نے جواب نہیں دیا - گویا وہ بوڑھے کی راز داری کر رہا تھا - مگر ہری بابو اس راز کے پیچھے پڑے ہوئے تھے -

ہری - آپ نے اپنی سرگذشت بیان فرمانے کا وعدہ کیا تھا - پس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں - آپ کا تہِ دل سے شکر گذار ہونگا - اب تامل نہ فرمائیے -

رام - آپ ضد کرتے ہیں - مگر میں کہے دیتا ہوں - کہ یہ افسانہ عجیب ہے - بلکہ ناقابل یقین - جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں - اور یہی ستیا سے قطع تعلق کا سبب ہوا -

ہری - بہر حال آپ فرمائیے - میں سُننے کے لئے بے چین ہوں - ستیا کے والد غالباً آپ کے دوست ہیں -

رام - جی ہاں - بڑے با اخلاق آدمی ہیں - اگرچہ پُراسرار انسان ہیں - شاید خاص قسم کے دیوانے ہیں -

ہری - خوب! تو اب آپ اپنا واقعہ بیان فرمائیے -

رام - تو سُنئیے -

اس کے بعد اُس نے سُنایا کہ وہ ایک روز شام کو جب سیر کرکے واپس آیا - تو اُسے کم سن جانکی راستہ میں ملی - اور اُس نے راستہ بھولنا بیان کیا - اپنا مکان اپنی محلہ اور مقام میں بتایا - جو ہری بابو کو بتایا تھا - جہاں وہ لے جائے گئے تھے -

یہاں تک کا قصہ بالکل ہری بابو سے مشابہ تھا -

اس کے بعد رام بابو بولے - کہ مکان سے ایک خوبصورت جوان لڑکی نکلی - یہ ستیا تھی - جو مجھے بلا کر مکان کے اندر لے گئی - میں اسے

اپنی خوش نصیبی سمجھا۔ مکان خوب آراستہ تھا۔ سیتا کی باتیں میرے دل پر گہرا اثر کر رہی تھیں۔ اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ حتے کہ دس بج گئے۔ میں نے اجازت مانگی۔ مگر پھر باتیں شروع ہو گئیں۔ جانکی سو رہی۔ اب ہم دونوں گویا تنہا تھے۔ مزے مزے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور اس میں گیارہ بجتے ہوئے بھی نہیں معلوم ہوئے۔ اب میں نے پھر اجازت مانگی۔

لیکن عین اسی وقت کسی کے مکان میں داخل ہونے کی آہٹ ہوئی۔ جس سے سیتا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ اٹھی اور اس نے میرے کان میں کہا۔ کہ آپ ذرا خاموش بیٹھے رہئے۔

سیتا کمرہ سے باہر نکل گئی۔ اور دروازہ آہستہ سے بند کرتی گئی۔ میں سمجھا۔ کہ سیتا کا باپ آیا ہے۔ ان کے مزاج کی وحشت کا حال سیتا نے مجھے کچھ کچھ بتا دیا تھا۔ اس لئے میں گھبرا گیا۔ اور کان لگا کر سننے لگا۔ باتوں سے معلوم ہوا کہ آنے والے کو میرے متعلق بدگمانی ہے۔ اور شاید معمولی رنجش سے زیادہ کوئی اہم معاملہ تھا۔ مگر میرا یہ حال تھا۔ کہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ دیر ہوئی چلی اور میرا دل دھڑکنے لگا۔ پس میں اٹھا اور میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا تاکہ چلا جاؤں۔ لیکن باہر آکر میں نے جو کچھ دیکھا۔ اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سیتا کھڑی ہوئی ایک خوبصورت نوجوان سے باتیں کر رہی تھی۔ مگر اس کے کان سے منہ لگا کر سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔ اس وجہ سے میں ایک لفظ بھی نہ سن سکا۔ تاہم سمجھ گیا کہ یہ سیتا کا عاشق ہے۔ اور وہ اسے ٹال رہی ہے تاکہ اسے میرا آنا نہ معلوم ہو جائے۔

میں نے دیکھا۔ کہ سیتا ہاتھ جوڑ رہی ہے۔ لیکن اس نوجوان نے

اسے دھکیل دیا۔ وہ پھر خوشامد کرنے لگی۔ شاید وہ اسے کسی بات سے روک رہی تھی۔ میں چند منٹ کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھتا رہا۔ لیکن اب اس نوجوان کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ اور وہ میری طرف بڑھا۔ اور آنکھیں نکال کر مجھ سے پوچھا۔ بتاؤ تم اس وقت یہاں کیوں آئے۔ بولو جلد بولو۔ میں نے سچ سچ کہہ دیا۔ مگر غالباً اسے یقین نہیں آیا۔ اور مجھے ملامت کرنے لگا۔ سیتا نے میری تائید کی۔ مگر اس کے تیور درست نہیں ہوئے۔ وہ دراصل آتش رشک میں جل بھن رہا تھا۔ اب یہ دونوں لڑتے جھگڑتے دوسرے کمرہ میں چلے گئے۔ اور دروازہ بند ہو گیا۔ میں وہیں کھڑا رہا۔ پھر اکر ٹہلنے لگا۔ مگر کوئی کسی قسم کی آواز نہیں آئی۔ بالکل سناٹا تھا۔ ہاں ایک بات کہنا بھول گیا۔ کہ جب وہ دونوں کمرہ میں گئے تھے تو میں نے اس نوجوان کی آواز سنی تھی۔ وہ آواز ایسی تھی گویا وہ خوف زدہ ہو۔ یا اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہو۔ مگر اب کامل خاموشی تھی۔

اب میں زور زور سے چلایا۔ سیتا کو بار بار آواز دی۔ پھر جانکی کو پکارا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا آدھی رات۔ سنسان۔ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

کامل خاموشی تھی۔ میں بیٹھک کی طرف گیا۔ خوب دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اندر قفل چڑھا ہوا ہے۔ اب میں نے دروازہ کو خوب جھنجھوڑا۔ زور سے دھکیلا۔ مگر بے نتیجہ۔ پھر کواڑوں سے کان لگا کر سننے لگا۔ اب مجھے کسی کے کراہنے کی نہایت دھیمی آواز آئی۔ میں نے سمجھا۔ کہ یہ بند کمرہ کی ہوا کی آواز ہے۔ مگر یہ میری غلطی تھی۔

ہیری بالیو - کیا وہ واقعی آدمی کے کراہنے کی آواز تھی۔

رام - جی ہاں! اچھا آگے سُنئے! میں نے پھر کئی بار سیتا اور جانکی کو آواز دی - مگر صدائے بر نہ خاست - گویا سب کو سانپ سُونگھ گیا تھا - خدا جانے گھر کے تمام آدمی مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے - وہ چیختے چلاتے ہوئے عاشق اور معشوقہ کیا ہوئے انہیں زمین کھا گئی یا آسمان -

میں نے دل میں کہا - کہ کیا سیتا - جانکی اور وہ جوان یہاں سے بھاگ گئے -؟ مگر کیوں؟ اس کا کوئی جواب نہ تھا -

اب مجھے ایک نیا شُبہ ہوا - جب وہ نوجوان آیا تھا - تو اس کے پیچھے پیچھے میں نے ایک اور شخص کو بھی آتے دیکھا تھا - مگر اب وہ بھی غائب تھا - میں اس واقعہ کے نصف گھنٹے بعد اور ٹھیرا - مگر اب مجھے اُس مکان سے وحشت ہونے لگی - اور میں نے یہاں سے نکل جانے کا ارادہ کیا -

میں جس کمرہ میں کھڑا تھا - اُس کے ایک کونہ میں ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی - اس پر لیٹر پیپر اور ایک انڈیپنڈنٹ رکھا ہوا تھا بس میں نے ایک مختصر رقعہ لکھ کر اُٹھ جانے کا ارادہ کیا - اس ارادہ سے قلم اُٹھایا - ایک کاغذ لیا - لکھنے بیٹھا - مگر ابھی قلم کی نوک کاغذ پر لگی ہی تھی - کہ دفعتاً زور کی آواز ہوئی - گویا بم پھٹا - ایک شعلہ میری آنکھوں کے سامنے رقص کرتا نظر آیا - میں زمین پر گر پڑا - قد آدم آئینہ میرے اوپر گرا -

ہیری - افسوس! شاید اس کے بعد آپ بیہوش ہو گئے - غالباً وہ خوفناک قلم کسی غافل بے گناہ کو آزار پہنچانے کی غرض سے رکھا گیا ہوگا -

رام بابو - اس میں کیا شک ہے! اُف اس میں خطرناک بارود بھری گئی تھی - یہ دیکھئے میری تمام اونگلی اڑ گئی -

ہری بابو نے دیکھا کہ رام بابو کی تیسری انگلی ندارد ہے -

ہری - اُف - ممکن تھا کہ وہ قلم آپ کی جان کے لئے بھی خطرناک ہوتا - مگر یہ کارگذاری غالباً بوڑھے بزرگوار کی تھی - خیر اس کے بعد کیا ہوا -

رام - اس کے بعد کیا ہوا؟ میں نہیں جانتا - یہ معلوم ہے کہ چوتھے روز کوئی دوپہر کو میرے ہوش وحواس درست ہوئے - میں نے آنکھیں کھولیں - مگر اپنے آپ کو شہر سے دو میل کے فاصلے پر ایک سڑک پر پڑا پایا - سمجھا - میں نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے - مگر دہنے ہاتھ کی باقی چار انگلیاں میری یادداشت کی تصدیق کر رہی تھیں - شاید کوئی شخص مجھے مردہ سمجھ کر وہاں ڈال گیا تھا -

ہری - اور یہی افتاد مجھ پر پڑی - مجھے بھی سڑک کی پٹری پر ڈال دیا گیا تھا - خیر آپ اپنا قصہ مکمل کیجئے -

رام - میں ہسپتال پہنچا - علاج ہوا - اور شام کو اپنے مکان پر آیا اگلے روز اُس مکان کو تلاش کرنے چلا - جہاں پر حادثہ رونما ہوا تھا - اور خوش قسمتی کی بات کہ وہ مکان مجھے مل گیا - میں نے آواز دی - پھر خوب کھٹکھٹایا - مگر جواب ندارد - خالی معلوم ہوتا تھا - ہمسایوں میں سے بھی کسی نے جواب نہ دیا - خراب سڑک کی مرمت کی وجہ سے راستہ بند تھا - دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا - مکان سے ملا ہوا ایک باغیچہ تھا - اور اس کے دوسری طرف دیگر مکانات!

میں دیر تک اُس مکان کے گرد پھرتا رہا۔ اور میری محنت رائیگاں
نہیں گئی۔ مکان کی پشت کی طرف مجھے ایک کھلی کھڑکی مل گئی۔ میں
واپس لوٹا۔ اور قریب کی دوکان سے ایک سیڑھی اور ایک چھوٹا سا
لال ہتھوڑا خرید لایا۔ اور اس کے بعد مکان میں کھڑکی کے راستہ
داخل ہوا۔ کھڑکی اندر سے بند کر دی۔ اُس پر پردہ بھی کھینچ دیا۔ تاکہ
باہر کا آدمی نہ دیکھ سکے۔

ہیری بابو۔ حقیقت میں آپ نے بڑی جرأت کی۔

رام۔ بہرحال میں اُس کمرہ میں آیا۔ جہاں وہ عاشق و معشوق غائب
ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے۔ مگر معلوم
ہوتا تھا۔ کہ کھایا نہیں گیا۔ میں ہر چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا
کہ میری نظر ایک خاص شے پر پڑی۔ وہ لاش تھی۔ اُس نوجوان
کی لاش جو سیتا سے باتیں کر رہا تھا۔ فرش پر جا بجا خون پڑا ہوا
تھا۔ توبہ!

ہیری بابو۔ تعجب ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

رام۔ بالکل صاف اور میں تحقیق کر چکا۔ ظاہر ہے۔ اظہر من الشمس ہے

ہیری بابو۔ مگر فرمائیے۔ تو آپ نے کیا تحقیق کیا۔ کیا آپ کو سیتا پر
شبہ ہے۔

رام۔ خیر اس بحث کو جانے دیجیے۔ واقعہ سنیئے۔ میں نے لاش کو
اُلٹ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اُس کی پشت پر خنجر کا گہرا زخم
ہے۔ یہ دیکھتے ہی مجھے اس روز کی چیخ اور پھر کسی کے کراہنے
کی آواز کا خیال آیا۔ اور راز کھل گیا۔ میں نے پھر لاش کو دیکھا اس
کے کپڑے دیکھے۔ اس میں سے ایک خط ملا۔ جو شام بابو
کے نام تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس نوجوان کا نام شام

ہی تھا۔

ہری۔ شام بالو! یہ نام تو میں نے سُنا ہے! ہاں یاد آیا۔ جانکی نے کہا تھا۔ کہ راما بائی مجھے پڑھاتی ہے۔ اور اس کے بھائی کا نام شام بالو ہے۔

رام۔ یہ آپ سے ایک نئی بات معلوم ہوئی۔ یہ راما بائی کون ہے اور کہاں رہتی ہے۔

ہری۔ یہ میں نہیں جانتا۔

رام۔ میں نے رائے قایم کی۔ کہ قاتل کھڑکی کے راستہ بھاگے۔ بہرحال میں بھی وہاں سے بھاگا۔ ایسا نہ ہو کہ پولس آ کر مجھے گرفتار کر لے۔ میں کھڑکی کے راستہ باہر آیا۔ اور خدا خدا کر کے اپنے گھر پہنچا۔

ہری۔ اس کے بعد سیتا کے باپ سے آپ کی ملاقات نہیں ہوئی

رام۔ نہیں۔ البتہ میں اخبارات میں ان کی خبریں دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک اخبار میں میں نے ایک عجیب خبر پڑھی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک دودھ فروش کے ذریعہ پولس کو اس مکان کے بند ہونے کی اطلاع ہوئی۔ اس نے کھلوا کر دیکھا۔ لاش برآمد ہوئی۔ مگر قاتل کا پتہ نہ تھا۔ اس لئے خاموشی اختیار کیگئی

ہری۔ میں نے بھی اخبار میں یہ واقعہ پڑھا تھا۔ اچھا پھر سیتا سے بھی ملاقات ہوئی۔

رام۔ کیوں نہیں! ایک روز میں سیر کرنے جارہا تھا۔ کہ راستہ میں چار آنکھیں ہوگئیں۔ اول تو انہوں نے مجھے جاننے ہی سے انکار کیا۔ مگر آخر کار دانتا پیراک بڑی پر فطرت ہے۔ ایک بار اپنے فیصلہ نگاہ سے نیاز مند کرایا۔ مگر بڑی عیارہ ہے۔

ہری - مگر آپ نے سیتا میں کیا عیب دیکھا - اور آپ نے قطع تعلق کس وجہ سے کیا - ذرا زبان مبارک سے فرمائیے تو؟

رام - کیا اب بھی میرے کچھ کہنے کی ضرورت ہے - دانشمند کو اشارہ کافی ہے -

ہری - شاید میں اس قدر عقلمند نہیں - بہر حال آپ قطع تعلق کی وجہ بیان فرمائیے - آپ تو اُن پر مٹے ہوئے تھے -

رام - قیاس ہے - ثبوت نہیں - معاملہ نازک ہے - آپ سیتا کے عاشق ہیں - اس لئے میری خاموشی ہی بہتر ہے - مجھے آپ کا پاس خاطر ہے -

ہری - میں صاف گوئی چاہتا ہوں - اور آپ اسی سے مجھے خوش کر سکتے ہیں -

رام - مگر میں تو سب کچھ کہہ چکا -

ہری - مگر یہ نہیں بتایا - کہ آپ کے نزدیک قاتل کون ہے - یا آپ کا کس پر شبہ ہے -

رام - مجھے شبہ وبہ کسی پر نہیں - لیجئے میں صاف کہتا ہوں - قاتلہ سیتا ہے -

ہری - اگر یہ صحیح ہو - تو اس کا کوئی سبب ہونا ضروری ہے -

رام - مقتول کو سیتا کے باپ کا کوئی راز معلوم ہو گیا تھا - اور یہ بات مقتول نے سیتا سے کہہ دی تھی - اس لئے وہ شکار ہوا

ہری - نہیں بالکل جھوٹ - سیتا ہرگز قاتلہ نہیں -

یہ سُنکر رام بابو نے منہ پھیر لیا - اور اب وہ مُسکرا رہا تھا - پھر ایک سکنڈ بعد بولا - کہ میں یہ پہلے ہی جانتا تھا - کہ آپ اس مقام پر پہنچکر کوئی نہج نکالیں گے -

ہری - واللہ اگر آپ سیتا پر الزام لگائیں گے - تو میں آپ سے اس کا ثبوت طلب کرونگا - اور آپ کو دینا ہوگا - آپ کو ضرور دہوکا دیا گیا -

رام - بہت اچھا ثبوت بھی حاضر ہے - قریب ہی دور نہیں -

یہ کہہ کر اُس نے سامنے والے دروازہ کے کواڑ کھول دیئے - دروازہ میں سے ایک عجیب و غریب شکل صورت کی پست قد بڑھیا نکلی - جو صورت شکل سے بڑی عیارہ معلوم ہوتی تھی -

بوڑھیا - میں نے آپ دونوں صاحبوں کی باتیں سُنیں - میں آج اتفاقاً یہاں چلی آئی تھی -

رام - اچھا ہی ہوا - خیر اب وہ قصہ جو تمہیں معلوم ہے - اُن کو بھی سُنا دو - میں نے تو سُنا دیا - مگر انہیں یقین ہی نہیں آتا -

ہری - میں سیتا کو قاتلہ ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا -

رام - آپ پہلے سُن تو لیجئے - ہاں بڑی بی بولو!

بوڑھیا - سیتا بلاشُبہ قاتلہ ہے - اُسی نے میرے پوتے کو قتل کیا -

ہری - مگر تمہیں ایسا سنگین الزام لگانے کا کیا حق -

بوڑھیا - حق کیوں نہیں - میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا

ہری - غلط! تم وہاں موجود نہیں تھیں - صرف وہی دونوں تھے - کمرہ بند تھا - اور کوئی وہاں نہ تھا - کیا یہ بات غلط ہے -

بوڑھیا - یہ سچ ہے - کہ دروازہ بند تھا - اور وہ دونوں اندر تھے مگر یہ بندی بھی وہیں موجود تھی -

ہری - اچھا تم وہاں کیا کرنے گئی تھیں اور کیا کر رہی تھیں -

بوڑھیا - میں یہ دیکھنے گئی تھی - کہ شام کب پلٹتا ہے - کیونکہ وہ

اس قاتلہ پر بُری طرح سے ریجھا ہوا تھا۔

ہری۔ اور سیتا کو تمہارا وہاں ہونا معلوم تھا۔

بُڑھیا۔ نہیں۔ کیونکہ میں اپنے بچے کے پیچھے پیچھے گئی تھی۔ اور پشت کی کھڑکی سے اندر داخل ہوئی تھی۔ میرے جانے کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ اُس روز کوئی راز کی بات تھی۔ اور وہ سیتا سے اقرار کرانے گیا تھا۔

ہری۔ مگر وہ تو کمرے کا قفل کھول کر اندر گیا تھا۔ کنجی اُس کے پاس تھی۔ تو کیا شام وہیں رہتا تھا۔

بُڑھیا۔ نہیں۔ وہ میرے پاس رہتا تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب اُس پر مہربان تھے۔ اس لئے کمرہ کی کنجی اُسے دے دی تھی۔ اور وہ جب دل چاہتا جا سکتا تھا۔

ہری۔ تمہارا بچہ شام کیا کرتا تھا۔

بُڑھیا۔ چھاپے کے پتھر پر تصویر بناتا تھا۔ اچھا کاریگر تھا۔ خوب روپیہ کماتا تھا۔

ہری۔ اور وہ سیتا پر عاشق تھا۔

بُڑھیا۔ ہاں پاگل ہو رہا تھا۔

ہری۔ تم سیتا کے باپ کو خوب جانتی ہو۔ ابھی اُن کے پاس آتی جاتی ہو۔

بُڑھیا۔ میں ایک دو دفعہ اُسی زمانہ میں اُن سے ملی ہوں۔

ہری۔ وہ کہاں رہتے ہیں۔

بُڑھیا۔ وہ ہی محلہ میں

ہری۔ کیا آج بھی وہیں رہتے۔

بُڑھیا۔ مجھے یہ مکان نہیں معلوم۔

ہیری پالو۔ تم کہتی ہو۔ کہ جب یہ حادثہ ہوا۔ اس وقت تم موقع پر موجود تھیں۔

بوڑھیا۔ بے شک! ہاں میں کواڑوں سے لگی ہوئی تھی۔ پردہ کھڑی تھی۔ اول سینتیا اور میرے پوتے میں کچھ تکرار ہوتی رہی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ کہ تم نے ایک اجنبی آدمی کو گھر میں کیوں بلایا۔ اس سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا۔ کہ مجھے تمہارے باپ کا ایک راز معلوم ہو گیا ہے۔ تم ابھی وقت میرے ساتھ چل۔ ورنہ میں اب سیدھا پولس کے پاس جاؤنگا۔

ہیری پالو۔ مگر سینتیا کے باپ کا راز۔

بوڑھیا۔ وہ اس نے نہیں بتایا۔ پھر اس کے بعد وہ دست وگریباں ہوگئے۔ کشتم کشتا ہونے لگی۔ ان میں سے کسی نے حملہ کیا اور ایک دھم سے گرا۔

افسوس ظالم معشوقہ نے اس کی جان لی۔ اس وقت میری چیخ نکل گئی۔ سینتیا نے سنا۔ اسے میری حاضری کا علم ہو گیا۔ پس وہ بھاگی۔ اور کھڑکی کھول کر اس میں سے نکل گئی۔ اور باغ میں ہو کر کہیں چلی گئی۔

ہیری پالو۔ تمہارے الفاظ سے ثابت ہوا۔ کہ تم نے یہ واردات آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ کیونکہ بقول تمہارے وہاں اندھیرا تھا۔ مگر تم خاموش کیوں رہیں۔

بوڑھیا۔ میں نے تو شور مچانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر خوف سے گویا میری زبان بند ہو گئی۔ آہ! میرا عزیز پوتا میری آنکھوں کے سامنے تڑپتا رہا اور دم توڑ رہا تھا۔ مگر خیر جاتی کہاں ہے۔ میں نے بھی ایسا بدلہ لیا ہے۔ کہ سینتیا یاد ہی کرے۔

ہری بابو۔ مگر اس وقت سیتا کا باپ کہاں تھا۔؟

بوڑھیا۔ سیتا بڑی چالاک ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ فوراً اسٹیشن چلی گئی۔ اور ریل پر سوار ہو کر ہوگلی جا پہنچی۔ اور وہیں سے اپنے باپ کو تار دیا۔ تاکہ اس کی مکان سے غیر حاضری ثابت ہو سکے اور قتل کا الزام اُس پر عائد نہ ہو۔

ہری بابو۔ کیا پولس کو یہ واقعات معلوم ہیں۔

بوڑھیا۔ نہ پولس اصلی واقعات جانتی ہے۔ اور نہ اخبارات۔ لاش کا چالان ہوا۔ مگر قاتل کا پتہ نہ لگا۔ اس لئے عدالت نے قاتل کے فرار ہو جانے کا اعلان کیا۔

ہری بابو۔ اس کے بعد پھر کبھی سیتا تمہیں ملی۔

بوڑھیا۔ جی ہاں ملی۔ مگر مجھے دیکھتے ہی اُن کو غش آگیا۔

ہری بابو۔ مگر تم نے یہ جاننے کے باوجود پولس اور عدالت کی رہنمائی نہیں کی۔

بوڑھیا۔ جی ہاں اور وہ اس لئے کہ میں اپنے طریق پر انتقام لینا چاہتی ہوں۔ جس کا انتظام کر رہی ہوں۔

ہری بابو۔ تمہارا طریق انتقام یہ ہے۔ کہ اُسے ڈراتی اور دھمکاتی رہو۔ اُس پر اپنا دباؤ رکھو۔ حتےٰ کہ وہ خود ہی تنگ آکر خودکشی کرے۔!

بوڑھیا۔ آہ میرا بدنصیب پوتا۔ میں اُس کا انتقام لئے بغیر چین سے نہیں بیٹھونگی۔ آہ ظالم نے خنجر سے اُس کا کام تمام کیا۔

ہری۔ اور وہ خنجر کس کا تھا۔

بوڑھیا۔ یہ نہیں معلوم۔

ہری۔ پھر سیتا کیونکر قاتلہ سمجھی جا سکتی ہے۔ تمہارے پوتے کو خدا

جانے کس نے قتل کیا۔

بوڑھیا - یہ خنجر میں نے اُن کے مکان میں کئی بار دیکھا۔ میز پر پڑا رہتا تھا۔ لیکن اُس واردات کے بعد سے گم ہے۔ علیحدہ کردیا گیا۔

رام - اتنی بات مجھے بھی یاد ہے۔ کہ بڑے کمرہ میں پہلے سیتا آئی تھی۔ اور اس کے بعد وہ جوان۔

ہری - مگر بڑی بی وہ راز کیا ہے۔ جو آپ کے پوتے کو معلوم ہوگیا تھا۔

بوڑھیا - میں نہیں جانتی! اُس کی بابت میں نے سیتا کے باپ سے بھی پوچھا تھا۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ اور اپنی بیٹی کے اِن کرتوت پر افسوس اور نفرت کا اظہار کیا۔

ہری - انہیں سہو کا مرض ہے۔ خیر اگر وہ مجھے ہی مل گئے۔ تو میں اُس راز کا اُن سے ضرور ذکر کرونگا۔

رام - (گھور کر) مگر یہ تو کہو۔ کہ تمہارا مدعا کیا ہے تم کیا کرنا چاہتے ہو؟

ہری - میں اُس راز کو جانتا ہوں۔ جو ان کے پوتے کو معلوم ہوگیا تھا۔

رام - شاید سیتا نے کوئی فرضی کہانی سُنا دی ہو۔ آپ کو۔

ہری - نہیں وہ راز میں نے بذات خاص معلوم کئے ہیں۔ دوم یہ میرے اور سیتا کے خاص معاملے ہیں۔

رام (ہنسکر) اسی راز نے سیتا کے عاشق شام کو قتل کرایا۔ آپ بھی تو سیتا پر فدا ہیں۔

ہری - وہ راز واقعی اہم ہے۔ اگر عوام کو معلوم ہو جائے۔ تو گویا تہلکہ پڑ جائے۔

بوڑھیا - اس راز کے چھپانے ہی کے واسطے تو سیتا نے اپنے بیگناہ عاشق کے خون میں ہاتھ رنگے -

ہری بابو نے اس گفتگو سے نتیجہ نکالا - کہ رام اور بوڑھیا ڈاکٹر مصور کے خوفناک کرتوتوں سے لاعلم ہیں - انہوں نے بوڑھیا سے سیتا کا موجودہ پتہ دریافت کیا - مگر اُس نے ٹال دیا - اور وہاں سے چلی گئی -

ہری بابو نے دیکھا کہ رام بابو کے تیور بدل گئے ہیں - مگر انہوں نے اسبات کی پرواہ نہیں کی - اور بولے - اس وقت سے دو دن پیشتر سیتا کے باپ گرفتاری سے بال بال بچ گئے -

یہ سن کر رام بابو بڑے حیران ہوئے - اور سوال کیا - کہ انہیں کون گرفتار کرتا تھا -

ہری بابو - میں انہیں ایک جرم میں ماخوذ کرتا تھا - انہوں نے مجھے سخت نقصان پہنچایا -

رام - گویا آپ اُن کے دشمن ہیں - مگر وہ جرم کیا ہے -

ہری - جرم کا اظہار گرفتاری سے قبل مصلحت کے خلاف ہے - تاہم اگر میں کامیاب ہو جاتا - تو دنیا جرم کی نوعیت سے خبردار ہو جاتی -

رام (بے اعتباری سے) کیا جرم کس قسم کا جرم -

ہری - نہایت عجیب و غریب جرم - اور میں نے سب کچھ ثبوت بہم پہنچا لیا ہے -

رام - ڈاکٹر صاحب کے خلاف -

ہری - جی ہاں انہیں کے خلاف -

رام - مجھے سخت حیرت ہے - کیا آپ مجھے بالکل ہی تاریکی میں رکھیں

ہری۔ بات یہ ہے۔ کہ آپ نے سیتا پر الزام لگایا ہے۔ بوڑھیا بھی آپ کی موئید ہے۔ مگر میں حتی الامکان سیتا کو بچانے کی کوشش کرونگا۔ کیونکہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں۔

رام۔ یہ مجھے پہلے معلوم نہ تھا۔ اس لئے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

ہری۔ اس کی ضرورت نہیں۔ اب سیتا محفوظ ہے۔ اور اُس کے دشمن زک اُٹھائیں گے۔ اور آپ دیکھیں گے۔

یہ سُنکر رام بابو ہری بابو کو گھورنے لگے۔ مگر یہ مُسکرا رہے تھے۔ کیونکہ اُن کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ سیتا کا دشمن نہ صرف اُس کا باپ ہے۔ بلکہ رام اور بوڑھیا بھی ہیں۔ پس انہوں نے اپنے دل سے عہد کیا۔ کہ وہ سیتا کو جان پر کھیل کر بھی بچائیں گے۔

رام بابو کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سیتا کے باپ پر شبہ اُسے بھی ہے۔ اور وہ ہری بابو سے اس بات کی تصدیق چاہتا تھا اس وجہ سے بار بار جُرم کی نوعیت دریافت کرتا تھا۔ مگر ہری بابو نے اُسے بالکل تاریکی میں رکھا۔

اب چونکہ اور کچھ کہنا سُننا باقی نہیں تھا۔ اس لئے ہری بابو رام کا شکریہ ادا کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

باب ہفتم

سیتا اور ہری بابو

ہوٹل کے ایک ہوٹل میں سیتا اور ہری بابو بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

ہری - مجھے واقعی تمام قصہ معلوم ہو گیا - رام اور بوڑھیا تمہارے سخت دشمن ہیں - مگر میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں -

سبنا - بے فائدہ - بالکل بے فائدہ - پولس میرے تعاقب میں ہے میں اُس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی - میں گویا موت کے مُنہ میں ہوں - آپ مجھے بھول جایئے - مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھئے اس سے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا - آپ نے میرے واسطے جو کچھ کیا - میں اُس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں

ہری - یہ ناممکن ہے - رام بھی تو تمہارے پاس گیا تھا - شاید اُس نے تمہیں دھمکیاں دی ہونگی -

سبنا - آپ کا خیال درست ہے - مگر آپ ناحق آئے - میں نے تو آپ کو خط بھیجکر نہ آنے کی ہدایت کی تھی -

ہری - میں آپ کی امداد کو آیا ہوں - آپ کو میری ضرورت ہے - آپ دشمنوں میں گھری ہوئی ہیں - وہ بڑھیا تمہارے خون کی پیاسی ہے -

سبنا بڑھیا کے نام سے تھر تھر کانپنے لگی -

ہری - مگر ذرا تم تو اپنی زبان سے کہو - کہ کیا معاملہ ہے - کیا یہ بات جھوٹ ہے - میرے خیال میں یہ تم پر جھوٹی تہمت ہے - تمہارے ہاتھ خون میں کیونکر رنگین ہو سکتے ہیں - بولو - پیاری - بولو - اچھا اس مکان ہی کا پتہ نشان بتا دو - جہاں پر میرے اوپر ظلم ڈھایا گیا -

سبنا کچھ کہنا چاہتی تھی - مگر خاموش رہی - ہاں اُس کے چہرہ سے خوف ٹپکا پڑتا تھا -

ہری - تو میں سمجھتا ہوں کہ رام کا تمام بیان صحیح ہے -

یہ سن کر سیتنا رونے لگی۔

سیتنا۔ آہ مجھے دیوانہ نہ بناؤ۔ مجھے چھوڑ دو۔ اب تم کو کل واقعات معلوم ہو گئے۔ ہائے بڑا ظلم ہوا۔ بیگناہ کا خون! بس مجھے چھوڑ دو۔ سزا بھگتنے کے لئے چھوڑ دو۔

ہری۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک تم بے گناہ ہو۔

سیتنا۔ رام بھی تو یہی کہتا ہے۔ پھر میں حقیقت کو کیسے چھپا سکتی ہوں

ہری۔ رام نے تمہیں خوب دھمکایا ہے۔ لیکن اس نے ذرا بھی زبان ہلائی۔ تو میں اس کے پستول مار دونگا۔ سیتنا سنو! تم خواہ کیسی ہی مجرم ہو۔ مگر میں تمہارا مددگار ہوں۔

سیتنا۔ کیوں۔

ہری۔ اس لئے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔

سیتنا۔ اوہ محبت! بس اس ذکر کو جانے دو۔ کیا میں اس لائق ہوں ہری بابو جانے دیجئے۔ اس خیال کو۔ میں شاید آج ہی قتل کے جرم میں گرفتار ہو جاؤں۔

ہری۔ گویا تم خونی ہو۔ نہیں غلط! بات صرف اتنی ہے کہ تم اپنے باوا جان کے بچانے کے لئے اس کے راز چھپاتی ہو۔ تاکہ وہ تمہیں غلام کے قتل کے الزام میں گرفتار نہ کرا دے۔

سیتنا۔ تو تمہیں سب کچھ معلوم ہے۔ بس اب مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔

ہری۔ یہ ناممکن ہے۔

سیتنا۔ تم مجھ سے محبت کا دعوے کرتے ہو۔

ہری۔ بلکہ عشق کا۔

سیتنا۔ مگر اس کے باوجود میں کہتی ہوں۔ وہ نہیں کرنے ہوگا میرا

رائے کے خلاف چلتے ہو۔

ہری ۔ میں تمہارا دل دادہ ہوں ۔ تمہارا خیر اندیش ہوں ۔ اس لئے مجھے تمہارے پاس رہنا چاہیئے ۔

سیتا (آہ سرد بھر کر) مگر تابکے ؟ پولس میری گرفتاری کی فکر میں ہے جس طرح سے تم یہاں آ گئے ۔ اسی طرح سے وہ بھی یہاں آ دھمکیگی اور مجھے گرفتار کر کے لے جائے گی ۔

عین اُس وقت دروازہ پر کھٹ کھٹ ہوئی ۔ اور سیتا کا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا ۔ ہری بھی بے چین ہو گئے ۔ کہنے لگے شیطان کے کان بڑے ہیں ۔ نام لیتے ہی موجود ! دیکھئے اب کیا ہوتا ہے ۔ خیر نظر نہیں آتی ۔ بس اب ہمارے عشق کا بھی خاتمہ ہے ۔

سیتا ۔ لو وہ آ گئے ۔ بس قصہ تمام ہوا ۔

دروازہ پھر کھٹکھٹایا گیا ۔ اور اب ہری نے مجبوراً دروازہ کھولا ۔ اور ایک شخص بے تکلف اندر داخل ہوا ۔ اور یہ سیتا کا باپ تھا ۔ جسے ہری دیکھ کر دنگ رہ گیا ۔ مگر اُس کے چہرے پر خوف کی علامت نہ تھی ۔

اُس کے چلے آنے پر ہری بابو نے دروازہ مقفل کر دیا ۔ اور کنجی اپنی جیب میں ڈال لی ۔

یہ دیکھ کر بوڑھا بولا ۔ اجی حضرت یہ آپ نے مجھے قیدی کیوں بنا لیا ۔ آپ کو اس کے کھولنے کی جلد تکلیف کرنی پڑے گی ۔

ہری ۔ مگر آپ کو میری چند باتوں کا جواب دینا ہوگا ۔ اس کے بعد رہائی ہوگی ۔

سیتا ۔ بابو خاموش رہیئے ۔ خدا کے لئے خاموش رہیئے ۔ یہاں جھگڑا نہ کیجئے ۔ آہ آپ میرے والد کو نہیں جانتے ۔

ہری ۔ میں انہیں خوب جانتا ہوں ۔ بڑے کاریگر ہیں ۔
سیتنا (باپ سے) آپ یہاں کیوں آئے ۔ یہ کیا عقلمندی کی ۔
ہری بابو نے دل میں کہا ۔ کہ ان دونوں میں ضرور کوئی سازش ہوئی ہے ۔ اس خیال کے ساتھ ہی ان کو غصہ آگیا ۔
بوڑھا ۔ حضور جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے مطلق خوف نہیں ۔
یہ کہہ کر اس نے ایک قہقہہ لگایا ۔ گویا وہ بالکل بے پرواہ ہے
ہری ۔ میں ایک واقعہ کی حقیقت آپ سے دریافت کرتا ہوں اور وہ دریافت کرکے رہونگا ۔
بوڑھا ۔ تو بندہ آپ کی خدمت میں حاضر تو ہے ۔
ہری بابو کی جیب میں پستول موجود تھا ۔ اور وہ دل میں کہہ رہے تھے ۔ کہ اب کے میرے پھندے سے نہیں نکل سکتا ۔
ہری ۔ آپ میرے صرف دو تین سوالوں کا جواب دیجئے ۔
بوڑھا ۔ معاف کیجئے دل لگی کا یہ موقع نہیں ۔ میں لڑکی سے دو دو باتیں کرنے آیا ہوں ۔ اور آپ نے مہابھارت کھول دی ۔ صاف صاف کہئے کیا ارادہ ہے ۔
ہری ۔ جو پہلے تھا ۔ کیا آپ پولس سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ۔
بوڑھا ۔ کیا تماشہ ہے ۔ آپ بنتے ہیں سیتنا کے عاشق ۔ مگر اس کے بوڑھے باپ کو جیلخانے بھیجنا پسند کرتے ہیں ۔ واہ کیا کہنے ہیں آپ کے ۔
ہری ۔ آپ نے نہ صرف میرے قتل ہی کا ارادہ کیا ۔ بلکہ بہت سے بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا ۔ پس آپ سے پورا پورا انتقام لیا جائے گا ۔
بوڑھا ۔ اوہ یہ تو تم پہلے بھی مجھ سے کہہ چکے ہو ۔ بہت اچھا اتنا

ہوٹل کے چپڑاسی کو بھیجکر دو چار پولس مینوں کو بلوائیے۔ اخبار والوں کو بھی مضمون مل جائے گا۔ سرخی بھی خوب ہوگی۔ خونی باپ۔ بے گناہ دختر۔ اور اُس کا عاشق۔

ہری (غصہ سے) یہ بات مذاق میں نہیں ٹالی جا سکتی۔

بوڑھا۔ واہ پھر وہی الف لیلہ۔ سینیا! تمہارے ہری بابو تو خوب آدمی ہیں۔ مگر اندیشہ کی بات یہ ہے۔ کہ اگر انہوں نے ضد کی تو نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ کیا ان کا دماغ درست حالت میں ہے۔

ہری بابو اپنے حریف کو گھورنے لگے۔ پھر بولے جناب میرا دماغ آپ سے بہت زیادہ درست ہے۔ اچھا بہتر ہے کہ میں سینیا سے دو باتیں کر لوں۔ پھر آپ کو پولس کے حوالے کرتا ہوں۔

بوڑھا۔ بندہ تو بسرو چشم حاضر ہے۔ مگر بات کیا ہے۔

صرف یہی کہ کسی کوچہ کے اندر کوئی مکان ہے۔ اور اُس میں کسی عورت کی لاش ہے۔ لیکن کیا آپ پولس کو اُس مکان تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور اگر نہیں تو پولس یا عدالت میرا کیا کر سکتی ہے۔ رہا آپ کا بیان! تو وہ شاید آپ کو پاگل خانے پہنچا سکے۔

ہری بابو۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ سب سچ ہے۔ آپ اور آپ کا لڑکی سخت مکار اور عیار ہے۔

یہ سُنکر بڈھے کو غصہ آ گیا۔ اور وہ ہری کو گھورنے لگا۔ گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا جائے گا۔ لیکن ایک منٹ کے بعد اُس کی حالت بدل گئی۔ اور وہ نہایت حلیم اور شریف آدمی نظر آنے لگا۔

ہری بابو نے دل میں کہا۔ کہ شاید اسی کا نام دوہری زندگی ہے

جس کا ذکر علم النفس اور اصول قانون مجرمانہ کے ماہرین نے کیا ہے
واہ گھڑی میں اولیا اور گھڑی میں بھوت! کیا خوب!
سینیا نے اس کی حالت کو سمجھ لیا۔ اور مزاج پرسی کی۔ وہ چونک کر بولا۔ میں اچھا ہوں۔ بیمار کب تھا۔

سینیا۔ خدا نہ کرے۔ مگر اب آپ کا مزاج پہلے سے بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔

بوڑھا۔ (ہری بابو سے مخاطب ہوکر) مجھے آپ کی ملاقات سے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ سینیا پر بڑی عنایت فرماتے ہیں۔ مجھے آپ کی محبت اور خلوص کا حال معلوم ہے۔ اور میں آپ کا مداح ہوں۔

ہری بابو اس انقلاب سے نقش دیوار بن رہے تھے۔ مگر انہوں نے اس کی تائید کی۔ پھر بولے۔ یہ سچ ہے۔ لیکن میں بعض باتوں کی صفائی چاہتا ہوں۔

بوڑھا۔ (اخلاق اور نرمی سے) فرمایئے وہ کونسی باتیں ہیں۔

سینیا نے ہری بابو کو اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ خاموش رہو۔

اور یہ اس سے اس کے خونی تصویر خانے کا پتہ نشان پوچھنے کی فکر میں تھے۔

ہری بابو۔ وہ آپ کا تصویر خانہ کہاں ہے؟

بوڑھے نے لاعلمی ظاہر کی۔ مگر اس میں مکاری نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اور وہ ہری بابو اور اپنی بیٹی سینیا پر مہربان ہو رہا تھا۔ باتیں نہایت نرمی سے کر رہا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ خونی واقعات اور خونی اعمال کا اسے اس وقت علم ہی نہیں ہے۔

ہری بابو۔ سیتا کو ایک خاص بات کا خوف ہے۔ اگر وہ بات صاف ہو جاتی۔ تو پھر اُسے خوف نہ رہتا۔

بوڑھا۔ (گھور کر) کیا بات۔

ہری۔ سیتا پر ایک سنگین الزام ہے۔۔۔۔

وہ آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ اور سیتا نے اُن کی بات کاٹ دی۔

سیتا۔ خاموش! اِن کو تمام واقعہ یاد آجائے گا۔ اور پھر غضب ہو جائے گا۔

بوڑھا۔ اوہو۔ وہی اس نوجوان کی موت کی بات! بس اقبال کرو۔ جیسے آج ویسے کل؟

یہ سُنکر ہری بابو کو کچھ کم تعجب نہیں ہوا۔ اُدھر سیتا خوف سے کانپ رہی تھی۔ اور اس نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا تھا۔ اور وہ خدا سے اپنی موت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ پھر باپ سے مخاطب ہو کر بولی۔

سیتا۔ رام کے لئے چپ رہو۔ کیا میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں! ذرا تو خیال کرو۔

اب بوڑھے کی حالت میں پہلا سا انقلاب آگیا تھا۔ گویا خونی جن اُس کے سر پر آگیا تھا۔ آنکھیں آگ بھبوکا ہو گئیں تھیں۔

بوڑھا۔ سچ بات کا چھپانا فضول ہے۔

اب بوڑھے کی حالت ایک دیوانے سے بہتر نہ تھی۔

ہری بابو جانتے تھے اور اب انہیں یقین ہو گیا تھا۔ کہ سیتا قاتلہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں سیتا سے محبت تھی۔ عشق تھا۔ اُن کا دل بے قابو تھا۔ وہ سیتا کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اور انہیں اس کا گرفتار رہنا پسند تھا۔ مگر حالت نازک تھی۔

باپ اپنی بیٹی کے جُرم کو بجائے چھپانے کے ظاہر کرتا تھا۔ ہری بابو کو اس کی حیرت ہیتر بوڑھے پر بڑا غصہ تھا۔

بوڑھا۔ (ہری بابو سے) جناب بات یہ ہے۔ کہ سیتا نے ایک بڑا جُرم کیا ہے۔ واقعہ کو چھپانا محال ہے۔ کیونکہ ایک بڑھیا کا چشم دید واقعہ ہے۔ اور وہ شہادت دینے کو تیار ہے۔

ہری۔ بڑھیا نے سیتا کو قتل کرتے نہیں دیکھا۔ اس لئے معاملہ مشتبہ ہے اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ مُجرم کو ہوتا ہے۔ یہ امر مسلّمہ ہے

بوڑھا۔ (ہری کو گھور کر) کیا آپ نے بڑھیا سے پوچھا تھا۔

ہری۔ ہاں! میں نے اُس کی زبان سے تمام قصہ سُنا۔ اور وہ میرے اس سوال کا جواب نہ دے سکی۔ مجھے حیرت ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹی کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ آپ کو اپنے منہ سے اُسے مُجرم کہنا ہرگز زیبا نہیں۔

بوڑھا۔ (غصہ سے) مگر وہ بھی تو میری بیٹی ہو کر مجھے دھمکی دیتی ہے

ہری۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ وہ تو آپ کی عیب پوشی کرتی ہے۔ ہاں میں ضرور خونی کمرہ کا پتہ نشان پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہاں ذرا ارشاد فرمایئے۔

بوڑھا۔ آج آپ نے اِن الفاظ کو کئی بار دُہرایا ہے۔ آخر مقصد

ہری۔ آپ غور فرمائیں۔ یہ وہ کمرہ نہیں جہاں آپ کے کاریگری کے خوفناک مرقع جمع ہیں۔ اور عالم نزع کی تصویریں۔

بوڑھا۔ (خوفناک قہقہہ لگا کر) اوہو۔ آپ نے مجھے پہلے بھی پولس کے حوالے کرنے کی دھمکی دی تھی۔ شاید آپ سمجھتے ہیں۔ کہ میں آپ سے ڈرتا ہوں لیکن یہ بالکل احمق پن ہے۔

سیتا اس سین کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

بوڑھا۔ آپ ماشاء اللہ جوان ہیں۔ قوی ہیں۔ اور کسی قدر چالاک بھی۔ مگر یاد رکھئے۔ کہ اگر آپ نے میرے معاملات میں دخل دیا۔ تو یہ اچھا نہ ہوگا۔

ہری۔ مگر میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ جب تک حضرت اور آپ کا وہ خونی نوکر لہری جیل کی ہوا نہ کھائے گا۔ تب تک مجھے بھی چین نہ آئیگا۔

بوڑھا۔ کیا کہا۔ پھر تو کہو۔

یہ کہہ کر بوڑھا شیر کی طرح سے ہری بابو پر جھپٹا۔ لیکن وہ بھی ہوشیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً پستول نکال لیا۔ اور بوڑھے کے سینے کو نشانہ بنا کر بولے۔

یوہیں فیصلہ ہوا جاتا ہے۔ عدالت کی کیا ضرورت!

بوڑھا۔ دیوانے ہو گئے ہو۔ کیا سیتا کو جیل میں بھیجنا چاہتے ہو۔ خوب عشق ہے۔

ہری۔ میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔

بوڑھا۔ تو بسم اللہ اب دیر کیا ہے۔ یہ خادم بھی منتظر ہے۔

اب ایک عجیب سین ہے۔ سیتا ہری سے چمٹ گئی۔ اور رو رو کر بولی۔ آہ آپ یہ کیا کرتے ہیں مجھے بچائیے۔ ابا جان کے غضب سے بچائیے۔ ورنہ میں جان دے دونگی۔

ہری۔ مگر میرا کیا قصور؟

سیتا۔ آپ کی سخت باتوں سے انہیں غصہ آگیا۔ اور ان کے سر پر خونی جن سوار ہو گیا۔

اب ہری بابو عجب کشمکش و پیچ میں پڑے ہوئے تھے۔ اگر بوڑھے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اور اگر اسے

پولس کے حوالے کرتے ہیں۔ تو سینتا مصیبت میں پھنستی ہے۔ اِدھر کنواں تو اُدھر کھائی ہے۔

مگر اس اثنا میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اس سے تینوں آدمی ڈر گئے۔

لیکن یہ ہوٹل کا آدمی تھا۔ جسے ہری بابو بلا آئے تھے۔ سینتا سمجھ گئی۔ اور بولی کہ اسے ٹال دو۔ اگر پولس کو خبر ہو گئی۔ تو کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ میں ہی گرفتار کر لی جاؤں گی۔

بوڑھے نے قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔ ہاں میں اکیلا نہیں جاؤنگا بلکہ اپنی پیاری بیٹی کو ہمراہ لے جاؤنگا۔ اجیلنا نے کی میرکو۔ واہ واہ

ہری۔ بیٹی کو ایسی دھمکیاں دیتے ہوئے۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔

اس اثنا میں دروازہ پر پھر دستک ہوئی۔

بوڑھا۔ بھئی بلاؤ پولس کو۔ اچھا میں نوکر سے کہے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر بوڑھا آگے بڑھا۔ مگر سینتا اُس سے لپٹ گئی۔ ابا۔ ابا۔ یہ کیا کرتے ہو۔ خدا کے لئے اپنی بیٹی پر رحم کرو۔

اس کے بعد وہ ہری بابو سے مخاطب ہوئی۔ آپ میری محبت کا دم بھرتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو اس چیراسی کو ابھی واپس کر دو میرے حالِ زار پر رحم کرو۔ اور یاد رکھو کہ یہ صاف بچ جائیں گے مگر میری جان نہیں بچے گی۔

ہری۔ مگر میں اس شیطان کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تم مجھے اس خوفناک تصویر خانے کا پتہ بتا دو۔

سینتا۔ آہ! میں اپنے باپ کو گرفتار دیکھنا نہیں چاہتی۔ دوسرے وہ مجبور ہیں۔ آپ خود اُن کی عجیب حالت دیکھ چکے ہیں۔

بوڑھا۔ میں چپڑاسی کو حکم دوں۔ کہ پولس کو بُلا لائے۔
ہری۔ چُپ رہو بدمعاش چُپ رہو۔
بوڑھا۔ تو مجھے یہاں سے جانے دیجئے۔
نوکر پھر چلایا۔ کیوں جناب آپ نے گھنٹی دی تھی۔
ہری بابو کچھ جواب نہیں دینے پائے تھے۔ کہ سینیا بول اٹھی۔ ہاں سوڈا واٹر کی تین بوتلیں لے آؤ۔
بوڑھا۔ (مسکرا کر) میرا خیال تھا کہ پولس کو بلاؤ گے۔ مگر نہیں تم سنتیا کے سچے خیر خواہ ہو۔ اگر پولس آتی تو یہیں گرفتار ہوجاتی اور یہ اچھا ہوتا اس نے اپنے نوجوان عاشق کو قتل کر ڈالا۔ آہ میرا مظلوم دوست!
ہری۔ تم جھوٹے ہو۔ زبان کو قابو میں رکھیو۔ ورنہ ابھی پیٹ میں آگ بھر دونگا۔
بوڑھا۔ (ہنسکر) تو دروازہ کھول دو۔
ہری۔ ہرگز نہیں۔ تم کو میرے سوالات کا جواب دینا ہوگا۔
بوڑھا۔ تو میں پولس کو بلاتا ہوں۔
سینیا نے اپنا منہ ہری بابو کے کان سے ملا کر کہا۔ دروازہ کھول دو۔ اس کے بعد وہ منت سماجت کرنے لگی۔ اور ہری بابو دروازہ کھولنے پر مجبور ہوئے۔ مگر بولے۔ خیر سے اب تو سدھاریئے۔ مگر عنقریب ہی پھر مقابلہ ہوگا۔
بوڑھا۔ تو پھر اپنی قضا کو بھی قریب ہی سمجھئے۔ مُرغِ زیرک دوبارہ تمہارے دام میں نہیں پھنس سکتا۔!
پھر بیٹی سے بولا۔ اپنے دوست کو سمجھا دو۔ کہ مجھ سے تعرض نہ کرے۔ ورنہ پھر پکڑا کر رونیگا۔ اور شاید سر ہی کھو بیٹھے۔

ہری - بس اپنی دھمکیوں کو رکھ چھوڑو - عنقریب تمہیں مزہ چکھاؤنگا سارا پول کھول کر رکھ دونگا -

بوڑھا - (ہنسکر) تم ! ارے یار جینے کی باتیں کر ! ـــــ اچھا تسلیم عرض ہے -

بوڑھے صاحب ہوا ہو گئے - سیتا زار زار رو رہی تھی - روتے روتے بولی - ہری بابو آپ نے غضب کر دیا -

بابو نے اُس کی تسلی کی - پھر بولے - تمہارے باپ دوہری زندگی کے آدمی ہیں - گھڑی میں اولیا - گھڑی میں بھوت ! شاید ان کے اندر دو روحیں ہیں - ایک شریف اور دوسری خبیث - ! مگر خباثت زیادہ حاوی ہے - اسی لئے اُن کی یہ حالت ہے -

سیتا - آپ کا خیال صحیح ہے - مگر ایسی حالت میں انہیں معذور سمجھا کریں - اسی واسطے میں خود خاموش ہوں -

ہری - مگر اس نے دل ہلانے والے جُرم کئے ہیں -

سیتا - مگر میری زندگی بھی تھلکہ میں ہے - میں ایک سانس بھی اطمینان سے نہیں لیتی - ہر وقت خوف سر پر سوار رہتا ہے کہ میری زندگی موت سے بدتر ہے -

سیتا سخت بے چین اور گھبرائی ہوئی تھی - اُس کا چہرہ برف کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا - اُس پر سُرخی کا نشان تک نہ تھا - حتےٰ کہ وہ صدمے سے بیہوش ہو کر پلنگ پر گر گئی -

اس وقت ہوٹل کا چپراسی بوتلیں لے کر آگیا - اور ہری بابو نے سیتا کو پانی پلایا - اور وہ بڑی دیر کے بعد ہوش میں آئی -

سیتا نے ہری بابو کو خاموش رہنے کی فرمائش کی - اور پھر کہا اگر تم میرے باپ کے خلاف کوئی کارروائی کرو گے - تو میری خیر نہیں

اگر تم کو مجھ سے واقعی محبت ہے۔ تو خاموش رہو۔

اس کے بعد سینتا نے کہا۔ کہ اب میں اپنی ایک سہیلی کی ماں کے پاس جاتی ہوں۔ اور وہیں رہونگی۔ بابو نے کہا کہ چلو۔ میں چل کر پہنچا آؤں۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ ہری بابو بولے۔ شاید تمہارے باپ تمہارے خلاف کاروائی نہ کریں۔ اگرچہ یہ بات بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ تاہم وہ بوڑھیا اور رام بابو تو خاموش رہنے والے نہیں۔ پھر کیا ہوگا۔

سینتا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ بوڑھیا۔ رام بابو کے مشورہ کے بغیر کچھ نہ کریگی۔ اور رام بابو اُس وقت تک خاموش رہے گا۔ جب تک اباجان اُسے اجازت نہ دیں گے۔ وہ اُن کا بڑا یار غار ہے

ہری۔ تمہارے باپ کی حالت قابلِ افسوس ہے۔ وہ صاف طور پر تمہیں مجرم بتاتا ہے۔ مگر اُسے تم سے زیادہ مقتول سے کیوں ہمدردی ہے، حالانکہ تم اُنکے بچانے کی فکر میں ہو۔ یہ معمہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں بھی عجب جھگڑے میں پھنس گیا ہوں۔

سینتا نے ہری کو پھر خاموشی کی فہمائیش کی۔ اُس نے بتایا۔ کہ ہری ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اور وہ اُن کو اپنا حملہ آور سمجھتا ہے۔ اُسے سینتا پر شبہ نہیں ہے۔

اس کے بعد سینتا اپنا پتہ بتا کر چلی گئی۔ اور ہری بابو بھی اپنے مکان کو روانہ ہوئے۔

باب ہشتم

پولس افسر کی آمد

ہری بابو اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے کل کے واقعات پر غور کر رہے ہیں۔ اور دل میں کہہ رہے ہیں۔ کہ خدا جانے اِن معاملات کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اُن کے دِل میں مختلف خیالات اور جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ سیتا کو اُس کا باپ۔ رام بابو۔ اور بوڑھیا قاتل بتاتے تھے۔ خود سیتا اقبال جُرم کر چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ہری بابو کا دِل اُسے بیگناہ بتاتا تھا۔ شاید یہ عشق کا کرشمہ ہو۔

سیتا نے اپنا پتہ اُن کو بتا دیا تھا۔ لیکن اُن کے وہاں آنے کی ممانعت کر دی تھی۔ تاہم اُن کے دِل میں آیا۔ کہ سیتا کو اپنے مکان میں بُلائیں۔ تاکہ چند گھنٹے لطفِ صحبت رہے۔

وہ اسی خیال میں تھے۔ کہ خدمت گار آیا۔ اور کہا۔ کہ ایک صاحب کئی بار حضور سے ملنے آ چکے ہیں۔ اور اب پھر آئے ہیں۔ آنے والے کو طلب کر لیا گیا۔ یہ ایک ہٹا کٹا اور موٹا تازہ آدمی تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ آپ ہی کا نام ہری بابو ہے۔ ہری نے اقرار کیا۔ اور آنے والے کا نام پوچھا۔ اُس نے کہا۔ کہ میں پولس افسر ہوں۔ اور آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ تخلیہ میں کچھ عرض کرنا ہے۔ چنانچہ نوکر کو وہاں سے رخصت کر دیا گیا۔

ہری بابو بہ ظاہر مطمئن تھے۔ مگر اُن کا دل دھڑک رہا تھا۔ افسر پولس کا نام امیر خان تھا۔

جناب من! میں ایک معاملہ کی خفیہ تحقیقات کر رہا ہوں۔ آپ نے

بھی سُنا ہو گا - کہ ہری لین کی سڑک کے قریب سے کئی آدمی گم ہو چکے ہیں - ہمیں کئی ماہ سے ایسی خبر مل رہی ہیں -

ہری - تو کیا آپ کو یہ اطلاع ملی ہے - کہ میرا بھی اس معاملہ سے کچھ تعلق ہے -

پولس افسر - جی ہاں -

ہری - (ذرا گھبرا کر) کیا -

افسر - آپ گھبرایئے نہیں - اگر آپ پر اعانت جرمانہ کا شُبہ کیا جا رہا ہے -

ہری - شُبہ - اس کا کیا مطلب -

افسر - آپ کو بعض باتیں معلوم ہیں - مگر آپ پولس کو نہیں بتاتے ! سُنئے ! تقریباً چھ ہفتے ہوئے - ایک عورت جا رہی تھی - اُسے راستہ میں ایک چھوٹی لڑکی ملی - اُس نے ظاہر کیا - کہ وہ راستہ بھول گئی ہے - وہ اُسے پہنچانے گئی - مگر اگلے روز وہ عورت مُردہ پائی گئی - شاید آپ نے بھی یہ واقعہ اخبارات میں پڑھا ہو -

ہری - تقریباً یہی حالات مجھے بھی پیش آئے -

اس کے بعد انہوں نے اپنا تمام قصہ سُنایا - مگر اوّل اوّل پولس افسر کو یقین نہ آیا -

افسر - اور سُنئے ایک اور لڑکی - جس کا نام لیلا ہے - اُس کی نسبت بھی ایسا ہی شک ہے -

ہری - مجھے معلوم ہے - مگر یہ ایک راز ہے -

افسر - وہی راز - لڑکی کے ملنے اور اُس کے پھنسا لے جانے کا -

ہری - جی ہاں - !

یہ یاد رہے۔ کہ جب ہری بابو نے اپنی سرگذشت پولس افسر کو سُنائی۔ تو سینتا کا ذکر نہیں کیا۔ اور اُسے صاف بچا گئے۔

افسر۔ تو وہ مکان آپ کو باوجود تلاش کے نہیں مِلا۔

ہری۔ بالکل۔

افسر۔ کیا آپ میری امداد قبول کریں گے۔ ممکن ہے کہ ہم دونوں اُسے ڈھونڈ نکالیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔

ہری۔ اگر وہ مکان مِل گیا۔ تو عجیب و غریب ہولناک چیزیں آپ دیکھیں گے۔ خدا کی پناہ

ہری بابو نے ایک سگرٹ پولس افسر کو دیا۔ اور دوسرا خود پینے لگے۔

اس اثنا میں ہری بابو کا نوکر آیا۔ اور کہا ٹیلیفون کے کمرہ میں گھنٹی بج رہی ہے۔ ہری بابو افسر سے اجازت لے کر اُدھر گئے۔ سینتا ٹیلیفون میں بولی۔ ہری بابو ہوشیار رہنا۔ آج کوئی آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ اُس سے نہایت احتیاط سے گفتگو کرنا۔ وہ لوگ میرے تعاقب میں ہیں۔ میں یہاں سے آج ہی چلی جاؤنگی۔

ہری بابو نے کہا۔ کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتی۔ البتہ کل ٹیلیفون میں آپ کو اطلاع دے دونگی۔ رام بابو نے میرے خلاف کاروائی شروع کر دی ہے۔ آپ بہت ہوشیار رہنا۔ پولس والوں کو مکانوں کا پتہ ہرگز نہ دینا۔ ہری بابو نے اُس کی تسلی کر دی۔ اور یہ پولس افسر کے پاس واپس چلے آئے۔

افسر۔ اُس مکان کا پتہ لگانا نہایت ضرورت ہے۔ مگر یہ تو کہئے

کہ کیا سیتنا سے ملاقات ہوئی۔
اس سوال نے ہری بابو کو متوحش کر دیا۔ تاہم سنبھل کر بولے
جی ہاں۔
افسر۔ کیا آپ نے اُن سے پتہ نہیں پوچھا۔
ہری۔ کامیابی نہیں ہوئی۔
افسر۔ کوئی چلتا ہوا فقرہ دیجئے۔ ایسے موقعوں پر یہی کرنا پڑتا ہے
ہری۔ وہ لڑکی بڑی ہوشیار ہے۔ وہ اپنے باپ کو صاف بچا جاتی ہے۔
افسر۔ یہ صحیح ہے۔ وہ واقعی ہوشیار معلوم ہوتی ہے۔
ہری۔ شاید آپ کو سیتنا کے حالات معلوم ہو چکے ہیں۔
افسر۔ ہاں کچھ نہ کچھ معلوم ہو ہی گئے ہیں۔
ہری بابو دل میں ڈر رہے تھے۔ کہ کہیں رام بابو نے سیتنا کا جُرم پولس کو نہ بتا دیا ہو۔
افسر۔ غالباً سیتنا، لیلا کی واردات سے ناواقف نہیں۔ کیونکہ وہ اُس کی سہیلی تھی۔
ہری۔ شاید!
افسر۔ تو ذرا صاف فرمایئے۔ آپ تو سیتنا سے بار بار مل چکے ہیں اور اس کی رپورٹیں پولس میں موجود ہیں۔
یہ سُنکر ہری بابو بہت گھبرائے۔
ہری۔ یہ صحیح ہے۔ مگر اُس نے نہ مکان کا پتہ بتایا۔ اور نہ کوئی اور بات!
افسر۔ تو خود ہمیں ہی مکان تلاش کرنا پڑے گا۔ اچھا چلئے۔ آج رات یہ کام کریں۔ کیا آپ میری رہنمائی کرینگے۔

ہری بابو انکار کر گئے۔ مگر سیتا کے پھنسنے کا انہیں بڑا تردد تھا

افسر۔ اور وہ لہری نوکر کہاں ہے۔

ہری۔ وہ چترنی کے شفاخانہ میں بیمار پڑا ہے۔

افسر۔ شکریہ! اور سیتا کا باپ کہاں ہے۔

ہری۔ یہ معلوم ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ وہ ایک جگہ نہیں رہتا۔ ابھی مشرق میں ہے۔ تو ابھی مغرب میں۔ عجیب آدمی ہے۔ آدمی کا ہے کو ہے۔ شیطان ہے۔ پکا شیطان۔ ضرور کوئی خبیث روح اُس کے قبضہ میں ہے۔

افسر۔ سیتا کو تو اپنے باپ کا پتہ ضرور معلوم ہوگا۔

ہری۔ دونوں میں لڑائی ہو گئی ہے۔

ہری بابو نے نہ تو سیتا کے باپ سے مقابلہ ہونے کا حال بیان کیا۔ اور نہ لہری کے زخمی ہونے کا۔ اور سیتا کو حتی الامکان بچایا

افسر۔ عجب بات یہ کہ بعض لوگ سیتا کے باپ اور لہری کو پہچانتے ہیں۔ اور شناخت کرنے کو بھی تیار ہیں۔ مگر مکان کا پتہ اُن کو بھی نہیں معلوم۔ جب ہم آپ مل کر جدوجہد کریں گے۔ کیا عجب ہے۔ کہ ہمیں کامیابی ہو جائے۔ کیا میں آپ کے ٹیلیفون سے تھوڑا سا کام لے سکتا ہوں۔

پولس افسر ٹیلیفون کے کمرہ میں چلا گیا۔ اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔

ہری بابو نے باہر کواڑوں پر کان لگا دیئے۔ پولس افسر نے پولس اسٹیشن کو اس تمام واقعہ کی رپورٹ کی۔ اور پیغام دیا۔ کہ مقامی پولس کو اطلاع دی جائے۔ کہ لہری کی نگرانی رکھیں۔ مگر ابھی گرفتار نہ کریں۔

اب خاصی شام ہو گئی تھی۔ دونوں موٹر میں بیٹھ کر منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے۔ اور سڑک ہری لین پر پہنچکر موٹر چھوڑ دی گئی۔ اس وقت خوب سردی پڑ رہی تھی۔ دونوں کے دانت سے دانت بج رہے تھے۔

ہری بابو نے دل میں کہا۔ کہ بھلا پولس افسر تو سرکاری ملازم ہے۔ اس بات کی تنخواہ پاتا ہے۔ یہ اس کی ڈیوٹی ہے۔ مگر میں ناحق کیوں مصیبت میں پھنسا۔

عجب معاملہ ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مجھے ستیا سے عشق ہے۔ اور میں اس سے آسانی سے دست بردار ہونے والا نہیں ہوں خیر دیکھا جائے گا۔ کہ کیا واقعات رونما ہوتے ہیں۔

باب نہم

موقع کی تفتیش

پولس افسر اور ہری بابو اس مکان کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ جہاں چھوٹی جانکی پہلی بار ہری بابو کو لے گئی تھی۔

افسر۔ تو جانکی پہلے آپ کو یہاں لائی تھی۔ اچھا پھر کدھر کو لے گئی۔

ہری بابو نے ایک جانب کو اشارہ کر کے بتایا۔ اور یہ دونوں اس موقعہ پر پہنچے۔ مگر آگے پہنچکر سراغ مٹ گیا۔

ہری بابو بولے۔ کئی گلی کوچوں سے گذرنا پڑا تھا۔ اور اب میں بالکل بھول گیا ہوں۔

اب یہ دونوں گلیوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ مگر منزل مقصود کا پتہ نہ تھا۔ تاہم دونوں آدمی چلے جا رہے تھے۔ پولس افسر

بار بار سینیا کے متعلق سوال کرنا۔ اور ہری بابو اُسے بڑی مشکل سے ٹال رہے تھے۔

پولس افسر۔ ممکن ہے۔ کہ آج بھی اُن لوگوں نے کسی شکار کو پھانسا ہو۔ پس ایسے مجرم کو جلد گرفتار کر لینا چاہیئے۔

ہری۔ شاید ہی ہمیں کامیابی ہو۔

افسر۔ مگر مجھے کامیابی کا یقین ہے۔

یہ دونوں آگے بڑھے۔ ہری بابو دو قدم آگے تھے۔ انہوں نے آسمان پر ایک خاص روشنی دیکھی۔ اس کا رنگ گہرا نیلا تھا۔ وہ حیران ہو کر کھڑے ہو گئے۔

افسر۔ کیوں۔ کیا ہوا ہری بابو۔

ہری۔ کیا آپ نے نیلی روشنی نہیں دیکھی۔

افسر۔ نہیں۔

ہری۔ نیلی روشنی کی ایک لکیر۔ بجلی کی طرح چمکدار۔ مگر رنگ نیلا۔

افسر۔ نیلی چمکدار لکیر؟ یہ تو میں پہلے بھی ایک بار دیکھ چکا ہوں۔ مگر اس کا مطلب خاک نہیں سمجھا۔

ہری۔ کس جگہ آپ نے دیکھی تھی۔ کیا وہ مکان یاد ہے۔

افسر۔ سہ منزلہ مکان تھا۔ روشنی تیسری منزل کی کھڑکی کے پاس نظر آئی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور روشنی اسی سے نکل رہی تھی۔

ہری۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔

افسر۔ کیا ہے۔

ہری۔ بس وہی مکان ہے۔ وہی پُراسرار مکان ہے۔ جادوگر

کہو یا طلسم خانہ - اسی مکان میں ان لوگوں نے اپنی دانست میں مجھے مار ڈالا تھا - یہ ضرور کچھ تار خبر رسانی کے آلات ہیں - بالکل ویسی ہی بجلی ہے -

اب یہ لوگ دو قدم آگے بڑھے - اور دس پندرہ منٹ تک کھڑے رہے - مگر پھر کچھ نظر نہیں آیا - پولس افسر نے آپکو یہیں کھڑے ہو کر نگرانی کیجئے - اور میں ان مکانوں کے پیچھے جاکر تحقیقات کرتا ہوں

دس منٹ سکون رہا - اس کے بعد دو موٹریں نہایت تیز رفتاری سے گذریں - اب ہوا پر مختلف شکلیں بن رہی تھیں - گویا کچھ لکھا جا رہا ہے - ہری بابو نے دل میں کہا - کہ ضرور پیغام بھیجا جا رہا ہے یہ چمک کھڑکی کے اندر سے نکل رہی تھی - مگر یہ مکان اور مکانوں سے ذرا پیچھے کو تھا - تاریکی خوب پھیلی ہوئی تھی - سڑک کی لال ٹینوں کی روشنی دھیمی تھی - یہی وجہ تھی - کہ پشت کے مکانوں کا رخ نظر نہیں آتا تھا -

اب پولس افسر بھی گشت کر کے واپس آگیا تھا - خود اس نے نیلی روشنی دیکھ لی تھی - روشنی اب بھی نظر آرہی تھی - وہ کہنے لگا - کہ یہ پرائیویٹ وائرلیس ہے - پچاس ساٹھ میل کے درمیان اس سے کام لیا جاسکتا ہے - مگر عجیب چیز ہے -

یہ معلوم ہوا کہ چمک پشت کے مکانوں کی ایک کھڑکی سے آرہی ہے افسر پولس بابو ہری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے - بڑی احتیاط سے کام کرنے کی ضرورت ہے - آخر کار مکان کا پتہ میں نے معلوم کر لیا -

ہری بابو - (گھبرا کر) کہاں - کہاں -

افسر - آیئے - میرے ساتھ آیئے -

دو منٹ میں یہ دونوں منزل مقصود تک پہنچ گئے - ہری بابو کچھ

دیکھ کر بولے۔ شاید اس کھڑکی میں کوئی ہم کو تاڑ رہا ہے۔

افسر۔ ممکن ہے۔ اچھا یہاں سے ہٹ آئیے۔

اب یہ دونوں ایک ایسی جگہ کھڑے تھے۔ جہاں سے کھڑکی تو نظر آتی تھی۔ مگر گھر کے اندر کے آدمیوں کو یہ نہیں نظر آتے تھے۔

مکان سے اب نیلی روشنی پھر چمکی۔ جسے دیکھ کر پولس افسر بولا۔ اس مکان کے اوپر تو بے تار پیغام رسانی کا کچھ سامان نظر نہیں آتا۔

ہری بابو۔ جی ہاں۔ صرف ٹیلیفون کے تار ہیں۔ شاید آتش دان کی چمنی میں خفیہ تار ہوں۔ سڑک پر تو کچھ نہیں ہے۔

افسر۔ مگر کیا یہ مکان وہی ہے۔

ہری بابو۔ میں حیران ہوں۔ دروازہ تو وہی ہے۔ مگر فرش اور دیواروں کا رنگ کچھ اور ہے۔ ٹھیک طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہی مکان ہے یا کوئی اور۔ مگر اندر جانے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

افسر۔ درست! اچھا تو آپ یہیں ٹھیرئیے۔ اور اس مکان پر آنے جانے والوں کی نگرانی کیجئے۔ اگر کوئی شخص اس کے اندر جائے تو اسے ذرا غور سے دیکھ لیجئے۔ اور اگر کوئی اندر سے نکلے۔ تو اس کا تعاقب کیجئے۔ میں قریب کے کسی ٹیلیفون سے کسی مددگار کو بلاتا ہوں۔

پولس افسر وہاں سے چلا گیا۔ ہری بابو یہیں کھڑے رہے۔ یہ چوراہہ تھا۔ بورڈ بھی لگا ہوا تھا۔ مگر پڑھنے میں نہیں آیا۔ کیونکہ بہت زیادہ بلند تھا۔ اور باریک۔ وہ دل میں کہہ رہے تھے۔ کہ سیتا اور اس کے باپ کو تو ناز ہے۔ کہ کوئی مکان ڈھونڈ نہیں سکتا لیکن ہم یہاں تک پہنچ ہی گئے۔

انہوں نے آگے بڑھ کر مکان کی ہر چیز کو غور سے دیکھا۔ چیزیں تبدیل شدہ تھیں۔ مگر جدید تبدیلی کی کوئی علامت موجود نہ تھی۔

ہری بابو نے دل میں کہا۔ کہ یہ بڈھے کی چالاکی ہے۔ اس نے اس میں ضرور تبدیلی کرائی ہے۔

ہری بابو نے دیکھا۔ کہ اُس مکان کا دروازہ کھلا۔ دروازہ کے اندر تاریکی تھی۔ تاہم غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ کوئی اندر سے نکلا ہے۔ یہ ایک عورت تھی۔ اس کے باہر آنے کے بعد دروازہ بند ہو گیا۔

عورت طویل قامت تھی۔ لباس سیاہ تھا۔ ہری بابو نہایت احتیاط سے آگے بڑھے۔ اور ارادہ کیا کہ اُس کے سامنے سے گذریں تاکہ اُس کا چہرہ دیکھا جا سکے۔ چنانچہ وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئے۔

عورت کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ اس کے جسم کا رنگ سانولا اور بال سیاہ تھے۔ کپڑے ادنےٰ درجہ کے تھے۔ شاید نوکرانی تھی۔ ایک بقچہ سا اس کے ہاتھ میں تھا۔ ہری بابو اُسے دیکھ کر واپس آئے۔ تاکہ کوئی اور نہ نکل جائے۔

اس اثنا میں پولس افسر بھی واپس آپہنچے۔ اور بولے۔ کوئی قابل افسر بہت جلد ہماری امداد کے لئے پہنچ جائیں گے۔ ہری بابو نے عورت کا نکلنا بیان کیا۔

افسر پولس بولے۔ کہ ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہئے۔ تاکہ کوشبہ نہ ہو۔ اور ہم علیحدہ علیحدہ رہیں۔

اب ہری بابو نے دیکھا۔ کہ اُس مکان کے ایک روشندان

روشنی نمودار ہوئی۔ لیکن نیچے کے کمرہ تاریک معلوم ہوتے تھے بالاخانہ بھی چند منٹ کے بعد تاریک ہو گیا۔

اس دوران میں کئی موٹریں اس سڑک سے گذریں۔ اور سب سے پچھلی موٹر میں مطلوبہ دوسرے پولس افسر آموجود ہوئے۔

پہلے افسر نے آنے والے کو مشتبہ مکان بتایا۔

یہ سُنکر پہلا افسر بولا۔ لیجئے۔ میں آگے بڑھتا ہوں۔ آپ دونوں بھی کسی قدر فرق سے میرے عقب میں آئیے۔ اور میں جب رومال سے ناک صاف کردوں۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ میں منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

الغرض یہ لوگ اس روش سے روانہ ہوئے۔ حتےٰ کہ آگے کے پولس افسر نے جیب سے رومال نکالا۔ اور ناک صاف کی۔

دوسرا پولس افسر بولا۔ اگر شیر اپنے ہی غار کے اندر گرفتار ہو جائے تو کیسی عمدہ بات ہے۔

ہری بالبو۔ مگر وہ بوڑھا شیر بہادر نہیں۔ تو چالاک تو حد سے زیادہ ہے۔ لیکن کیا آپ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ مجرم مکان ہی کے اندر ہے

افسر۔ ہاں غیر حاضر سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ دیکھئے پھر نیلی روشنی نظر آئی۔

افسر ۲۔ شاید بجلی کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔

ہری۔ میرا خیال ہے۔ کہ کام ہو رہا ہے۔ یہ وائرلیس ہے۔ بجلی کی تحریر۔ حروف نظر آرہے ہیں۔

افسر ۱۔ آپ کا خیال درست ہے۔

ہری۔ تو ہمیں کھڑکی کے نیچے کھڑے ہوکر یہ کرشمے دیکھنے چاہئیں۔

جناب آپ الہامی کرشمے ... [illegible]

افسر۱۔ بے شک یہ ضروری بات ہے۔
پھر نیلی روشنی نظر آئی۔ جسے دیکھ کر پولس کا نیا افسر بھی حیران ہوا۔ یہ تحقیق ہوگیا۔ کہ روشنی کے ذریعہ پیغام رسانی کی جا رہی ہے اب یہ دریافت کرنا باقی تھا۔ کہ کون پیغام دے رہا ہے۔ اور کیا کہہ رہا ہے۔ پولس افسر نے اُسے پڑھنے کی کوشش کی اور وہ کامیاب ہوا۔ یعنی اُسے حسب ذیل حروف نظر آئے۔ ت ی ن، آ د م ی + ن۔ گ۔ ر۔ ا۔ ن۔ ی + ک۔ ر۔ ر۔ ہ۔ ی۔ ہ ی۔ ن۔ (تین آدمی نگرانی کر رہے ہیں)

پہلا افسر بولا۔ مگر یہ پیغام کس کو دیا جا رہا ہے۔

دوسرا افسر۔ یہ بے تار کی برقی پیغام رسانی نہیں ہے۔ بلکہ قریب کے کسی مکان میں آدمی کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی جا رہی ہے

ہیری۔ تو یہ سچ ہے۔ کہ کوئی آدمی ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور اس وقت کی خبر دے رہا ہے۔

افسر۔ یہ لوگ بڑے ہوشیار اور چالاک معلوم ہوتے ہیں۔

ہیری۔ میرے خیال میں براہ راست کارروائی کرنی چاہئے۔ ہمیں دروازہ کھٹکھٹا کر مکان کے اندر پہنچ جانا چاہئے۔

افسر۔ یہ مناسب ہے۔ تاکہ مجرموں کو نکل جانے کا موقع نہ مل سکے نئے افسر نے کہا۔ کہ دیکھو ہمیں واقعی اندر داخل ہونا چاہئے۔ آپ لوگ فی الحال نگرانی کیجئے۔ کہ اندر کا کوئی شخص نکلنے نہ پائے۔ جو باہر آئے۔ اس کا تعاقب کرو۔ مگر یہ کارروائی نصف گھنٹہ کے بعد ہوگی۔ میں اس وقت ٹاؤن کو جا رہا ہوں۔

وہ یہ کہہ کر وہاں سے غائب ہوگیا۔ اب ہیری اور پہلا پولس افسر بھی جدا جدا ہو گئے۔

ایک پھاٹک کے قریب اور دوسرا سڑک پر کچھ فاصلے سے کھڑا تھا لوگوں کی آمد ورفت ادھر کم تھی۔ ایک کانسٹیبل وہاں سے گذرا۔ مگر اس نے ان دونوں کو نہیں دیکھا۔ اور یہ اچھا ہی ہوا۔

جب نصف گھنٹہ گذر گیا۔ تو ایک چٹھی رساں آتا نظر آیا۔ اس کے پاس خطوں اور پارسلوں کا تھیلہ تھا۔ یہ ہری بابو کی طرف آیا۔ مگر وہاں پہنچنے سے پہلے اس نے ایک اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے بعد بھی کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔ اب پوسٹ مین ہری بابو کے پاس آرہا تھا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر بولا۔ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔

بات یہ تھی۔ کہ چٹھی رساں کے بھیس میں وہی پولس افسر تھا جو ابھی ابھی یہاں سے گیا تھا۔ پس ہری بابو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پوسٹ مین نے ہدایت کی۔ کہ آپ دونوں صاحبان اب ایک جگہ کھڑے ہوجائیں۔ اور میں جب دروازہ کھلواؤں۔ تب زبردستی اندر داخل ہو جایئے۔

وہ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا۔

مشتبہ مکان کا دروازہ کھٹ کھٹایا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ پارسل یا رجسٹری آکر لے جاؤ۔ جو لیٹر بکس میں نہیں ڈالی جاسکتی۔

تینوں آدمی بالکل دروازہ کے قریب تھے۔ دروازہ کھلنے میں کچھ دیر لگی۔ شاید اندر کے آدمی کھڑکی سے یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ پوسٹ مین ہی ہے۔ اور نگران اجنبی چلے گئے۔ اس اثنا میں کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔ پھر اس کے بعد زنجیر کھلنے کی۔

اس کے بعد آہستہ سے دروازہ کھلا۔ جس سے ایک دبلا پتلا

جوان باہر نکلا۔ یہ خادم تھا۔

تینوں آدمیوں نے اس غریب پر حملہ کر کے اُسے دروازہ کے اندر دھکیل دیا۔ جتنے کہ وہ اندر داخل ہو گئے۔

نوکر گھبرایا اور بولا۔ تم کون ہو۔ پھر اُس نے چور چور کی آواز لگائی۔ لیکن ایک افسر پولس نے اُسے پستول دکھا کر خاموش رہنے کی تاکید کی۔

ہری بابو۔ بولو۔ ڈاکٹر گھوس کہاں ہے۔

نوکر۔ (حیرت سے) ڈاکٹر گھوس۔ میں انہیں نہیں جانتا۔

ایک پولس افسر نے دروازہ بند کر دیا۔ کنڈے میں قفل لگا دیا۔ اور چابی اپنی جیب میں ڈال لی۔

پولس افسر۔ دیکھو میں پولس افسر ہوں۔ میں جو پوچھوں۔ سچ سچ بتاؤ۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ بولو اندر کتنے آدمی ہیں۔ کون کون ہیں۔

نوکر۔ میں چکرورتی بابو کا نوکر ہوں۔

پولس افسر۔ چکرورتی بابو اسی مکان میں رہتے ہیں۔

نوکر۔ جی ہاں! مگر وہ اس وقت باہر ہیں۔ یہاں ایک میں ہوں اور ایک رہتاس موٹر ڈرائیور۔

ہری بابو۔ ایک عورت بھی تو یہاں رہتی ہے۔ جو ابھی باہر گئی ہے۔

نوکر۔ وہ یہاں رہتی نہیں۔ بلکہ مکان کی صفائی کرنے آتی ہے۔ اور پھر چلی جاتی ہے۔

پولس افسر۔ میں نے تم کو کئی بار قمار خانہ میں دیکھا۔ تم وہاں کیوں جایا کرتے ہو۔

نوکر۔ حضور وہ قمار خانہ نہیں ہے۔ روئی کا کارخانہ ہے۔

افسر۔ نہیں۔ وہ بدمعاشوں کا اڈا ہے۔ میں وہاں کے لوگوں کو خوب جانتا ہوں۔ وہ سب بدمعاش ہیں۔ تم بھی ضرور ویسے ہی ہو۔ اچھا تو سچ بولو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اچھا نہ ہوگا۔ ہاں بولو۔ اندر کون کون ہے۔

نوکر ڈر کر کانپنے لگا۔ اور بولا۔ اس وقت تو مکان میں صرف میں ہی ہوں۔ موٹر ڈرائیور بھی باہر ہے۔ اور نوکرانی کو تو خود آپ نے باہر جاتے دیکھ لیا۔

افسر۔ اور اگر میں تمہارے آقا کو یہیں سے پیدا کر دوں۔ تو پھر تمہارا کیا علاج؟

نوکر۔ نہیں جناب وہ باہر ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔

ہری بابو۔ تمہارے مالک کا کچھ اور بھی نام ہے۔

نوکر۔ نہیں جناب۔

ہری۔ وہ باہر کب گئے؟

نوکر۔ اُن کو گئے کوئی دو ماہ ہوئے۔

افسر۔ اور وہ چھوٹی لڑکی۔

نوکر۔ اُن کی بھتیجی؟ وہ مدرسہ میں پڑھتی ہے۔ مگر اب میرے مالک کے ساتھ گئی ہے۔

افسر۔ اس کا نام جانتے ہو۔

نوکر۔ نہیں سیتا۔

افسر۔ یہ تو اُن کی بیٹی کا نام ہے۔

نوکر۔ نہیں۔ بڑی لڑکی کا نام راجکماری ہے۔

ہری۔ اجی تمام خاندان کے کئی کئی نام ہیں۔ اور خود بدولت کے تو شاید درجنوں ہوں۔

جوان باہر نکلا۔ یہ خادم تھا۔

تینوں آدمیوں نے اس غریب پر حملہ کر کے اُسے دروازہ کے اندر دھکیل دیا۔ حتےٰ کہ وہ اندر داخل ہو گئے۔

نوکر گھبرایا اور بولا۔ تم کون ہو۔ پھر اُس نے چور چور کی آواز لگائی۔ لیکن ایک افسر پولس نے اُسے پستول دکھا کر خاموش رہنے کی تاکید کی۔

ہری بابو۔ بولو۔ ڈاکٹر گھوس کہاں ہے۔

نوکر۔ (حیرت سے) ڈاکٹر گھوس۔ میں انہیں نہیں جانتا۔

ایک پولس افسر نے دروازہ بند کر دیا۔ کنڈے میں قفل لگا دیا۔ اور چابی اپنی جیب میں ڈال لی۔

پولس افسر۔ دیکھو میں پولس افسر ہوں۔ میں جو پوچھوں۔ سچ سچ بتاؤ۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ بولو اندر کتنے آدمی ہیں۔ کون کون ہیں۔

نوکر۔ میں چکرورتی بابو کا نوکر ہوں۔

پولس افسر۔ چکرورتی بابو اسی مکان میں رہتے ہیں۔

نوکر۔ جی ہاں! مگر وہ اس وقت باہر ہیں۔ یہاں ایک میں ہوں اور ایک رتناس موٹر ڈرائیور۔

ہری بابو۔ ایک عورت بھی تو یہاں رہتی ہے۔ جو ابھی باہر گئی ہے۔

نوکر۔ وہ یہاں رہتی نہیں۔ بلکہ مکان کی صفائی کرنے آتی ہے۔ اور پھر چلی جاتی ہے۔

پولس افسر۔ میں نے تم کو کئی بار قمار خانہ میں دیکھا۔ تم وہاں کیوں جایا کرتے ہو۔

نوکر۔ حضور وہ قمار خانہ نہیں ہے۔ روئی کا کارخانہ ہے۔

افسر۔ نہیں۔ وہ بدمعاشوں کا اڈا ہے۔ میں وہاں کے لوگوں کو خوب جانتا ہوں۔ وہ سب بدمعاش ہیں۔ تم بھی ضرور ویسے ہی ہو۔ اچھا تو سچ بولو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اچھا نہ ہوگا۔ ہاں بولو۔ اندر کون کون ہے۔

نوکر ڈر کر کانپنے لگا۔ اور بولا۔ اس وقت تو مکان میں صرف میں ہی ہوں۔ موٹر ڈرائیور بھی باہر ہے۔ اور نوکرانی کو تو خود آپ نے باہر جاتے دیکھ لیا۔

افسر۔ اور اگر میں تمہارے آقا کو یہیں سے پیدا کر دوں۔ تو پھر تمہارا کیا علاج؟

نوکر۔ نہیں جناب وہ باہر ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔

ہری بابو۔ تمہارے مالک کا کچھ اور بھی نام ہے۔

نوکر۔ نہیں جناب۔

ہری۔ وہ باہر کب گئے؟

نوکر۔ ان کو گئے کوئی دو ماہ ہوئے۔

افسر۔ اور وہ چھوٹی لڑکی۔

نوکر۔ اُن کی بھتیجی؟ وہ مدرسہ میں پڑھتی ہے۔ مگر اب میرے مالک کے ساتھ گئی ہے۔

افسر۔ اُس کا نام جانکی ہے۔

نوکر۔ نہیں سیتا۔

افسر۔ یہ تو اُن کی بیٹی کا نام ہے۔

نوکر۔ نہیں۔ بڑی لڑکی کا نام راجکماری ہے۔

ہری۔ اجی تمام خاندان کے کئی کئی نام ہیں۔ اور خود بدولت کے تو شاید درجنوں ہوں۔

نوکر۔ اور اس مکان کی اوپر کی منزل میں کون ہے جو روشنی کے ذریعہ باتیں کر رہا ہے۔

یہ سُنکر نوکر حیران ہو گیا۔ اور بولا۔ جناب روشنی کیسی۔ اس مکان کے اندر تو کوئی انسان موجود نہیں۔

ہری۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ہمیں دہوکا دے رہے ہو۔ دیکھو سچ سچ بتا دو۔ ورنہ پولس کو تم جانتے ہی ہو۔

نوکر۔ میں نے سچ سچ کہہ دیا۔ مگر حضور یہاں کیوں آئے۔ زبردستی گھس آئے۔ یہ ایک معزز آدمی کا مکان ہے۔ اور میں اس کا محافظ ہوں۔

افسر۔ ہم عدالت کی طرف سے ایک مقدمہ کی تحقیقات کرنے آئے ہیں۔ ہمیں اس مکان پر شُبہ ہے۔ بس اگر ہمارا شُبہ غلط نکلا۔ تو ہم مالک مکان سے معافی مانگ لیں گے۔

یہ سُنکر نوکر کا چہرہ خوف سے سفید ہو گیا۔ شاید اُسے اس مکان کے کچھ مشتبہہ حالات یاد آگئے۔ اُس کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔

ہری بابو نے میز کرسی وغیرہ اکثر سامان کو پہچانا۔ بس وہی تھا جسے وہ پہلے دیکھ چکے تھے۔ مگر بعض سامان نیا بھی تھا۔ مکان کی شناخت میں کچھ کچھ تبدیلی تھی۔ مثلاً زینہ بائیں جانب کی بجائے دہنی جانب تھا۔

انہوں نے یہ باتیں پولس افسروں کو بتا دیں۔

افسر نے نوکر کو جھٹ ڈانٹ بتائی۔ اور بولے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ دیکھو میں تمہیں سچ بولنے کی ایک بار اور مہلت دیتا ہوں۔ کیا اُن کا نام گھوس نہیں ہے۔

نوکر۔ سادگی سے۔ جناب مجھے تو اُن کا نام چکرورتی بابو ہی معلوم ہے۔
افسر۔ اور وہ ہری۔ کالا سا موٹا آدمی۔
نوکر۔ جناب یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں رہتا۔
افسر۔ تم حلفیہ کہتے ہو۔
نوکر۔ ہاں حضور۔ میں ہری کو نہیں جانتا۔ نہ کبھی اُسے دیکھا۔
افسر۔ یہاں کبھی کبھی تو آتا ہوگا۔
ہری بابو۔ اس کمرہ کا سامان تو وہی ہے۔ مگر کمرہ ذرا بڑا معلوم ہوتا ہے۔ شاید میری نظر غلطی کر رہی ہے۔

پولس افسر اس کمرہ کی تلاشی نہایت ہوشیاری سے لے رہے تھے۔ بجلی کی روشنی جلادی گئی تھی۔ ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ ایک کوٹھڑی مقفل نظر آئی۔ پولس افسر نے اس کی کنجی نوکر سے طلب کی مگر اس نے کہا۔ کہ اس کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔
افسر۔ تو ہم تالا توڑے ڈالتے ہیں۔

یہ دھمکی ہی دھمکی نہ تھی۔ بلکہ پولس افسر نے فوراً جیب سے ایک اوزار نکال کر جھٹ پٹ قفل توڑ ڈالا۔ اور دروازہ کھول کر اس کے اندر داخل ہوئے۔

کمرہ میں دری بچھی ہوئی تھی۔ اس پر میز اور کرسیاں تھیں۔ بعض چیزیں بے ترتیب پڑی ہوئی تھیں۔ جن پر گرد جمی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر افسر بولا۔ شاید یہ کمرہ مدت سے استعمال نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے نوکر سے سوال کیا۔ اس کمرہ میں کیا کام ہوتا ہے۔
نوکر۔ حضور میں نہیں جانتا۔ میں نے اسے ہمیشہ بند ہی دیکھا۔
افسر۔ شاید تمہارے مالک یہاں رات کو چھپ کر آتے ہیں۔

نوکر۔ میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔
افسر۔ تمہیں کبھی شبہ تو ہوا ہوگا۔ کہ یہ کمرہ بند کیوں رہتا ہے۔
نوکر۔ میں اپنے مالک کے کاموں میں دخل نہیں دیا کرتا۔

اس اثنا میں ہری بابو چونک پڑے۔ اُن کی نظر دری پر جمی ہوئی تھی۔ اس پر ایک داغ تھا۔ سیاہ رنگ کا۔ انہوں نے پولس افسروں کو دکھایا - اور انہوں نے بعد غور فیصلہ کیا۔ کہ وہ خون کا داغ ہے۔ میز کو سرکانے سے یہ خیال اور پختہ ہوگیا۔

ہری بابو بولے۔ تو اس میں ضرور خونریزی کی گئی۔ واردات تازہ معلوم ہوتی ہے۔ لیجئے۔ ایک کام اور بڑھ گیا۔

اب یہ لوگ چیزوں کو خوب اُلٹنے پلٹنے لگے۔ شاید جُرم کا کوئی زبردست نشان ملے۔ ہری بابو نے ایک آرام چوکی ہٹائی۔ تو انہیں دری پر ایک سیاہ چیز پھیلی ہوئی نظر آئی۔ یہ کسی عورت کے سر کا دوپٹہ سیاہ رنگ کا تھا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ کسی عورت کا خون بہایا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ واردات نئی تھی۔ کیونکہ دوپٹہ پر گرد نہیں تھی۔

قریب ہی دری پر ایک کاغذ پڑا ہوا ملا۔ اسے غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ خط ہے۔ جو کسی عورت کے نام لکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ اس عورت کا نام بسنتی ہے۔ پولس افسر نے رائے قائم کی۔ کہ ضرور اسی عورت کو قتل کیا گیا۔

پولس افسر نے نوکر سے دریافت کیا۔ کہ ٹیلیفون کہاں ہے۔ اُس نے بتایا۔ کہ میز کے پاس بڑے کمرہ میں۔ وہ نوکر کو ساتھ لے کر ہال میں چلے گئے۔

اِدھر ہری بابو اور دوسرا افسر چیزوں کو دیکھ بھال رہا

تھا۔ اس کو ایک لاڑی ملی۔ جو شاید کرن پھول سے ٹوٹ کر زمین پر گری تھی اس کے علاوہ میز پر ہاتھ کے ایک پنجہ کا نشان تھا۔ اور کچھ شک نہیں۔ کہ یہ کسی عورت کا ہاتھ تھا۔

میز کو بغور دیکھنے سے ہاتھ کا ایک اور نشان نظر آیا۔ یہ پہلے نشان سے بڑا تھا۔ گویا مرد کا ہے۔ مگر پھر انگلی کے اوپر کی پور سے کوئی ایک اونگل بھر کے بعد کچھ لکیریں موجود تھیں۔ گویا پنجہ کسی جانور کا ہے۔

دونوں افسر اسے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ لیکن ہری بابو اُچھل کر بولے۔ مبارک ہو۔ یہی مکان ہمارے حریف کا ہے۔ یہ پنجہ اُسی کا ہے۔ اس نے اپنے ناخن بڑھا رکھے ہیں۔ او اسکے ہاتھ جانوروں کے پنجے کی مانند ہیں۔

افسر (نوکر) بتاؤ۔ تمہارا مالک کہاں ہے۔ وہ یقیناً یہیں چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سچ سچ نہ بتاؤ گے۔ تو ہم تمہیں گرفتار کرلینگے۔

نوکر نے کہا۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ باہر ہیں۔ وہ ہوگلی ہیں۔ اسی پتہ سے خط آتا جاتا ہے۔

افسر۔ تو تمہارے پاس اُن کا کوئی خط ہوگا۔ لاؤ ہمیں دکھاؤ۔

نوکر۔ اس وقت نہیں۔ مگر میں نے انہیں آج ہی ایک خط ہوگلی بھیجا ہے۔

نوکر بہت گھبرایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ تاہم وہ سچا معلوم ہوتا تھا۔

اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ پولس افسر ادھر دوڑے یہ پولس کے دفتر سے جواب آیا تھا۔ جواب یہ تھا۔ کہ ماہ گذشتہ ایک لڑکی کی گم گشتگی کی رپورٹ ہوئی ہے۔ جس کی عمر سولہ سترہ

سال ہے - اور اس کا نام "ہستنی" ہے - یہ بازار گئی تھی - مگر واپس نہیں آئی اور اسی وقت سے گم ہے -

اس لڑکی کا یہاں سراغ موجود تھا - اور اب کوئی شک باقی نہیں رہا تھا - کہ اس معصوم کو تہ تیغ کیا گیا -

اب پولیس افسر نے نوکر کو خوب دھمکایا - اور اس کے آقا کا حلیہ پوچھا - اور اس نے جو کچھ بتایا - وہ بلاشبہ ڈاکٹر گھوسس کا حلیہ تھا - اس سے بھی نوکر کی صداقت ثابت ہوئی -

لڑکیوں کی بابت سوال کیا گیا - تو اس نے کہا کہ میں بس جانکی کو جانتا ہوں - میں نے اور کسی کو نہیں دیکھا -

افسر - اور سیتنا -

نوکر - میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا - شاید ڈرائیور جانتا ہو -

جب سیتنا کا حلیہ اُس کے سامنے بیان کیا گیا - تو اُس نے اس کے دیکھنے سے انکار کیا -

افسر - واردات والا کمرہ بند کر کے) خبردار جو اس کے اندر گئے

نوکر - بہت اچھا حضور - میں بالکل بے قصور ہوں -

افسر - تم کہتے ہو - کہ تمہارے آقا ہگلی میں ہیں - تمہیں وہاں سے کوئی خط آیا -

نوکر - وہ خط کسی کو نہیں لکھا کرتے - اور بے اطلاع ہی آجایا کرتے ہیں -

اب یہ سب لوگ زینہ پر چڑھے - اور اوپر کے کمرہ میں پہنچے بجلی جلادی گئی - کمرہ کا سامان وہی تھا - جوہری بابو پہلے دیکھ چکے تھے - مگر کمرہ وہ نہ تھا - اور وہ اس وجہ سے حیران تھے -

اس کمرہ کو دیکھنے کے بعد یہ لوگ تیسری منزل میں چلے گئے

ہری بابو نے دیکھا۔ کہ گویا وہی کمرہ ہے۔ جس میں مصوّر وہ خوفناک تصاویر تیار کیا کرتا تھا۔ لیکن تصویر وہاں ایک بھی نہ تھی۔ یہ دیکھ کر ہری بابو بہت چکرائے۔

وہ جب پہلے آئے تھے۔ تو تصویر کو اٹھانے سے ایک کوٹھڑی ان کو ملی تھی۔ مگر اب دیکھا گیا۔ تو وہ کوٹھڑی موجود نہ تھی۔ یہ دیکھ کر اور بھی حیران ہوئے۔ اور رائے قائم کی۔ کہ یہ وہ مکان نہیں ہے۔

جب پولس افسر ایک کھڑکی کھول رہے تھے۔ تو پھر وہی نیلی روشنی نظر آئی۔ اب کے اس کے ساتھ دھماکے کی آواز بھی ہوئی۔

افسر۔ (نوکر سے) اگر اس مکان میں کوئی نہیں ہے۔ تو یہ تماشا کون کر رہا ہے
لیکن نوکر بھی کچھ کم حیران نہ تھا۔ اور وہ بھی طلسم سے واقعی ناواقف تھا۔

اس مکان کی خوب تلاشی لی گئی۔ لیکن وائرلیس کا سامان کہیں نہ ملا۔ حیرت تھی کہ یہ روشنی کیونکر ہوتی ہے۔ اور یہ دھماکا کیسا تھا۔؟ پولس افسر بھی حیران تھے۔ انہوں نے ہری بابو سے سوال کیا۔ اب بتایئے۔ کہ یہ مکان وہی ہے۔ یا کوئی اور۔

ہری بابو۔ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ سامان کچھ ملتا جلتا ہے۔ کچھ نیا ہے۔ اور یہ کمرہ بڑا معلوم ہوتا ہے۔

دوبارہ تلاش کرنے پر بھی کوئی تار نظر نہیں آیا۔ لیکن چند سکنڈ کے بعد روشنی نظر آئی۔ دھماکا بھی ہوا۔ سب لوگ حیران تھے۔ اور نوکر سب سے زیادہ حیران تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں نے یہ چیز آج ہی دیکھی ہے۔

معمّہ حل نہ ہوا۔ اور روشنی بجھا کر یہ سب لوگ زینے سے اُترنے لگے۔ بعد کو آنے والے پولس افسر نے نوکر سے سوال کیا اچھا یہ بتاؤ۔ کہ تم جب سے نوکر ہوئے ہو۔ کبھی اس مکان سے غیر حاضر بھی رہے ہو۔ اچھی طرح سے یاد کر کے بتاؤ۔

نوکر۔ نہیں جناب کبھی نہیں۔

افسر۔ دیکھو۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔ اگر کبھی گھنٹے دو گھنٹے کو بھی گئے ہو۔ تو صاف کہہ دو۔ نازک معاملہ ہے۔

نوکر۔ نہیں جناب۔ میں یہاں سے ایک سکنڈ کے لئے بھی کہیں نہیں گیا۔

افسر۔ تو کیا تم نے کوئی غیر معمولی آواز سُنی۔ یعنی کسی کے رونے یا چیخنے چلانے کی۔ یا کبھی نہیں ایسا معلوم ہوا۔ کہ کمرہ کے اندر لوگ موجود ہیں۔ اور چل پھر رہے ہیں۔

نوکر سوچ کر بولا۔ ہاں جناب کوئی ایک ہفتہ ہوا۔ ڈرائیور نے کچھ سُنا تھا۔ اور اُس نے صبح کو مجھ سے ذکر کیا تھا۔ مگر صبح کو ہر چیز اپنے ٹھکانے پر تھی۔

افسر۔ مگر ڈرائیور نے اُسی وقت جا کر کیوں نہیں دیکھا۔

نوکر۔ جناب وہ ڈر گیا۔ کیونکہ مالک نے اُس سے کہا تھا۔ کہ اس مکان میں ایک عورت کا بھوت رہتا ہے۔ جسے اس کے شوہر نے قتل کر دیا تھا۔ وہ کبھی کبھی چلایا کرتی ہے۔

پولس افسر مصوّر کی دانشمندی اور دور اندیشی پر عش عش کرنے لگے۔

افسر۔ لیکن تم تو بھوتوں کو نہیں مانتے۔

نوکر۔ نہیں جناب اگر ایسی آواز آئے بھی۔ تو میں دیکھتے بھی نہ

جاؤنگا۔ مجھے اس سے کیا مطلب۔

افسر۔ لیکن کیا تم نے بھی کبھی کوئی نیسی آواز سُنی۔

نوکر۔ ہاں صاحب دس بارہ روز ہوئے۔ میں نے چیخنے چلانے کی آواز سُنی۔ مگر مُنہ چھپائے پڑا رہا۔ بڑی سردی تھی۔

یہ بیان بھی صحیح معلوم ہوتا تھا۔ مگر لاش کا پتہ نہیں تھا۔ مکان بھی مشتبہ ہی تھا۔

پولس افسروں نے پھر کمرہ کی چیزوں کو ٹٹولنا شروع کیا۔ ہر قسم کا اسباب اُٹھا کر دیکھا۔ اور مکرر سہ کرر دیکھا۔ مگر کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوئی۔

اب دونوں پولس افسر اور ہری بابو نیچے کی منزل میں کمرہ کے اندر بیٹھے ہوئے باہم مشورہ کر رہے تھے۔ نوکر باہر نکالکر دروازہ بند کر لیا گیا تھا۔

افسر ۲۔ یہ نوکر غالباً بے گناہ ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں ہے۔ بولتا بھی سچ ہے۔

۲۔ اور اس نے اپنے مالک کا حلیہ بھی درست بتایا۔

ہری۔ مگر وہ سیتا کے دیکھنے سے انکاری ہے۔

افسر۔ یہ عجب بات ہے۔ تاہم وہ دانستہ جھوٹ نہیں بولتا۔

۱۔ اس کو ماخوذ کرنا مناسب نہیں۔ مکان کا معاملہ تھی مشتبہ ہے۔

۱۔ پھر اب کیا کیا جائے۔

ہری۔ تو بہتر ہے۔ کہ ہم اس نوکر سے معمولی معافی مانگ کر یہاں سے چلے چلیں۔

دروازہ کھولا۔ اور ہری بابو اُس کے پاس پہنچے۔ اور ایک روپیہ

اُس کے ہاتھ میں دے کر بولے - اب ہم جاتے ہیں - امید ہے کہ تم اسباب کی خبر اپنے مالک کو نہیں کروگے - کیا فائدہ - وہ اُلٹے تمہیں سے ناراض ہو جائیں گے -

نوکر یہ بات مان گیا - اور آنے والے تینوں آدمی اُس مکان سے باہر نکلے - اس وقت دس بجے کا عمل تھا -

پولس افسروں کی تجویز تھی - کہ اس مکان کی رات دن نگرانی ہونی چاہیئے - اس اثنا میں ہستنی کے قتل کی مزید شہادت مل جائیگی - لاش کا ابھی کچھ پتہ نہیں لگا -

اس کے بعد ہری بابو پولس افسروں سے رخصت ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے -

اس مشتبہ مکان پر پہرہ کا انتظام کر دیا گیا -

موجودہ واقعات نے ہری بابو کو سینا کی طرف سے متوحش کر دیا تھا - اور وہ راستہ بھر سوچتے گئے - کہ دیکھئے میرے عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے - اُف کیسی بُری جگہ قسمت نے پھنسایا - خیر دیدہ خواہد شد -

باب دہم

سینا اور ہری بابو

ہری بابو پولس والوں سے رخصت ہو کر ایک کرایہ کی موٹر میں سوار ہوئے - اور اپنے مکان جانے کی بجائے - معشوقہ کی تلاش میں روانہ ہوئے - کیونکہ وہ پولس کی آج کی کارروائی کی اطلاع سینا کو دینی ضروری سمجھتے تھے - تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکے - اُن کو

اس کا پتہ معلوم تھا۔ مگر جب وہ منزل مقصود پر پہنچے۔ تو سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ سیتا وہاں سے جا چکی تھی۔

خادمہ سے دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ اپنا پتہ بتا کر نہیں گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ سیتا کو پوچھتی ہوئی پولس آئی تھی۔ مگر وہ اس وقت وہاں موجود نہ تھی۔ سیتا کے واپس آنے پر اُسے اسبات کی اطلاع دی گئی۔ تو وہ پریشان ہو کر وہاں سے چلدی اور اپنا پتہ بھی نہیں بتا گئی۔

ہری بابو مایوس ہو کر گھر لوٹ آئے۔ اب کیا کر سکتے تھے۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ کہ سیتا وہاں براجمان ہے۔ خوب! سیتا (جلدی سے) بس قصہ پاک۔

ہری بابو کو کچھ خیال آیا۔ تو انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔

ہری۔ جہاں تم مقیم تھی۔ میں وہیں تمہاری تلاش میں گیا تھا۔ مگر تم وہاں نہ تھیں۔ یہ معلوم ہوا کہ وہاں پولس آئی تھی۔

سیتا۔ اسی واسطے میں وہاں سے چلی آئی۔ لیکن چھپنا دشوار ہے اب کہاں جاؤں اور کہاں نہ جاؤں۔

سیتا کے چہرہ سے حد درجہ کا خوف ٹپک رہا تھا۔ ہری بابو نے اُس کی تسلی کی۔ اور کہا کہ سوچکر اور باہم مشورہ کر کے کوئی بچاؤ کی صورت نکالتے ہیں۔

ہری۔ باپ تمہارا جانی دشمن۔ مگر تم اب بھی اُسی کا ساتھ دے رہی ہو۔ ورنہ میں تمہیں ضرور بچا لیتا۔ تم اُس سے ڈرتی ہو۔ رام بابو اور وہ بڑھیا اُن سے ملے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر تم دور اندیشی اور دانش مندی سے کام لو۔ تو تمام مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

سیتا۔ (مایوسانہ انداز سے) ناممکن میرا بچنا ناممکن ہے۔ دنیا میرے خلاف ہے۔ یہ کہہ کر وہ زار زار رونے لگی۔

ہری بابو نے پھر اُسے دلاسا دیا۔ بابو کا دل اُس کی محبت اور ہمدردی سے لبریز تھا۔

ہری بابو۔ دنیا دشمن ہو۔ مگر میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ جاں نثار ہوں۔ اور ہر دانہ وار تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں۔

سیتا۔ (آبدیدہ ہو کر) آہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ یعنی اُس عورت سے جس کے ہاتھ خون آلودہ ــــــ

ہری بابو۔ میں یہ سننا نہیں چاہتا۔ مجھے تم سے عشق ہے۔ خواہ تم باقی اعمال سے دیوانگی ہی کہے۔ میرا دل نہیں مانتا۔ کہ تم مجرم ہو۔ اصل واقعہ کے متعلق شاید تمہیں دھوکا ہوا ہے تم خود مغالطہ میں ہو۔ پیاری مجھ پر اعتماد کرو۔ خصوصاً جب تمہیں گرفتاری کا خوف ہے۔

سیتا۔ آہ تم نے میرے باپ کی گرفتاری کی کوشش کی۔ اور اس کا خمیازہ مجھے اُٹھانا پڑا۔ اب میری گرفتاری میں شاید ایک دو لمحہ کی تاخیر ہو۔ یا قسمت یا نصیب!

ہری بابو کچھ جواب دینا چاہتے تھے۔ کہ اسی اثنا میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اور وہ ادھر متوجہ ہوئے۔ پولیس افسر نے ایک ضروری کام کے لئے اپنے آنے کی اطلاع دی تھی۔ ہری بابو دو تین ہی منٹ میں واپس لوٹ آئے۔ اور سیتا سے بولے۔ تمہیں یہاں سے فوراً چلا جانا چاہیئے۔

سیتا۔ (مایوسانہ انداز سے) آہ مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ مگر گیارہ رات کے جاؤں تو کہاں جاؤں۔

ہری بابو۔ تاخیر کا موقع نہیں۔ ورنہ اندیشۂ نقصان ہے۔ تم اس وقت رنگون روانہ ہو جاؤ۔ وہاں سے اور آگے بڑھ جانا۔ اور اپنا نام کچھ اور رکھ لینا۔ جان بچانا انسان کا فرض ہے۔ شاید آئندہ کوئی بہتری کی شکل نکل آئے۔ اچھا تم اپنا نام شکنتلا رکھ لو۔ اسی نام سے مجھے خط لکھنا۔

ہری بابو کو جدائی کا سخت قلق تھا۔ مگر وہ مجبور تھے۔ بولے پیاری مجھے تم سے سچا عشق ہے۔

سیتا نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

ہری بابو۔ مجھے یقین ہے۔ کہ تمہارے باپ کے گرفتار ہوتے ہی تم بے گناہ ثابت ہو گی۔ اور ہمارے دن پھر ینگے۔ اور ہماری شادی ہو گی۔

سیتا۔ اب بہتر یہی ہے کہ آپ مجھ سے کچھ تعلق نہ رکھیں۔ مجھ کو بھول جائیں۔ بالکل بھول جائیں۔ اس میں میرا بھی بھلا ہے اور تمہارا بھی۔

ہری بابو۔ یہ ناممکن ہے۔ آہ یہ ناممکن ہے۔ میری جان تم دو بار میری جان بچا چکی ہو۔ میری پیاری جان سیتا!

سیتا۔ پچھلی باتوں کو بھول جاؤ۔ بالکل بھول جاؤ۔ محبت و عشق کا ذکر فضول ہے۔ ایسی بدترین عورت سے محبت کرنا کونسی دانشمندی ہے۔

ہری بابو گویا دیوانہ ہو رہے تھے۔ عشق کا جنون ان کے سر پر سوار ہو رہا تھا۔ بولے میں ایک گھڑی کو بھی یقین نہیں کر سکتا کہ تم نے دانستہ اور ارادتاً کسی کی جان لی ہو۔

سیتا۔ ہاں میں نے قتل عمداً نہیں کیا۔ اور نہ یہ میری نیت تھی

ہری۔ (خوش ہو کر) صرف اتفاقیہ واقعہ ہے۔ بس یہی بات ثابت کی جاسکتی ہے۔

سیتا۔ مگر یہ ناممکن ہے۔

ہری۔ ناممکن کیوں ہے۔ میں اسے اتفاقیہ موت ثابت کرونگا۔ اور مستغیثوں کو اپنا دعوے واپس لینے پر مجبور کرونگا۔ تم ڈرتی کیوں ہو۔ اور یہ وقت آئے گا۔

سیتا۔ (ذرا خوش ہو کر) یہ دشوار ہے۔ کیونکہ رام جانتا ہے۔ کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

ہری۔ (آغوش میں لیکر) تو تم کو بھی مجھ سے محبت ہے۔! ایسے ہی واقعات سے ثابت ہے۔ کہ عشق اندھا ہے۔ ایک مرد ایک ایسی عورت سے عشق کا دعوے کر رہا ہے۔ جس کے قاتلہ نہ ہونے کا کوئی ثبوت دنیا میں موجود نہیں ہے۔

ہری بابو کو اس بات کی خوشی تھی۔ کہ سیتا نے بھی اُن کی محبت کا اقرار کیا۔ اور یہ سچی بات تھی۔ لیکن وہ شرماتی تھی۔ اور اس وجہ سے ہری بابو اس کی اور بھی قدر کرتے تھے۔ کہ یہ اُس کی شرافت تھی۔ وہ خواہ مخواہ گلے کا ہار نہیں ہوتی تھی۔ نہ انہیں ناز و نخرہ کے دام میں پھنسا کر کچھ نقصان پہنچانا اور خود ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتی تھی۔ ہری بابو کو یقین ہو گیا ہے۔ کہ سیتا کا حسن سیرت، حسن صورت سے بھی زیادہ قابل قدر ہے۔

سیتا چلنے کے لئے تیار ہوئی۔ ہری بابو نے اُسے ہدایت کی کہ مجھے خط۔ پی۔ ایم اینڈ کو کی معرفت روانہ کیا کرنا۔ اور اپنا اصلی نام اُس میں نہ لکھا کرنا۔

اس کے بعد وفاداری کے وعدہ وعید ہوئے۔ خوشگوار

مستقبل کی دعا کی گئی - خدا وصال کی گھڑی جلد لائے - جس طرح پیٹھ دکھا کر جاتی ہو - اُسی طرح سے آکر منہ دکھاؤ - اس کے بعد ہری بابو بولے

ہری - تم تو یہاں سے رخصت ہو رہی ہو - مگر میں تمہارے دشمنوں کے دفعیہ کی کوشش کرونگا - کیونکہ اب تمہارا نفع نقصان مشترک ہے -

سبنتا - آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں - آہ آپ تو میرے غریب باپ کو پھنسا رہے ہیں - وہ کیسے ہی ہیں میرے باپ ہیں - اور میں اُن کی بیٹی! یاد رکھئے کہ میں اُن کے خلاف ہرگز شہادت نہیں دے سکتی -

ہری - آہ جب یہ مقدمہ عدالت میں جائے گا - تو کیسی رسوائی ہوگی -

سبنتا - اگر آپ خاموش رہیں تو کچھ نہ ہو - اور آپ کا اس معاملے کو اُٹھانے میں کوئی فائدہ بھی نہیں - جانے دو - میری خاطر جانے دو -

ہری - مگر اب یہ مخفی نہیں رہ سکتا -

سبنتا - گویا آپ انکار کرتے ہیں -

ہری - مجھے اصرار نہیں - لیکن پولس کیسے مان سکتی ہے - وہ رات دن تفتیش میں مصروف ہے -

سبنتا - میرے باوا - پولس کے قابو میں نہیں آسکتے - پولس تو مدتوں سے سرگردان پھر رہی ہے - مگر اُس کے ہاتھ کچھ نہیں آسکا -
[illegible] - آہ تم اس خیال میں پڑی ہو پولس نے تو مکان بھی تلاش
[illegible]ا - میں خود اُس کے ساتھ گیا تھا -
[illegible]ت سے) کب گئے تھے -

ہری - ابھی دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے -
یہ سُنکر سیتنا بےجان تصویر بن گئی - ایک منٹ بعد ہری بابو نے پولس کے اُس مکان تک پہنچنے اور بجلی روشنی کا ذکر کیا - یہ سب کچھ سُن کر سیتنا بولی - تو بس میں برباد ہو گئی - اب کوئی کسر باقی نہیں
سیتنا - تو میں باواجان کو اطلاع دیتی ہوں - کہ اُس مکان میں نہ جائیں - ورنہ گرفتار ہو جائیں گے -
ہری - نہیں نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا - ہاں اُس مکان کا نوکر تمہیں نہیں جانتا -
سیتنا - ہاں شاید نہیں -
ہری - ہاں - وہاں "مہتنی" کے قتل کے نشانات بھی ملے ہیں اگرچہ لاش نہیں ملی -
مفصل قصہ سُنایا - سیتنا نے "مہتنی" کے نام کو بار بار دُہرایا - گویا سبق یاد کر رہی ہے -
اس واقعہ کے سُننے کا بھی اُس کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوا - مُردنی چھا گئی -
بہرحال یہ عاشق و معشوق نہایت حسرت سے جدا ہوئے - اور سیتنا وہاں سے چلی گئی -

باب یازدہم

پولس کی حیرت انگیز معلومات

ہری بابو اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے پولس افسر سے باتیں کر رہے ہیں -

ہری بابو۔ سینا کے متعلق آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے۔
افسر۔ ڈاکٹر کے ساتھ ہی اُس کی گرفتاری بھی ضروری ہے۔ اور وہ یقیناً باپ ہی کے پاس ہے۔
یہ سُنکر ہری بابو کو بہت رنج ہوا۔ یہ بھی دل میں کہنے لگے۔ کہ شاید وہ باپ سے مل گئی۔
سینا برہما کے مختلف شہروں میں گشت لگا رہی تھی۔ ہری بابو کو اس کے خط آرہے تھے۔ جو کسی شہر میں چند روز قیام کرتی تھی۔ پھر آگے چل دیتی تھی۔ ہری بابو نے اُس کے اخراجات کیلئے کافی روپیہ بھیجدیا تھا۔ اور اب وہ بھی اظہار محبت کیا کرتی تھی۔ تاہم وہ اب بھی باپ کی طرفدار تھی۔ ہری بابو نے سینا کے متعلق پولس کو اب تک ایک حرف نہیں بتایا۔ اس لئے وہ ان پر شبہ کرتے ہیں۔ مگر علانیہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔
ڈاکٹر کے مکان کی اکثر تلاشی لی جاتی ہے۔ لیکن اُس کا پتہ نہیں۔ ہری کا بھی پتہ نہیں۔ وہ جس شفاخانہ میں زیر علاج تھا پولس کے تار پہنچنے سے چند روز پہلے ہی وہاں سے اُڑ گیا تھا۔
مزید گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ پولس کو ان کا پتہ لگ گیا ہے۔ اور مجرموں کی گرفتاریوں کے تار بھیجدیئے گئے ہیں اور وہ عنقریب پکڑے آئیں گے۔
یہ سُنکر ہری بابو کے پاؤں کے نیچے سے گویا زمین نکل گئی پولس افسر سے شکایت کرنے لگے۔ کہ آپ واقف ہیں کہ میں سینا سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے یہ کیا کہا کہ اُسے بھی گرفتار کر رہے ہیں۔ پولس افسر نے جواب دیا۔ کہ یہ ہمارا فرض منصبی تھا۔ اور اس کے بغیر چارۂ کار نہیں۔

ہری بابو۔ آپ کو یہ نہیں چاہئے تھا۔ اُس نے میری جان بچائی
افسر۔ یہ سچ ہے۔ لیکن اُس نے ایک خون بھی کیا۔
ہری بابو۔ ہرگز نہیں! یہ محض تہمت ہے۔ اور میں اس بات سے واقف ہوں۔ میں نے آپ کی کس قدر مدد کی۔ اس بات کا بھی تو آپ کو لحاظ کرنا چاہئے تھا۔
افسر۔ عدالت کے فایدہ کے لئے جو کچھ مناسب سمجھا گیا۔ وہی کیا گیا۔

اس کے بعد پولس افسر ہری بابو سے رخصت ہو کر چلے گئے۔ ان کو غیر معمولی فکر رہا۔ دل میں گھتے تھے۔ کہ دیکھئے کیا انجام ہو۔ ایک روز پہلے جو خط سینا کا انہیں ملا تھا۔ اس میں اس کے باپ کا کچھ ذکر نہ تھا۔ انہوں نے گھبرا کر تار دیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ سینا وہ مقام چھوڑ چکی ہے۔ اس سے ان کی وحشت اور بھی بڑھی۔ پولس سے ٹیلیفون کے ذریعہ دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ کیونکہ پولس کے موقعہ پر جانے سے تین گھنٹے پیشتر وہ چل دیئے تھے۔ بڑے ہی چالاک ہیں۔ اس خبر سے قدرے اطمینان ہوا۔

اس اثنا میں اتفاقاً ان کی ملاقات لنگڑے فقیر سے ہوئی جس نے ابتدائی واقعات موٹر سے پھینکنا وغیرہ بتایا تھا۔ اب اُس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ موٹر کار پھر نظر آئی۔ اور اس سے ایک عورت کی لاش ڈالی گئی۔ لاش کے کپڑے سیاہ تھے۔ لانے والا پہلا ہی شخص تھا۔ نمبر نہیں معلوم ہوا۔ کیونکہ اُسے مٹی مل کر خراب کر دیا گیا تھا۔

ہری بابو نے دل میں کہا۔ کہ یہ لاش ہستنی کی ہوگی۔ مگر حیرت

یہ تھی۔ کہ وہ پولس کو اب تک نہیں ملی تھی۔ اور یہ نئی بات تھی۔
ہری بابو ایک روز لنگڑے کو لے کر اُس مشتبہ مکان پر پہنچے جہاں پولس افسروں کے ساتھ گئے تھے۔ اور بجلی کی روشنی سے گفتگو دیکھی تھی۔ وہی نوکر تھا۔ اس سے خوب باتیں ہوئیں۔ کیونکہ یہ اس کو کچھ نہ کچھ چٹاتے رہتے اور یہاں دوسرے تیسرے آتے رہتے تھے۔

ہری بابو۔ سُناؤ تمہارے مالک کا کوئی خط حال میں آیا۔
نوکر۔ جی ہاں۔ کل ہی کی ڈاک سے آیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔
یہ کہہ کر اُس نے جیب میں سے خط نکال کر انہیں دیا۔ اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

مجھے یہاں زیادہ کام ہے۔ لہذا میں جلد نہ آسکونگا۔ منسلکہ چک کا روپیہ بنک سے لے کر خرچ کرو۔ مکان کی خوب حفاظت رکھو۔ ایک شخص ہری بابو آئے۔ تو اُسے مکان کے اندر داخل نہ ہونے دینا۔ تاکید ہے۔ کسی بات کا جواب نہ دینا۔ تم سمجھدار ہو۔ مجھے تمہارا اعتبار ہے۔ احتیاط کرو۔ میں تمہیں خوش کرونگا۔
اس کے نیچے پتہ تحریر تھا۔

اس میں ایک دوسرے خط کا بھی ذکر تھا۔ ہری بابو نے وہ خط بھی نوکر سے مانگا۔ اور اُس نے لا کر دے دیا۔ یہ خط جانکی کے نام تھا۔ ہری بابو بولے۔ میں یہ خط خود جا کر جانکی کو دے دونگا۔ اُس میں ایک دوکاندار کی معرفت جانکی کا پتہ تحریر تھا۔ بس ہری بابو اُسکی پتہ پر روانہ ہوئے۔
یہ ایک روٹیوں کی دوکان تھی۔ ایک بڑھیا اُس کی مالک تھی ہری بابو نے اُس سے گفت وشنید کی۔ جانکی کو پوچھا۔ اور وہ

دوسری منزل سے آگئی۔
یہ وہی لڑکی تھی۔ جسے وہ پہلے دیکھ چکے تھے۔ یعنی جو انہیں بہکا کر اُس شکارگاہ میں لے گئی تھی۔

ہری۔ کیوں جانکی تم نے مجھے پہچانا۔

جانکی۔ (ذرا گھور کر) نہیں میں آپ کو نہیں جانتی۔ آپ کا اسم شریف

ہری۔ خیر میں تمہارے چچا اور اپنے دوست ڈاکٹر کا تمہارے نام خط لایا ہوں۔

یہ کہہ کر انہوں نے وہ خط اُس لڑکی کے حوالے کر دیا۔ جسے اُس نے غور سے پڑھا۔ مگر تمام نہ پڑھ سکی۔ کیونکہ خط بہت خراب تھا اس لئے ہری بابو کو اس کے پڑھنے کا موقع ملا۔

اس میں معمولی باتیں تحریر تھیں۔ امید ہے کہ تم دل لگا کر پڑھتی ہوگی۔ اپنا اقرار یاد رکھنا۔ شوخی شرارت نہ کرنا۔ میں تمہارے لئے عمدہ کھلونے لاؤنگا۔ سیتا تمہیں دعا کہتی ہے۔

جانکی۔ اور وہ آئیں گے کب۔

ہری۔ بہت جلد۔

اس کے بعد انہوں نے نان فروش عورت کو علیحدہ لے جا کر گفتگو کی۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے جانکی کے چچا کو نہیں دیکھا۔ اُن کا اشتہار چھپا تھا۔ کہ وہ جانکی کو کسی کی سرپرستی میں دینا چاہتے ہیں۔ جس کا معقول معاوضہ دیا جائیگا۔ میں نے اس ضرورت کے لئے اُن کو خط لکھا۔ معاملہ ہوگیا۔ مگر ایک عورت کے ذریعہ۔ اُس کے چچا کو میں نے اب تک نہیں دیکھا۔ البتہ اُن کے خط آتے ہیں۔ اور وہ روپیہ بھی بھیجتے رہتے ہیں۔ میں اس لڑکی کو حتی الامکان خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ لیکن بعض اوقات وہ چھپ ہو جاتی اور

سوچا کرتی ہے۔

ہری بابو بولے میں قتل کے ایک سنگین مقدمہ کی تحقیقات کر رہا ہوں۔ ذرا آہستہ باتیں کرو۔ یہ لڑکی نہ سُن لے۔ میں اسے کلکتہ لے جانا چاہتا ہوں۔ پولس کو اس کے ذریعہ سے بہت سے حالات معلوم ہو سکیں گے۔

بڑھیا نے صاف انکار کر دیا۔ ہری بابو نے کہا کیا تم یہ پسند کرتی ہو۔ کہ پولس کے آدمی تمہارے مکان پر آئیں اور اسے گرفتار کر کے لے جائیں۔ اس صورت میں تم بھی پھنس جاؤ گی۔

یہ سُنکر بڑھیا ڈر گئی۔ اور پھر رضامند ہو گئی۔ مگر ہری بابو سے وعدہ لے لیا کہ وہ خود واپس پہنچا جائیں گے۔ انہوں نے اس کا اطمینان کر دیا۔ اور معقول انعام دیا۔

جب جانکی سے کہا گیا۔ کہ تمہیں تمہاری بہن سیتا نے بلایا ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوئی۔ اور فوراً جانے کے لئے تیار ہو گئی اور بڑی خوش نظر آتی تھی۔ ہری بابو نے کہا۔ کہ تمہارے کھیلنے کے واسطے ایک خرگوش موجود ہے۔ یہ سُنکر وہ اور بھی پھولی نہ سمائی۔

اب ہری بابو اور جانکی موٹر میں جا رہے اور جانکی سے اپنے مطلب کی باتیں کھود کھود کر پوچھ رہے ہیں۔

جانکی۔ اُستانی کو میں نے کئی مہینے سے نہیں دیکھا۔ چچا اُن سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اُستانی کے مکان کا پتہ بھی معلوم ہو گیا۔

ہری۔ تمہارے چچا تمہیں بہت چاہتے ہیں۔

جانکی۔ چاہتے تو بہت ہیں۔ مگر بعض وقت مجھے رستہ میں چھوڑ کر

چل دیتے ہیں - کوئی راہگیر مجھے پہچانے آتا ہے - وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرح سے لوگوں سے دوستی بڑھاتا ہوں - نئے نئے آدمیوں سے ملاقات ہوتی ہے -

ہری - کتنی بار ایسا اتفاق ہوا -

جانکی - بہت دفعہ -

ہری - اور جن کو تم لے گئیں - وہ پھر بھی کبھی تمہیں ملے -

جانکی - نہیں -

ہری - اچھا تو اب تم مجھے غور سے دیکھو - اور پہچانو کہ کبھی دیکھا ہے -

جانکی - دیکھا ہے - یاد ہے - مگر چچا نے کسی کو پہچاننے سے منع کر دیا ہے - مکان کا پتہ بھی غلط بتایا کرتی ہوں -

ہری - کبھی تم نے آنے والے آدمیوں کو واپس جاتے بھی دیکھا -

جانکی - نہیں -

ہری - کبھی تم نے اپنے مکان میں کسی کے چیخنے چلانے کی بھی آواز سنی -

جانکی - جی ہاں - ایک بار سُنی - میں نے سیتا سے پوچھا تھا - مگر اُس نے کچھ جواب نہیں دیا -

ہری - کیا تم نے اس بات کا ذکر اپنی استانی سے کیا تھا -

جانکی - نہیں - کیونکہ چچا جان نے منع کر دیا تھا - وہ مجھے پڑھانے دوسرے مکان میں آیا کرتی تھیں -

ہری - شاید وہ تمہارا گھر نہیں جانتی تھیں - جس میں تمہارے چچا رہتے تھے -

جانکی - نہیں! چچا جان کی عجیب طبیعت ہے - وہ نرالی باتیں کرتے

ہیں ۔ لوگوں کو میرا نام کچھ اور بتا دیتے ہیں ۔ چچا کے کئی کئی
نام ہیں ۔ اور سنیتا کے بھی ۔ چچا کا نام ہر بار نیا ہوتا ہے ۔
جس رات مجھے باہر بھیجا جاتا ہے ۔ مجھے اچھے اچھے کپڑے پہنائے
جاتے ہیں ۔ ہری بڑی بڑی عیاریاں کرتا ہے ۔ جب کوئی مہمان آتا
ہو ۔ چچا جان مجھے ساتھ لے جاتے ہیں ۔ کرایہ کی گاڑی پر معہ میرے
سوار ہوتے ہیں ۔ مگر جب کسی شریف آدمی یا کسی عورت کو اکیلے
سیر کرتے دیکھتے ہیں ۔ تو اس کی طرف اشارہ کر کے مجھے اتار دیتے ہیں
اور خود چپکے سے چلے جاتے ہیں ۔ اور میں راہگیر کی خوشامد کرتی ہوں ۔
اور وہ مجھے گھر پہنچانے جاتا ہے ۔ میں کہتی ہوں ۔ کہ میرے چچا سے
ملتے جائیے ۔ پھر جو کچھ ہوتا ہے ۔ آپ جانتے ہی ہیں ۔

ہری ۔ اور وہ ہمیشہ امیر آدمیوں کو بتاتے ہیں ۔

جانکی ۔ نہیں یہ ضروری نہیں ۔ جو لوگ مجھے پہنچانے آتے ہیں ۔ ان
میں سے میں نے کسی کو سوائے آپ کے دوبارہ نہیں دیکھا ۔
میں حیران ہوں ۔ کہ جب چچا ان کی خاطر تواضع کرتے اور چاء
پانی پلاتے ہیں ۔ تو پھر وہ کیوں نہیں آتے ۔ دوستی کیوں
نہیں قبول کرتے ۔

ہری ۔ کیا تم رام بالو کو جانتی ہو ۔

جانکی ۔ ہاں ۔ ہاں وہ بھی ایک روز ہمارے ہاں آئے تھے ۔ اسی
روز بڑا غضب ہوا ۔ کسی نے سنیتا کے چچی کو مار ڈالا ۔

ہری ۔ اس روز تمہارے چچا کہاں تھے ۔

جانکی ۔ وہ باہر گئے ہوئے تھے ۔

ہری ۔ تم بھی اپنے چچا سے بہت محبت کرتی ہو ۔

جانکی ۔ کیوں نہیں ۔ مگر وہ بھی تو ہم پر مہربان ہیں ۔ مگر سنیتا کی طرح

اُن کی باتیں میری سمجھ میں بھی نہیں آتیں - اوہ بیچاری سیتا!

ہری - بے چاری کیوں - ؟

جانکی - وہ کچھ ڈری ڈری رہتی ہے - ذرا سے کھٹکے سے چونک پڑتی ہے - وہ مجھ سے کہا کرتی ہے - کہ دیکھو چچا کی کوئی بات کسی سے ہرگز نہ کہنا - ان کی باتیں راز ہیں - کسی کو اُن سے کیا غرض -

ہری - وہ نیلی روشنی بھی تم نے کبھی دیکھی ہے -

جانکی - کئی دفعہ - میں ہمیشہ ایسے ہی تماشے دیکھا کرتی ہوں - چچا جان نے کوئی نئی چیز بنائی ہوگی -

ہری - اور تم نے اس کا سامان بھی دیکھا -

جانکی - ہاں دوسری منزل پر ہے - بجلی کا سامان ہے - اسی سے روشنی ہوتی ہے - ذرا ہاتھ لگ جائے تو اس زور کا دھماکا ہوتا ہے - کہ آدمی کی جان ہی تو نکل جاتی ہے -

ہری - اور تمہارے چچا مصوّر بھی تو ہیں -

جانکی - ہاں وہ بڑی اچھی تصویریں بناتے ہیں - ایک بار میری بھی بنائی تھی - مگر نہیں معلوم کہاں ڈال دی - اب نہیں ملتی - مگر وہ زیادہ خوفناک تصویریں بناتے ہیں - گویا لوگ مر رہے ہیں - مجھے تو اُن سے ڈر لگتا ہے - کوئی سسک رہا ہے - کوئی تڑپ رہا ہے - کسی کا دم نکل رہا ہے -

ہری - تمہارے چچا کو ایک خاص قسم کا جنون ہے -

جانکی - مگر کبھی کبھی وہ بڑے ٹھیک بجاتے ہیں -

ہری - یہ بھی جانتا ہوں -

باب دوازدہم
انجام ستم

ہری بابو کو جانکی سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ جو نہایت اہم معلومات پر مبنی تھیں۔ بابو نے موٹر ڈرائیور کو اس محلہ میں چلنے حکم دیا۔ جس میں وہ نیلی روشنی والا پُراسرار مکان تھا۔ جتنے کہ موٹر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اور ہری بابو اس سے اُتر پڑے جانکی کو بھی اُتارا۔

ہری بابو اس کی طرف جانے لگے۔ اور دروازہ تک جا پہنچے مگر یہ دیکھ کر جانکی ہنسنے لگی۔ اور بولی۔ آپ بھول گئے۔ یہ ہمارا مکان نہیں۔

ہری۔ یہی ہے۔ یہیں تو تمہارے چچا کا نوکر رہتا ہے۔

جانکی۔ رہتا ہوگا۔ مگر وہ مکان وہ ہے گلی کے کونے پر۔ اس کے گرد لوہے کا جنگلا ہے۔

ہری بابو نے اس طرف جا کر غور سے دیکھا۔ بے شک وہی حرف مقابل رُخ پر۔ اب زرد رنگ ہے۔ پہلے سبز تھا۔ اور یہ سب لوگوں کو دھوکا دینے کے واسطے کیا گیا تھا۔

دروازہ پر دستک دی گئی۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ سامنے کھڑکیاں بند تھیں۔ یہ دیکھ کر جانکی بولی۔ مکان بند ہے۔ مگر کوئی آدمی یہاں ضرور رہتا ہوگا۔

ہری بابو نے تاڑا کہ برقی ٹیلیفون کے ذریعہ انہیں دونوں مکانوں کے درمیان پیغام رسانی ہوتی ہے۔ اگرچہ وہاں بظاہر

بجلی کا کوئی سامان نہ تھا۔
گفتگو کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ جانکی اُس مکان کو نہیں جانتی جس کی پولس تلاشی لے چکی ہے۔
اس مکان پر دوبارہ دستک دی گئی۔ مگر جواب نہیں ملا دروازہ نہیں کھلا۔ اس لئے ہری بابو دوسرے مکان کی طرف چلے لیکن اُن کی نظر اوپر کو اُٹھی۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ بند مکان کی ایک کھڑکی کا ایک دروازہ آہستہ سے کھلا۔ مگر فوراً بند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہری بابو نے رائے قایم کی کہ اس کے اندر ضرور کوئی آدمی موجود ہے۔
بہرحال یہ دوسرے مکان میں پہنچے۔ دروازہ پر دستک دی گئی۔ نوکر نے دروازہ کھول دیا۔ وہ جانکی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مگر اس کو اس نے سینتا کے نام سے مخاطب کیا۔ اور پوچھا کہ آقا صاحب کہاں ہیں۔
جانکی کو اس مکان میں اپنا اسباب دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی بولی کیا مکان بدل لیا گیا۔
نوکر کو اس پر حیرت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل نیا نوکر ہے اور اُسے دوسرے مکان کا حال بالکل نہیں معلوم۔ اور جانکی کو اس مکان کا حال معلوم نہ تھا۔ جانکی نے نوکر کو دوسرا مکان اشارہ سے بتایا۔
جانکی موٹر ڈرائیور سے بھی واقف تھی۔ ہری بابو جانکی کو یہیں چھوڑ کر ٹیلیفون کے کمرہ میں گئے۔ اور انہوں نے پولس افسر کو اطلاع دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ دس ہی منٹ کے اندر آ پہنچے۔ اور انہوں نے چھوٹی جانکی سے خوب باتیں کی۔ ہری بابو نے انہیں

سب کچھ بتا دیا۔ پھر افسر بولے۔ آیئے اس مکان کی تلاشی لیں۔ کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔ اچھا لکشمی بابو کو بھی بلا لیتے ہیں یعنی دوسرے افسر کو چنانچہ ٹیلیفون کر دیا گیا۔ اور وہ فوراً آپہنچے۔

جانکی کو وہیں چھوڑ کر تینوں آدمی اس مکان کی طرف چلے۔ جانکی نے پوچھا کہ سیتا کہاں ہے۔ اُس سے کہا گیا۔ کہ بہت جلد وہ آجائے گی مکان کا دروازہ بند تھا۔ اب یہ سوال درپیش ہوا۔ کہ کھڑکی کھولی جاوے یا دروازہ۔ افسر اعلےٰ نے دروازہ کھولنا بہتر سمجھا۔ اب خاصی شام ہو گئی تھی۔ پولس افسر نے اپنی جیب سے بجلی کے تین چھوٹے چھوٹے لیمپ نکالے۔ اور ایک ایک اپنے دوستوں کو دے دیا۔ ایک خود رکھ لیا۔ اس اثنا میں ایک سپاہی نظر آیا۔ اس کو بلا لیا گیا۔ اور اُس کو قریب ہی رہنے کا حکم دیا گیا۔

اب دروازہ کھولنے کی تدبیر کی جانے لگی۔ کواڑ مضبوط تھے افسر پولس نے جیب سے آری نکالی۔ اور ایک کواڑ کی دونوں چولیں کاٹ ڈالیں۔ اور پھر تینوں آدمیوں نے کواڑوں کو دھکا دیا ایک کواڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور ایک آدمی کے جانے کے قابل رستہ ہو گیا۔ پولس افسر اندر گیا۔ اور اس نے کنڈی کھول دی۔ دوسرا کواڑ بھی کھل گیا۔ اور اب باقی دونوں آدمی بھی اندر تھے اب ان سب نے اپنے اپنے لیمپ روشن کر لئے۔

نیچے کا کمرہ بالکل خالی تھا۔ مکان کو بری بلا نے پہچانا۔ جانکی ان کو بہیں لاتی تھی۔ یہیں اُن پر مصیبت نازل ہوئی تھی۔ بظاہر یہ مکان عرصہ سے بند پڑا معلوم ہوتا تھا۔ اس میں سے بدبو آرہی تھی خوش قسمتی سے بجلی کا بٹن جلد مل گیا۔ اور روشنی جلا دی گئی۔ تمام مکان سنسان معلوم ہوتا تھا۔ لیکن در و دیوار سے خوف ٹپ

کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ۔ ہری بابو کا دل دھڑک رہا تھا ۔ کوئی عجیب وغریب راز افشا ہونے والا تھا ۔ پولس افسر اور ہری بابو ڈر ڈر کر آگے قدم بڑھا رہے تھے ۔ کہ کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں ۔ بجلی اور زہر کا قدم قدم پر خطرہ تھا ۔ ہری بابو کو رہ رہ کر وہ زہر کی پچکاری اور قلم نما بم یاد آرہا تھا ۔ انہوں نے کھڑکی کا کھلنا اور بند ہونا بھی دیکھا تھا ۔

اب یہ لوگ زینہ پر چڑھنے لگے ۔ مکان گونج اٹھا ۔ دوسری منزل پر پہنچے ۔ کمرہ خاصہ وسیع تھا ۔ اور وضع میں پہلی منزل کی نقل اس میں بھی تین ہی کھڑکیاں تھیں ۔ یہاں کوئی غیر معمولی چیز نظر نہیں آئی ۔ اس لئے تجویز ہوئی ۔ کہ تیسری منزل پر جائیں ۔

لیکن عین اس وقت ہری بابو کی نظر کسی غیر معمولی چیز پر پڑی جو سفید تھی ۔ معلوم ہوا کہ کاغذ کے اندر مٹھائی ہے ۔ یہ تازہ تھی ۔ اس سے اس مکان کے اندر آدمی ہونے کا ثبوت ملا ۔ اب ہری بابو کی کھڑکی کھلنے کی بات بھی تسلیم کر لی گئی ۔ ورنہ پہلے پولس افسر اُسے محض وہم بتاتے تھے ۔

اعلیٰ افسر اپنے ماتحت سے بولا ۔ ذرا آپ نیچے جاتے ۔ صدر دروازہ کی خوب نگرانی کیجئے ۔ نہ اندر کا آدمی باہر اور نہ باہر سے اندر جانے پائے ۔

چنانچہ وہ زینہ سے اترنے لگے ۔ ہر شخص ڈر رہا تھا ۔ ہری بابو نے بھی اپنا پستول ہاتھ میں لے لیا تھا ۔

دو منٹ بعد ہری بابو اور افسر پولس بھی نیچے اترے ۔ کانسٹبل کو بلا کر ہال کے پہرہ پر لگایا گیا ۔

اب مکان کی تلاشی لی جانے لگی ۔ بہت سے دروازے کھولے

اور پھر بند کئے گئے - ایک بوتل پانی کی بھی ملی - جو نصف خالی تھی اس سے بھی وہاں آدمی کا موجود ہونا ثابت ہوا -

کانسٹبل کو نیچے چھوڑ کر اعلےٰ افسر دوسری منزل میں آئے - ہری بابو اُن کے ساتھ تھے - یہاں کے کمرے اور الماریاں کھول کر دیکھیں - مگر کچھ نہ ملا - اور اس کے بعد تیسری منزل میں پہنچے اور کمرہ کھولا - ہری بابو کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا - بجلی جلادی گئی - ہری بابو نے دیکھا - کہ سب چیزیں بدستور موجود ہیں - جتنی کہ وہ پہلے دیکھ چکے تھے - وہ تمام خوفناک تصاویر بھی موجود تھیں - جو صنعت کا بہترین نمونہ لیکن انسانی زندگی کے وحشتناک اور خوفناک نمونے تھے - دونوں پولس افسر دیکھتے تھے اور عش عش کرتے تھے - ہری بابو بھی محو ہو رہے تھے - آخر کار بولے یہ تصویریں اصل حالت کو دیکھ کر بنائی گئی ہیں - یعنی نقل مطابق اصل ہیں ایک نامکمل تصویر نظر آئی - یہ ایک مرد کی تھی - پولس افسر نے پہچانا - یہ ہری بابو کی تھی - جانکنی کی حالت کی - ثابت ہوا - یہ آخری تصویر ہے - اس کے بعد کوئی تصویر نہیں بنائی گئی -

ہری بابو نے وہ زہریلا بٹن تلاش کر لیا - ہاتھی دانت نما دھات کا تھا - اُس کو احتیاط سے دبایا گیا - تو بجلی کے تمام لیمپ بجھ گئے زہریلی سوئی موجود تھی - پولس بڑی حیران ہوئی - کہنے لگی کہ پچیس [illegible] تک یہ ایسے مظالم کرتا رہا - اور ہمارا محکمہ اس کے مظالم [illegible]طلاع باوجود تلاش کے نہ پاسکا - یہ بالکل نئی قسم کا مجرم ہے [illegible]ید دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا - ظالم - سفاک -

[illegible]وری کے نیچے چند تار سے ملے - پولس افسر چونک پڑے [illegible]ا پر ریشم چڑھا ہوا تھا - یہ چھت کی طرف گئے تھے اور کھڑکی

کے بالائی حصے سے ملحق تھے۔ اس مقام پر شفاف شیشے کے ڈنڈے
تک ہو گئے تھے۔ یہ اندر سے خالی تھے۔ ان کی لمبائی چوڑائی تین
فٹ اور چار انچ تھی۔

پولیس افسر صاحب بولے یہ کوئی عجیب آلہ ہے۔ بڈھا غضب
کا آدمی ہے۔ اس کا مخزن غالباً نیچے کے کمرہ میں ہے۔ وہی طاقت
پیدا کرنے کی مشین ہوگی۔ شاید بجلی سے وائرلیس کا کوئی
نیا طریق ایجاد کیا ہے۔ یا اختراع کرنے والا تھا۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جب دونوں تار ملتے ہیں۔ تو ایک
استوانے سے دوسرے استوانے میں شعلہ پہنچ جاتا ہے۔ اور
یہی روشنی کھڑکی سے باہر نظر آتی ہے۔ اس کے مقابل دوسرے
مکان کی کھڑکی تھی۔ مگر وہاں کوئی سامان برقی نہ تھا۔ بلکہ چھوٹے
بڑے شعلوں سے سگنل بار بار دیا جاتا تھا۔ جس کو آگاہ کرنا
ہوتا تھا۔ اس کا وکیل دوسری کھڑکی سے دیکھتا ہے۔

پولیس افسر حیرت سے کہنے لگے کہ کاش یہ دانائی بنی انسان
کو فیضیاب بناتی۔ اب ہری بائی وہ تصویر تلاش کرنے لگے۔
جس کے نیچے کوٹھری ہے۔ اور اس میں لاش اور ایک تصویر ملی۔ یہ
ایک خوبصورت حسین عورت کی تصویر تھی۔ جس کے رخسار پر سانپ
نے ڈسا گیا تھا۔ اور وہ سانپ کو ہاتھ سے چھپانا چاہتی تھی۔
خوف کی مجسم تصویر تھی۔ اصل اور نقل میں بالکل فرق نہ تھا۔
منہ کھلا ہوا تھا۔ مگر آواز نہیں نکلتی تھی۔ درحقیقت یہ بھی صناعی
کا زندہ نمونہ تھا۔

اس تصویر کے نیچے سے وہ لاش نکلی۔ جسے تلاش کیا جا رہا
تھا۔ یہ ایک حسین عورت کی لاش تھی۔ اور تمام سامان اور

لباس سے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ پاشی کی تصویر ہے۔

ان لوگوں کو لکڑی کا ایک چھوٹا سا بکس ملا۔ اس کے اندر ایک چھوٹی سی شیشی تھی جس کے کارک کے نیچے ایک سوئی لگی ہوئی تھی۔ شیشی کے اندر ایک عرق تھا۔ بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یہ کالے سانپ کا زہر ہے۔ کارک کی سوئی کا خفیف سا خراش ہی ایسا ہے۔ انسان تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کیسے مرا۔ ہاں قدرتی موت ثابت ہوتی تھی۔

بڑا افسر ہری بابو سے بولا۔ آپ مجھ پر ایک مہربانی کیجئے۔ ذرا جا کر ہیڈ کانسٹبل سے کہہ دیجئے کہ وہ ٹیلیفون کے ذریعہ مسٹر واٹسن کو بلائے۔ وہ بولے میں خود دوسرے مکان سے ٹیلیفون کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تاریک زینہ سے نیچے اترنے لگے۔

لیکن عین اس وقت ان پر حملہ ہوا کسی نے آنا فانا دبوچ لیا۔ گرفت نہایت سخت تھی۔ بابو بالکل بے قابو ہو گئے تھے دیر کے بعد انہیں کشمکش اور اپنی رہائی کا خیال آیا۔ اور انہوں نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ حملہ آور ان کا دوست خونی ڈاکٹر تھا۔ آپ پولس کے سامنے بدبخت نا واقف ہو رہے تھے۔ انہوں نے ہری بابو کو شناخت کر لیا تھا۔ بوا ایسے ہی پہلے ہی دیکھ لیا تھا [illegible] تو جانی کے ساتھ آیا تھا۔ خیر بدبخت تو موت سے نہیں

اب وہ [illegible]

[illegible] رہا۔ اس کا زخم ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے۔ باہم زدوہ موٹر چلاتا تھا۔ پہلے ان بوڑھا دوسرا جوان تھا۔ مگر ثابت ہو گیا [illegible] کیا مر گیا کہاں وہ ہے۔ جوان سے کم طاقتور نہیں ہے۔ کبھی

اوپر ہوتا اور کبھی جوان - مزہ دار کشتی ہو رہی تھی - آخر کار یہ دونوں گر گئے - اور لڑھکتے ہوئے زینہ کے نیچے جا پڑے -

اسی اثنا میں کانسٹبل اور دونوں پولس افسر اُن کے پاس آ پہنچے - کشتی برابر ہو رہی تھی - اس وقت بوڑھے نے جوان کو زیر کر رکھا تھا - پولیس والوں نے فوراً ہری بابو کو چھڑا دیا -

بوڑھے کو بہ غور دیکھنے سے معلوم ہوا - کہ اس کے دہنے ہاتھ کی قمیض میں ایک خاص قسم کا بٹن لگا ہوا ہے - اُس میں ایک لمبی سوئی لگی ہوئی تھی اور کچھ شک نہیں کہ وہ زہر میں بُجھی ہوئی تھی پس وہ ہری بابو کے اُسے چبھا کر ہلاک کرنا چاہتا تھا - مگر خدا نے بڑی خیر کی کہ وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوا -

اب ڈاکٹر صاحب ارشاد فرمانے لگے - کہ بس اب میں تمہارے قابو میں آ گیا ہوں - مگر اس خبیث کی بدولت - یہ کہہ کر اُس نے نفرت سے ہری بابو کی طرف اشارہ کیا -

یہ سنیتا کو چاہتا ہے - اسے ہلاک کیا جائے گا - سنیتا کا ایک اور عاشق بھی اسی طرح سے میں نے مار ڈالا ہے - وہ بھی دخل در معقولات کا مرتکب ہوا تھا - دوسروں کے کاموں میں دخل دینے کی منصفانہ سزا یہی ہے -

ہری بابو نے اُس سے سوال کیا - تو سنیتا نے اُس پر ہاتھ نہیں اُٹھایا -

مصوّر - کیوں نہیں! مگر میں بھی چھپا ہوا تھا - در اصل اُسی کی صفائی میں نے تمام کیا - اس سوئی سے اور سنیتا آج تک خود کو قاتل سمجھتی ہے -

یہ سُنکر ہری بابو کے دل کا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا

کا دل اس کی پہلی ہی تصدیق کرتا تھا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہ تھا۔

لیکن بوڑھا بولا۔ اب میں تجھے ٹھکانے لگاتا ہوں۔
بوڑھے کو دونوں افسر اور ہری بابو مضبوط پکڑے ہوئے تھے۔ اب اُس نے جھٹکے دینے شروع کئے۔ اور تینوں آدمیوں کو پریشان کر دیا۔ وہ ہری بابو پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ بولا۔ اس سے میرا تمام راز معلوم ہو گیا۔ میں اسے کیسے زندہ چھوڑ سکتا ہوں
افسر۔ ہیں ہیں یہ کیا کرتا ہے۔
بوڑھا۔ کچھ نہیں! میں تو آج ہی برما سے آرہا ہوں۔ تصویر بنانے کے لئے آیا ہوں۔ اور اپنی قیمتی تصویریں دیکھئے۔ میری تصاویر زندہ جاوید ہیں۔
شاید کوئی بات یاد آگئی۔ بولا۔ مگر اب تصویریں کیسے بنا سکونگا
افسر۔ شاید اب نہیں اور تصویریں بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی
بوڑھا۔ کاش میرا نوکر لہری موجود ہوتا۔ تو میں ضرور تصویریں بناتا۔
افسر۔ تو وہ کہاں ہے۔
بوڑھا۔ اس بدذات نے (ہری بابو کی طرف اشارہ کر کے) اُسے پستول سے مار ڈالا۔ اب میں اس کے انتقام میں اُسے قتل کرتا ہوں۔ آپ ہٹ جائیے۔
اب وہ اپنی رہائی کیلئے جان توڑ کشمکش کرنے لگا۔
بوڑھا۔ اُس کا زخم نہ بھر سکا۔ کیونکہ وہ رات دن میرے ساتھ موٹر چلاتا تھا۔ اور وہ اسی صدمہ سے مر گیا۔ آہ
افسر۔ کیا مر گیا کہاں؟

بوڑھا۔ رنگون میں۔ یقین نہ ہو تو تار دے کر دریافت کر لو۔
ہری۔ اور سیتا کہاں ہے؟
بوڑھا۔ تو اسے کیوں پوچھتا ہے۔ ہاں اس کے ساتھ شادی رچانے کے لئے۔ مگر شادی سے پہلے تیرا جنازہ نکلے گا۔
اب ہری کو اس کے تمام جرموں کی تفصیل سنائی گئی۔ جس سے اس کا بشرہ اور بھی چمک اٹھا۔ چہرہ سرخ تھا۔ جسم کے بال کھڑے ہو گئے تھے۔ ہاتھ پاؤں بار بار غصہ سے اٹھتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر زور کیا۔ چلایا۔ میں تجھے ضرور غارت کر دونگا۔
بوڑھا۔ پولیس سے۔ کیا تمہارا خیال ہے۔ کہ میں تمہارے قابو میں ہوں۔ اور تم مجھے عدالت سے پھانسی کی سزا دلاؤ گے۔ آخر میرا قصور کیا ہے۔؟
مجھے تصویریں کھینچنے کا شوق ہے۔ بس۔ بس۔ لیکن یہ کوئی جرم نہیں۔!
اس کے بعد اس کی حالت بدل گئی۔ گویا جنون کا دورہ ختم ہو گیا۔ آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ ہائے میری تصویریں۔ تا جو اب تصویریں یاد
مصور۔ تو کیا تم مجھے گرفتار کرو گے
افسر۔ تم گرفتار ہو چکے۔
مصور۔ کیا مجھے قید کرو گے۔
افسر۔ ضرور۔
مصور۔ خدا تمہیں غارت کرے۔
یہ کہہ کر اس نے خوب زور کیا۔ مگر ایک نہ چلی۔ خاموش ہو گیا۔ شاید اس نے مایوس ہو کر اپنا ارادہ بدل لیا۔

تیر اب مجھے زندگی کی آرزو نہیں۔ دوست ہری کے تیر اب جینے کا مزہ نہیں۔ میں کشمکش نہ کروں گا۔ میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔

افسر۔ کیا۔

بوڑھا۔ (ایک عورت کی تصویر کی طرف اشارہ) ذرا وہ تصویر مجھے لادو۔

ہری بابو نے وہ تصویر اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دی۔

بوڑھا۔ مقدس تصویر! آہ مقدس تصویر! میری پیاری بیوی کی مقدس تصویر۔

افسر۔ کیا یہ تمہاری بیوی کی تصویر ہے۔

بوڑھا۔ ہاں! میرے جوتی جنوں کا نشانہ پہلے میری پیاری بیوی ہی بنی۔ اور اس کے بعد میں نے اس کی یادگار میں یہ سلسلہ قائم رکھا۔ ہری بابو میں نے تم سے اس روز نہیں کہا تھا۔

یہ سنکر سب حیران کھڑے رہ گئے۔

اب اسے پھر جوش آگیا تھا۔ پھر چلا کر بولا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ شیر جال میں پھنس گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہیں ایسا چکمہ دوں کہ یاد ہی تو کرو۔

ہم شکاری ہیں شکاری۔ شکار کھیلتے ہیں۔ پھر اس کی قیمت بھی دے دیتے ہیں۔

بوڑھا پولس کی گرفت میں تھا۔ کہ اسی اثنا میں اس نے اپنا چہرہ کسی قدر اپنے داہنے ہاتھ کی طرف جھکایا۔ پھر ذرا ہلا۔۔۔

اور بس

ایک منٹ بعد اس میں تبدیلی ہونے لگی جسم ڈھیلا پڑ گیا

اس کے بائیں رخسار پر ایک سرخ لکیر نظر آئی - اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی - اب اس کے جبڑے کانپ رہے اور دانت بج رہے تھے اس کے ہاتھ پاؤں بالکل ڈھیلے ہو گئے تھے - چہرہ پر مردنی چھائی تھی - چہرہ حد سے زیادہ خوفناک نظر آ رہا تھا - وہ چیخ چیخ کر حاضرین کو گالیاں دے رہا تھا - اس کے اعصاب میں بلا کا تشنج تھا - اس کی مٹھیاں بندھ گئیں - اور اس کے ناخن ہتھیلیوں میں گھس گئے تھے - ہائے جلا - ہائے جلا - دمبدم اس کے منہ سے نکل رہا تھا - حتےکہ وہ زمین پر گرا - دو منٹ تڑپا - اور پھر ٹھنڈا ہو گیا - بالکل خاموش ! جس ہتھیار سے وہ دوسروں کو مارتا تھا اسی سے خود مر گیا - چاہ کندہ را چاہ در پیش - مبارک ہے وہ موت جس سے زندوں کو مفاد پہنچے -

اب کچھ شک نہیں رہا - کہ اس خبیث کی موت پن کی سوئی کے بالکل خفیف خراش سے ہوئی تھی - پولس افسر تصویر حیرت بن گئے -

اب پولس کا سول سرجن بھی آ گیا تھا - کیونکہ اسے ٹیلیفون کر دیا گیا تھا - ٹیلیفون کے ذریعہ یہاں کے واقعات کی اطلاع پولس کے دفتر کو دی گئی - رنگون کو تار دے کر لہری کی موت کی خبر دریافت کی اور وہ صحیح نکلی -

باورچیخانہ کے اندر دونوں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں تھیں اور ان کے اندر بہت سی الماریاں جن کے اندر چینی کے برتن قرینہ سے چنے ہوئے تھے - ڈاکٹر نہایت ہوشیاری سے صحنچی کی دیوار کو کھٹکھٹانے لگے - آخر کار ایک جگہ معلوم ہوا کہ دیوار میں ... خلا ہے - اب یہ اندر گئے - اس جگہ کو دیکھا - اس کا ...